بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشف الحقائق

و

شرح دقائق

مؤلفہ

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

لاہوری گیٹ چنیوٹ

نام کتاب	کشف الحقائق وشرح دقائق
نام مؤلف و مصنف	سید محمد حسین زیدی برستی
ناشر	ادارہ نشر واشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ
کمپوزنگ	سید علی عمران کاظمی
تعداد	ایک ہزار
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
اشاعت	2006

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ منسوب کرتا ہوں جنہوں نے اپنے شیعوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ھلک فی اثنان محب غال و مبغض قال" اور بارگاہ خداوندی میں دعا کرتا ہوں کہ بارالہا بحق محمد وآل محمد امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں کو مفوضہ کے مشرکانہ عقائد اور شیخیوں کے غالیانہ افکار سے بچائے۔ آمین ثمہ آمین

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

نزد ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون نمبر 047-6331446

فہرست

پیش لفظ

میں اپنی اس کتاب کے ذریعہ سارے جہان کے شیعیان حقہ جعفریہ اثناء عشریہ کے جملہ افراد سے مخاطب ہوں۔

اے شیعیان جہان یہ بات ہر کسی کے مشاہدے میں ہے اور ہر کسی کو معلوم ہے، اور یقیناً آپ بھی اس سے بے خبر نہیں ہوں گے کہ اس وقت آدم علیہ السلام کی اولاد بہت سے دینوں اور بے شمار مذہبوں میں بٹی ہوئی ہے، کوئی ہندو ہے، کوئی سکھ ہے، کوئی بدھ ہے، کوئی جینی ہے، کوئی مسلمان ہے، کوئی یہودی ہے، کوئی عیسائی ہے اور کوئی صابی ہے، اور یہی دنیا کے بڑے بڑے مذاہب ہیں اور ان مذاہب میں سے ہر مذہب کئی کئی فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔

اے شیعیان جہان یقیناً آپ کو اس بات کا علم بھی ہوگا کہ یہ تمام مذاہب خود اپنے آپ کو ہی حق پر سمجھتے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی خود کو باطل پر نہیں سمجھتا۔

اور چونکہ سب مذہب خود کو ہی حق پر سمجھتے ہیں لہذا ساری دنیا کے مذاہب میں ایک ہی طرح کا قانون جاری دکھائی دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ مان لیا ہے اسی کو ثابت کریں گے، یعنی جو عقیدہ اپنا لیا ہے اسی کو ثابت کرنے کے لئے دلائل ایجاد کرینگے اور نئے سے نئے دلائل دینگے۔ پس وہ لوگ جو اسی بات کو ثابت کرنے میں لگے رہتے ہیں جو انہوں نے مان لی ہے یا جس کا عقیدہ انہوں نے اپنا لیا ہے، وہ اپنے باطل مذہب اور اپنے غلط عقیدہ پر بڑی پختگی کے ساتھ جمے رہتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو صاحبان عقل ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تحقیق سے جو بات ثابت ہوگی وہ اسے مان لیں گے، صرف ایسے ہی لوگ اپنے باطل مذہب اور غلط عقیدہ کو ترک کر کے حق کی طرف آتے ہیں اور مذہب حق

اختیار کرتے ہیں۔

اے شیعیان جہاں آپ سے یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ آئمہ اطہار (ع) اور تمام شیعہ محدثین وفقہاو مجتہدین و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں آج تک تفویض کو شرک اور مفوضہ کو مشرک قرار دیتے، کہتے اور سمجھتے آئے ہیں اور آج تک شیعیان جہاں میں سے کسی نے بھی عقیدہ تفویض کے شرک ہونے اور مفوضہ کے مشرک ہونے سے اختلاف نہیں کیا ہے۔

اے شیعیان جہاں یقیناً آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ تفویض کو شرک کیوں کہا جاتا ہے اور وہ کونسی تفویض ہے جسے شرک کہا جاتا ہے بزرگ شیعہ عالم سرکار علامہ مجلسی نے تفویض کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں جن میں سے بعض کو انہوں نے جائز اور بعض کو شرک قرار دیا ہے لیکن ہم سادہ الفاظ میں اس کا صرف دو باتوں میں خلاصہ کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں

نمبر 1:- خداوند تعالیٰ نے ہر چیز کو کسی خاص کام، اثر اور تاثیر کے لئے سبب بنایا ہے اور اس سبب کے ذریعہ ہی وہ اس خاص کام کو انجام دیتا ہے، اس کے غیر کے ساتھ نہیں اور اس خاص کام کی تاثیر، اثر اور خواص خدا نے ہی اس چیز کے اندر رکھے ہیں اس کے غیر میں نہیں۔ اور اس خاص کام کے لئے خدا کا ارادہ اس خاص چیز اور خاص سبب سے ہی تعلق پذیر ہوتا ہے۔ اس چیز کے غیر سے نہیں۔ بالفاظ دیگر وہ خاص کام یا اثر یا تاثیر، خدا نے ہی اس خاص چیز اور خاص سبب کو ودیعت کی ہے، رکھی ہے، سپرد کی ہے اور تفویض کی ہے۔ اور وہ چیز خدا کے حکم سے، اسی کے اذن سے اور اسی کے ارادہ کے ماتحت اپنا کام انجام دیتی ہے پس اس چیز کو اس خاص کام کے لئے سبب ماننا اور اس سے استفادہ اور بہرہ گیری کرنا وہ تفویض ہے جو عین توحید ہے اور شرک نہیں ہے۔

نمبر 2:- کسی بھی چیز کو جسے خدا نے کسی خاص کام یا اثر یا تاثیر یا خواص کے لئے سبب یا واسطہ یا وسیلہ نہ بنایا ہو سے اس خاص کام یا اثر یا تاثیر یا خواص کے لئے خود اپنی طرف سے اپنے آپ سبب یا وسیلہ یا واسطہ ہونے کا عقیدہ بنا لینا اور یہ کہنا کہ خدا نے اس کو ان کاموں کے لئے سبب یا وسیلہ یا واسطہ بنایا ہے۔ یہ وہ تفویض ہے جو شرک ہے۔ چونکہ جس چیز کو خدا نے کسی کام کے لئے سبب نہیں بنایا ہو، یا اس میں وہ خواص و اثر و تاثیر نہ رکھی ہو اس کام کے لئے اس چیز سے خدا کا ارادہ تعلق پذیر نہیں ہو سکتا یعنی خدا اس چیز کو اس خاص کام کے لئے سبب بنانے سے منقطع رہے گا۔ پس کسی کو بھی خود اپنی طرف سے اپنے آپ کارہائے ربوبی کا سپرد ہونا مان لینا ہی وہ تفویض ہے جو ممنوع اور شرک ہے۔ جیسا کہ آئمہ اطہار علیہم السلام نے واضح الفاظ میں یہ کہا ہے کہ خدا نے ہمیں امور دین کی تفویض کی ہے جہاں تک خلق و رزق وغیرہ کا تعلق ہے تو یہ اس نے ہمیں تفویض نہیں کئے ہیں۔ پس اس قسم کی تفویض کا ماننا اور عقیدہ رکھنا شرک ہے لیکن امور دین کی تفویض اور انہیں ہادی ماننا عین توحید ہے۔

اے شیعیان جہاں آپ کو یہ بھی علم ہوگا کہ آئمہ اطہار (ع) نے مفوضہ سے براءت کا اظہار کیا ہے ان پر لعنت بھیجی ہے ان سے اظہار بیزاری کیا ہے اور اپنے شیعوں کو ان سے معاشرت کرنے، ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے، ان کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرنے اور ان کی کسی بھی طرح سے تائید کرنے سے منع کیا ہے۔ جیسا کہ آپ اس کتاب کے متن میں ان کا بیان پڑھیں گے۔ لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ جس بات پر انہوں نے اظہار براءت کیا ہے اور ایسا کہنے والے پر لعنت بھیجی ہے وہ بات خود انہوں نے کہی ہو کہ ہم ہی خالق ہیں ہم ہی رازق ہیں، ہم ہی محی ہیں، ہم ہی ممیت ہیں اور ہم ہی ساری کائنات کا نظام چلانے والے اور سارے کارہائے ربوبی انجام دینے والے ہیں اور ان کاموں کا انجام دینا خدا نے ہمارے سپرد یعنی تفویض کر دیا ہے۔ بلکہ انہوں نے تو واشگاف الفاظ میں یہ فرمایا کہ خدا نے

ہمیں اپنے دین کے امور تفویض کیئے ہیں جہاں تک خلق و رزق وغیرہ کا تعلق ہے تو وہ خدا نے ہمیں سپرد نہیں کیئے۔ اور امام زمانہؑ کی توقیع مبارک جو آپ اس کتاب کے متن میں مطالعہ کریں گے۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ بطور وسائط و آلات کے بھی خلق و رزق اور احیاء و اماتت اور دوسرے کارہائے ربوبی انجام نہیں دیتے۔

اے شیعیان جہاں قدیمی مفوضہ کی دلائل کا کل سرمایہ وہ معجزات و کرامات تھے جو وقتاً فوقتاً محمد و آل محمد علیہم السلام سے ظاہر ہوتے تھے چونکہ وہ خرق عادت تھے اور کسی بھی انسان کے ہاتھ سے عام عادی طور پر ظاہر نہیں ہو سکتے تھے اور وہ خدا کے حکم اور اذن سے خدا کی طرف سے ظاہر ہوتے تھے لہذا وہ انہیں دلیل بنا کر پہلے مرحلہ میں تو انہیں خدا کہنے لگے۔ لیکن امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف سے سزا پانے کے بعد، انہوں نے انہیں خدا کی مخلوق تو مان لیا، لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ اپنا کہ یہ خدا تو نہیں ہیں لیکن خدا نے صرف ان کو پیدا کیا اور ان کو پیدا کرنے کے بعد اپنے سارے کام ان کو تفویض کر دیئے ہیں لہذا ان کی پیدائش کے بعد جو کچھ کیا انہوں نے کیا۔ لہذا خلق کرنا، رزق دینا، مارنا، جلانا وغیرہ سب کام وہی انجام دیتے ہیں اور اس کی دلیل میں وہ صرف انکے معجزات و کرامات کو پیش کرتے ہیں۔

اے شیعیان جہاں معجزات کے علاوہ انہوں نے بعد میں دلائل کے طور پر اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے ایسی روایات بھی گھڑی ہیں جن میں خود آئمہ کی طرف نسبت دے کر یہ کہا گیا ہے کہ یہ کام ہم انجام دیتے ہیں لیکن ان روایات کے بارے میں معمولی سی عقل رکھنے والا بھی جان سکتا ہے کہ یہ جھوٹی ہیں گھڑی ہوئی ہیں، جعلی ہیں وضعی ہیں اور ان کا جھوٹا ہونا اور گھڑا ہوا ہونا، خود ان روایات کے متن سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ امیرالمومنین کا بروج میں بیٹھ کر رزق تقسیم کرنے کی روایت، اور امیرالمومنین کا آسمان پر چڑھ کر لڑنے والے فرشتوں کو قتل کر کے آنے کی روایت اور حضرت علی ابن الحسین (ع) کے پر و بال اگ

آنے کی اور آسمان پر اڑ جانے کی روایت جنہیں شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت میں اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق میں، تفویض کی مطلق نفی کی صحیح احادیث کے مقابلہ میں بطور دلیل کے پیش کیا ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب العقائد الحقیہ میں ان کا رد وابطال کیا ہے۔ فراجع۔

اے شیعیان جہاں آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ وقت کے ساتھ ساتھ نئے نئے دماغ نئے نئے دلائل لاتے ہیں اور اپنے غلط اور باطل عقائد کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ کے پاس پہلے حضرت عیسیٰ کے خدا کا بیٹا ہونے کی اس کے سوا اور کوئی دلیل نہیں تھی کہ ان کا باپ کوئی نہیں ہے۔ لیکن جب فلسفہ یونان نے رواج پایا، جس کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ "لا یصدر عن الواحد الا الواحد "ایک چیز میں سے صرف ایک ہی چیز نکل سکتی ہے ۔اور وہ عقل اول ہے اس کے بعد جو کچھ نکلا وہ عقل اول سے نکلا۔

یہ بات نصاریٰ کے لئے بڑی کارآمد تھی لہذا انہوں نے بھی اس نظریہ کو اپنا لیا اور اسے دلیل بنا کر یہ کہا کہ خدا میں سے صرف ایک ہی چیز نکل سکتی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ ہیں یعنی خدا میں سے صرف حضرت عیسیٰ نکلے ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ خلق کیا وہ حضرت عیسیٰ نے کیا۔ اور وہی ساری کائنات کا نظام چلانے والے اور خداوند تعالیٰ کے "چیف ایگزیکٹیو" ہیں۔ ان دلائل کے بارے میں ان کی کتاب کے حوالے ہماری کتاب "العقائد الحقیہ" میں ملاحظہ ہوں۔

اے شیعیان جہان مفوضہ نے بھی جو پہلے اپنے پاس معجزات اور اپنی گھڑی ہوئی روایات کے سوا اور کوئی دلیل نہیں رکھتے تھے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عقیدہ تفویض کو ثابت کرنے کے لئے فلسفہ یونان کے اسی نظریہ کا سہارا لیا۔ اور تیرھویں صدی

ہجری میں اسی نظریہ کو دلیل بنا کر میدان میں آئے۔

اُن دنوں ایران میں فلسفہ اور تصوف کا بڑا زور تھا اور اہل تصوف نے بھی جو پہلے حلول واتحاد کے عقیدہ تک محدود تھے فلسفہ یونان ہی کا سہارا لے کر وحدت الوجود کا ایک نیا نظریہ ایجاد کیا تھا اور شیعہ علماء میں سے ملا صدرا نے اس فلسفہ کو جسے مامون الرشید کے زمانے میں دوسرے علماء نے مشرف باسلام کیا تھا اپنے انداز میں اسے شیعہ نظریہ کے مطابق ڈھالنے کی سعی ناکام کی اور اپنی دو کتابیں، عرشیہ اور مشاعر اپنے اس خود ساختہ فلسفہ کے ساتھ ایران کی نسل جدید کے سامنے پیش کیں چونکہ ملا صدرا کا پیش کردہ وہ جدید فلسفہ بھی فلسفہ یونان ہی کی نوترمیم صورت تھی لہذا وہ بھی وحدت الوجود ہی کا نقشہ پیش کرتی تھی۔ لہذا بزرگ شیعہ علمائے ایران نے ملا صدرا کے پیش کردہ اس فلسفہ کو بھی وحدت الوجود قرار دے کر کفر قرار دیا۔

چونکہ یہ سارے نوترمیم فلسفے، فلسفہ یونان کے اس نظریہ سے ماخوذ تھے کہ ایک چیز کے اندر سے ایک چیز سے زیادہ نہیں نکل سکتی 'لا یصدر عن الواحد الا الواحد' لہذ افلاسفہ نے تو یہ کہا کہ خدا نے اندر سے جو چیز ایک نکلی وہ عقل اول تھی۔ نصاریٰ نے انہی فلسفہ یونان کو دلیل بنا کر یہ کہا کہ خدا کے اندر سے جو ایک چیز نکلی وہ حضرت عیسیٰؑ تھے۔ اس کے بعد ساری کائنات کو حضرت عیسیٰؑ نے خلق کیا۔ اور وہی خدا کے چیف ایگزیکیٹو ہیں، صوفیا اور دوسرے مسلم فلاسفہ نے بھی فلسفہ یونان کو دلیل بنا کر یہ کہا کہ خدا کے اندر سے جو چیز نکلی وہ مادہ تھا پھر اس مادہ کے سب سے اچھے حصہ سے انبیاء کو خلق کیا پھر باقی کے بچے ہوئے حصہ میں سے جو سب سے اچھا تھا اس سے انسان کو خلق کیا اسی طرح جمادات تک۔ ملا صدرا نے خدا کے اندر سے نکلنے والی چیز کا نام تو مادہ ہی رکھا لیکن اس مادہ کے سب سے اچھے حصہ سے اس کے نزدیک چہاردہ معصومین خلق ہوئے پھر باقی سے انبیاء کو پھر باقی سے انسانوں کو

اسی طرح جمادات تک۔

اگرچہ شیعہ علمائے ایران نے ملا صدرا کے اس فلسفہ کو بھی وحدت الوجود قرار دے کر کفر قرار دیا تھا لیکن اس مادہ کے سب سے اچھے حصہ سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے خلق کرنے کی بات سن کر ایران کی نئی نسل اس فلسفہ کی گرویدہ ہوگئی۔ حتیٰ کہ علامہ مجلسی کے قول کے مطابق شرعی مسائل میں بھی اسی فلسفہ کو دلیل بنایا جانے لگا۔ یہ موقع تھا وہ جب شیعہ علمائے حقہ میں اور فلسفہ زدگان ایران کی نئی نسل کے درمیان اختلاف کی خلیج حائل ہو چکی تھی، اور یہ فلسفہ مفوضہ کے عقیدہ تفویض کو رواج دینے کے لئے تازہ بہ تازہ اور نو بہ نو دلائل کے طور پر اسی طرح کارآمد تھے جس طرح نصاریٰ کے عقیدہ کو نئے دلائل کے ساتھ پیش کرنے کے لئے فلسفہ یونان کارآمد ہوگیا۔

چنانچہ استعمار نے ایران کے شیعہ علما اور فلسفہ زدہ جدید نسل ایران میں اس اختلاف کو بڑھانے اور اس اختلاف کو اور ہوا دینے، اور ایران میں شیعوں کی طاقت کو کمزور کرنے کے لئے مفوضہ کے ایک فرد کو جس کا نام شیخ احمد احسائی تھا، فلسفہ یونان اور صوفیوں کے دلائل کی تربیت دے کر مفوضہ کے عقائد کو ایران میں رواج دینے کے لئے 1221ھ میں ایران میں داخل کر دیا۔ ایران میں اس کی کاروائیوں کی تفصیل معلوم کرنے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب ''شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں''

اے شیعیان جہاں۔ چونکہ ملا صدرا کے فلسفہ کو شیعہ علماء حقہ وحدت الوجود قرار دے کفر قرار دے چکے تھے اور اس پر بڑی لے دے ہو رہی تھی اور مخالفت کا بازار گرم تھا۔ اور اس فلسفہ کے بغیر عقیدہ تفویض کو رواج دینا بھی مشکل تھا لہذا شیخ احمد احسائی نے پہلے برملا طور پر شیعہ علماء کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے یہ کہا کہ واقعاً ملا صدرا کا پیش کردہ فلسفہ وحدت الوجود ہے اور دوسرا کفر ہے۔ اور یہ مضمون شیخ احمد احسائی کی کتابوں فوائد۔

شرح فوائد، شرح زیارت۔ شرح عرشیہ اور شرح مشاعر میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

لیکن شیخ احمد احسائی نے ملا صدر کے اس فلسفہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اسے ایک نئی شکل میں پیش کیا۔ اس نے فلسفہ یونان کے اس نظریہ کو تو قائم رکھا کہ خدا کے اندر سے ایک چیز سے زیادہ نہیں نکل سکتی " لا یصدر عن الواحد الا الواحد " لیکن اس چیز کا نام جو فلاسفہ یونان کے نزدیک خدا کے اندر سے نکلی تھی عقل اول تھا۔ نصاریٰ نے اس چیز کا نام عیسیٰ رکھا تھا۔ صوفیہ مسلم فلاسفہ اور ملا صدر نے خدا کے اندر سے نکلنے والی اس چیز کا نام مادہ رکھا تھا۔ شیخ احمد احسائی نے خدا کے اندر سے نکلنے والی اس چیز کا نام چہاردہ معصومین علیہم السلام کا نور رکھا۔ اور یہ کہا کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کا یہ نور خدا کے اندر سے اس طرح نکلا جس طرح سورج میں سے سورج کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ پھر چہاردہ معصومین علیہم السلام کا نور منیر بن گیا اور اس سے اسی طرح شعاعیں نکلیں جس طرح سورج سے شعاعیں نکلتی ہیں ہیں اور وہ شعاعیں انبیاء (ع) کو نور بن گیا۔ پھر انبیاء کا نور منیر بن گیا۔ اور اس سے اسی طرح شعاعیں نکلیں جس طرح سورج سے شعاعیں نکلتی ہیں اور وہ شعاعیں انسانوں کا نور بن گیا۔ اسی طرح ہر نوع کی شعاع کا نور منیر بنتا رہا اور اس سے اسی طرح شعاعیں نکلتی رہیں جیسے سورج سے شعاعیں نکلتیں ہیں اس طرح جمادات تک کی تمام انواع خلق ہوئیں۔

اس طرح شیخ احمد احسائی نے یہ دعویٰ کیا کہ ساری کائنات کی علت فاعلی یعنی خلق کرنے والے بھی چہاردہ معصومین علیہم السلام ہی ہیں اور کائنات کی علت مادی یعنی جس مادہ سے کائنات بنی وہ مادہ بھی چہاردہ معصومین علیہم السلام ہی ہیں۔ اور علت صوری بھی وہی ہیں اور علت غائی بھی وہی ہیں اور اس فلسفہ کا نام اس نے علل اربعہ رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام ہی ساری کائنات کے لئے علل اربعہ ہیں

اے شیعیان جہاں جس طرح ہر باطل مذہب اپنے غلط اور باطل عقیدہ کو ثابت

کرنے کے لئے نئے نئے دلائل لاتا ہے اس طرح شیخ احمد احسائی نے اپنے پرانے باطل اور غلط عقیدہ تفویض کو ثابت کرنے کے لئے فلسفہ یونان کو مذکورہ جدید شکل میں پیش کرنے کے علاوہ، صوفیا کے ان دلائل کو بھی جو وہ خود خدا بننے لئے حلول واتحاد اور وحدت الوجود کے ثبوت میں پیش کرتے تھے۔ اپنالیا، علاوہ ازیں اپنے عقیدہ تفویض کو صحیح ثابت کرنے کے لئے آیات قرآنی کا مطلب اپنے نظریہ کے ماتحت نکالا اور غالیوں کی گھڑی ہوئی روایات کو بھی تائید مزید کے طور پر پیش کیا اور آج رؤسائے مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت بھی انہیں دلائل کو اپنے عقیدہ تفویض کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا موسیٰ اسکوئی الحائری الاحقاقی نے اپنی کتاب احقاق الحق میں انہیں چاروں طریقوں کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور ہم ان چاروں طریقوں کے ابطال کا بیان علیحدہ علیحدہ عنوان کے تحت کرتے ہیں۔

علل اربعہ کے ذریعہ تفویض

رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب احقاق الحق میں "المقالۃ الخامسۃ فی العلل اربعہ لجمیع الاشیاء" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

اعلم ان من المعلوم انه لا يوجد شئی فی الارض ولا فی السماء الا بعلل اربع . علتان منها داخلتان و هما مادة الشئی و صورته ، و علتان خارجتان العلة الفاعليه للشئی و العلة الغائية له ، ای غائيته و الفائدة منه . السابقة علی الشئی تصوراً واللاحقة له وجوداً و يفقدان احدها لا يتكون الشئی ولا يدخل الیٰ عرضة الوجود مثاله السرير فان له مادة و هو الخشب ، و صورته و هو هئية السرير وفاعلاً هو النجار ، و غاية و هو الجلوس

احقاق الحق المقالة الخامسة۔ص 223

یعنی جان تو کہ یہ بات معلوم ہے کہ بیشک نہ تو زمین میں اور نہ ہی آسمان میں کوئی شے ایجاد نہیں ہوسکتی سوائے علل اربعہ یعنی چار علتوں کے۔ دو علتیں اس چیز میں داخل ہیں اور وہ اس چیز کا مادہ ہے اور اس چیز کی صورت ہے اور دو علتیں اس چیز کے وجود سے باہر ہیں اور وہ اس وجود میں آنے والی چیز کی علت فاعلی ہے، اور اس کی علت غائی ہے یعنی اس چیز کی غرض خلقت اور اس کا فائدہ۔ اور یہ تصور میں اس چیز کے وجود میں آنے سے پہلے ہوتی ہے اور ان دونوں (یعنی علت فاعلی اور علت غائی) کے فقدان (یعنی نہ ہونے سے) کوئی شے ایجاد نہیں ہوسکتی۔ اور عرصہ وجود میں داخل نہیں ہوسکتی۔ اور اس کی مثال تخت ہے پس بیشک اس کا ایک مادہ ہے اور وہ لکڑی ہے اور اس کا ایک فاعل ہے اور وہ نجار (بڑھئی یا ترکھان) ہے اور اس کی ایک غرض وغایت ہے اور وہ اس تخت کے اوپر بیٹھنا ہے۔

اے شیعیان جہان، رئیس مذہب شیخیہ نے اپنے اس بیان میں یہ کہا ہے کہ کوئی چیز ایجاد نہیں ہوسکتی جب تک چار علتیں نہ ہوں ان میں سے ایک کا نام علت فاعلی ہے اور دوسری کا نام علت مادی ہے اور ان دونوں علتوں کے بارے میں رئیس مذہب شیخیہ کی یہ مثال قطعی غلط ہے۔

اول اس لئے کہ نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) علت فاعلی نہیں ہے بلکہ وہ ایک فاعل مختار ہے اس نے بیٹھنے کی غرض سے ایک تخت بنایا اور بیٹھنے کے لئے جس قسم کی شکل و صورت کو اس نے مناسب جانا اس شکل وصورت کا تخت بنایا۔ اور جس مادہ سے بنانا چاہا اس مادہ سے بنایا مثلاً لکڑی سے بنایا اور اس میں لوہے کی کیلیں بھی استعمال کیں۔ اور اس کے تخت کے بنانے میں آری اور رندہ اور بسولہ وغیرہ آلات واوزار استعمال کئے لیکن علت فاعلی اسے کہا جاتا ہے جس کا معلول اس کے اندر موجود ہو جیسا کہ سورج کا روشنی اور حرارت دینا

۔اور آگ کا جلانا وغیرہ۔سورج علت ہے اور روشنی اور حرارت اس کی معلول ہے، یہ روشنی اور حرارت سورج سے الگ نہیں ہے بلکہ یہ لاینفک ہے اور اس طرح آگ ہے آگ کا جلانا بھی آگ سے الگ نہیں ہے بلکہ لاینفک ہے آگ علت ہے اور جلانا اس کا معلول ہے نہ روشنی اور حرارت سورج کی مخلوق یا صنعت ہے اور نہ ہی جلانا آگ کی مخلوق یا صنعت ہے، لیکن نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) ایک فاعل مختار ہے جس نے اپنے ارادہ و اختیار سے ایک خاص غرض و غایت کے لئے ایک صنعت تیار کی ہے جو اس کی صنعت یا مصنوع ہے معلول نہیں ہے اور آری، رندہ اور بسولہ وغیرہ کو اس نے آلات کے طور پر استعمال کیا ہے ان آلات نے اس نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) کے ہاتھ میں کام کیا ہے یہ آلات خود بخود تخت بنانے پر قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا آری بسولہ اور رندہ وغیرہ کے ذریعہ تخت بنانے کو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ آری نے یہ تخت بنایا ہے یا رندہ نے یہ تخت بنایا ہے یا بسولہ وغیرہ نے یہ تخت بنایا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائیگا کہ فی الحقیقت نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) نے وہ تخت بنایا ہے پس نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) علت فاعلی نہیں ہے بلکہ فاعل مختار ہے دوسرے رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کا یہ کہنا کہ علت مادی کے بغیر کوئی شے خلق نہیں ہوسکتی اس لئے غلط ہے کہ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ وہ مادہ بھی تو ایک شے ہی ہے۔اس کو کس چیز سے پیدا کیا، اگر پھر بھی یہ کہا جائیگا کہ وہ بھی مادہ سے ہی پیدا ہوگی تو پھر وہ مادہ بھی ایک شے ہی ہوگا اس کو کس چیز سے پیدا کیا تو اس طرح تسلسل لازم آئیگا اور یہ باطل ہے۔اور یہ بات خود شیخ احمد احسائی نے اپنی کتاب شرح زیارت میں بانگ دہل کہی ہے کہ کوئی شے مادہ کے بغیر پیدا ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

"کیف یکون مخلوق و لا مادہ لہ بل لا بد من مادۃ"

شرح زیارت ص 343 سطر 11

یعنی کوئی مخلوق کیسے وجود میں آسکتی ہے جب تک اس کا کوئی مادہ نہ ہو بلکہ ناگزیز ہے یہ بات کہ ہر مخلوق کا کوئی مادہ ضرور ہو۔

اے شیعیان جہان اس بات سے روسائے شیخیہ سمیت کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ محمد وآل محمد علیہم السلام حتماً ویقیناً مخلوق ہیں پس اس اصول کی بناء پر انہیں بھی کسی مادہ سے ہی خلق ہونا مانا جائے گا۔اور وہ مادہ شیخ احمد احسائی اور تمام روسائے شیخیہ کے نزدیک خدا کہلاتا ہے۔لیکن تسلسل کو ختم کرنے لئے شیخ احمد احسائی یہ کہتا ہے کہ:

ومادته عين ذاته و عين صورته شرح زیارت ص343

یعنی خدا کا مادہ اس کی عین ذات ہے اور اس کی عین صورت ہے اور خدا کے اندر سے چہارہ معصومین علیہم السلام کا نور اس طرح نکلا جس طرح سورج سے اس کی شعاعیں نکلتیں ہیں۔ پس اس طرح سے تو چہاردہ معصومین علیہم السلام کو ساری کائنات کی علت فاعلی بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ ان کا نور خدا کے اندر سے نکلا لہذا ان کے نور کا مادہ خدا کا نور ہوا اور اس طرح ان کی اصطلاح کے مطابق بھی اصل اور اولین علت فاعلی تو خدا ہوا۔اور اس طرح ساری مخلوق کا جمادات تک خدا کے اندر سے نکلنا لازم آگیا۔اور یہ وحدت الوجود ہے اور کفر ہے۔

اے شیعیان جہان خدا کو اس طرح سے علت فاعلی سمجھنا اسے فاعل مجبور یا فاعل مضطر قرار دینا ہے۔کیونکہ کوئی معلول اپنی علت سے جدا نہیں ہوتا۔اور خدا فاعل مجبور یا فاعل مضطر نہیں ہے بلکہ وہ فاعل مختار اور قادر مختار ہے وہ جو کام بھی کرتا ہے اپنے ارادہ واختیار سے کرتا ہے۔لہذا علل اربعہ کا فلسفہ سراسر غلط ہے اور باطل ہے اور کفر صریح ہے اور چونکہ انہوں نے اسے اپنی تفویض کو مستدل کرنے کے لئے گھڑا ہے لہذا شرک بین ہے۔مزید تفصیل معلوم کرنے کے لئے ہماری کتاب نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی وامام اور دوسری کتاب العقائد الحقیہ کی طرح رجوع کریں۔ہم نے اپنی ان دونوں کتابوں میں علل اربعہ

کے فلسفہ کو تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے۔

صوفیہ کے دلائل سے تفویض کا استدلال

اے شیعیان جہاں۔حلول واتحاد اور وحدت الوجود خداوند تعالیٰ کی صفات سلبیہ میں سے ہیں اور ان کا اعتقاد رکھنا صریح کفر ہے صوفیہ اپنے نظریہ حلول واتحاد اور وحدت الوجود کو ثابت کرنے کے لئے جو دلائل دیتے ہیں ان میں ایک حدیدہ محماۃ ہے یعنی آگ میں سرخ شدہ لوہا، جو صورت میں سیاہ اور تاثیر میں سرد ہوتا ہے لیکن آگ کے قرب اور اتحاد سے سرخ اور گرم ہو جاتا ہے اور وہ وہی کام کرتا ہے جو آگ کرتی ہے یہ مثال صوفیہ اپنے لئے خدا سے اتحاد ووصال کے لئے دیتے ہیں اور اسی لئے معروف صوفی حلاج نے ''انا الحق''، یعنی میں حق تعالیٰ یعنی خدا ہوں کا نعرہ لگایا تھا چنانچہ اس کی تائید میں ایک صوفی شاعر کہتا ہے کہ

روا باشد انا الحق از درختے

چرا نبود روا از نیک بختے

یعنی کوہ طور پر موسیٰ سے خدا نے درخت کے ذریعے خطاب کیا تھا اور درخت سے یہ آواز آئی تھی کہ انی انا اللہ یعنی میں خدا ہوں تو جب درخت کے اندر سے انی انا اللہ کی آواز آسکتی ہے تو ایک نیک بخت انسان یعنی حلاج یا کسی اور صوفی کے اندر سے یہ آواز کیوں نہیں آسکتی کہ میں خدا ہوں۔اور یہ کیوں جائز نہ ہوگی؟

اے شیعیان جہاں۔صوفیہ نے یہ دلیل خود کو خدائی کا دعویدار بنائے کے لئے دی ہے۔لیکن شیخ احمد احسائی اور تمام روسائے مذہب شیخیہ اس دلیل کو اپنی تفویض کو ثابت کرنے کے لئے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لئے دیتے ہیں اور اس طرح صوفیہ کی دوسری

مثالیں ہیں جیسے شعلہ و چراغ، کوئلہ اور آگ، یا لکڑی اور آگ اور صورت اور آئینہ اور بلور یعنی آتش گیر شیشہ اور آفتاب کی مثالیں ہیں جو شیخ احمد احسائی سے لے کر آج تک کے روسائے مذہب شیخیہ تک دیتے آئے ہیں اور وہ صوفیہ کی ان مثالوں کو جو انہوں نے خود خدا سے اتحاد اور خدائی افعال کا حامل ہونے کے ثبوت میں دلیل کے طور پر بیان کی ہیں، اپنی تفویض کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ملائکہ کی مثال سے تفویض کا استدلال

اے شیعیان جہاں۔ شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت میں اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی نے احقاق الحق میں پہلے ان پانچ صحیح احادیث کو نقل کیا ہے جن میں آئمہ علیہم السلام کے بارے میں تفویض کی مطلق طور سے نفی وارد ہوئی ہے اور ہم نے رئیس مذہب شیخیہ کی کتاب احقاق الحق سے ان احادیث کے عکس اپنی کتاب ''العقائد الحقیہ'' میں ص 252 تا 255 پر دے دیئے ہیں۔

لیکن رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت تفویض کی مطلق نفی کے بارے میں ان احادیث کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ ان احادیث سے مراد یا بالاستقلال تفویض کی نفی ہے اور پھر اپنی تفویض کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ملائکہ کی مثال کو دلیل میں پیش کرتے ہیں چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی اپنی کتاب ''احقاق الحق'' میں لکھتے ہیں کہ

''رہا آئمہ علیہم السلام کا اللہ سبحانہ کے خلق و ایجاد میں واسطہ صرف اور آلات محض ہونا تو میں گمان نہیں کرتا کہ اس زمانے میں کوئی بھی اس نظریہ کا منکر ہوگا۔ جیسے کہ ملائکہ اربعہ یعنی جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل کے متعلق خلق و رزق و حیات و ممات میں واسطہ و آلات ہونے کے منکر نہیں ہیں۔

پس جب وہ ملائکہ کے واسطہ وآلات ہونے کے منکر نہیں ہیں تو آئمہ علیہم السلام کے خلق ورزق اور حیات وممات میں واسطہ وآلات ہونے کے کیسے منکر ہو سکتے ہیں۔ در آنحالیکہ آئمہ علیہم السلام قطعاً فرشتوں سے اکمل واشرف وابھیٰ واصفیٰ واقدم ہیں اور وہ ان کے ایجاد وخلق میں اور مادہ میں اور صورت میں واسطہ ہیں۔ اور فرشتوں کی علت فاعلی اور علت مادی اور علت صوری وہی ہیں اور فرشتے تو کسی چیز میں تصرف نہیں کرتے اور ان کے اذن کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے۔ (احقاق الحق ص 392)

اے شیعیان جہاں رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کی اس دلیل کا تفصیلی جواب تو آپ ہماری کتاب "العقائد الحقہ" میں ملاحظہ کریں لیکن یہاں پر بھی ہم یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ خداوند تعالیٰ نے ہر فرشتے کا جو کام ہے وہ اپنی مقدس کتاب قران مجید میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ پس جبرئیل کا کام میکائل نہیں کرتا میکائیل کا کام اسرافیل نہیں کرتا اسرافیل کا کام عزرائیل نہیں کرتا۔ بیشک یہ فرشتے آلات کے طور پر کام کرتے ہیں اور آلات جمع ہے آلہ کی جس طرح آری، بسولہ، رندہ وغیرہ آلات نجار (یعنی بڑھئی یا ترکھان) کے ہاتھ میں کام کرتے ہیں اور جو کام انکا ہے وہ صرف وہی کام کرتے ہیں دوسرا کام نہیں کرتے یعنی آری کا کام بسولہ نہیں کرتا اور بسولہ کا کام رندہ نہیں کرتا، اسی طرح یہ فرشتے جب تک خدا کا حکم نہیں ہوتا کوئی کام نہیں کرتے۔ اور جو کام ان سے متعلق ہے وہ صرف وہی کام کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں خداوند تعالیٰ نے ان کے مخصوص کاموں کے لئے وسائط و آلات ہونے کا اپنی کتاب مقدس میں واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے لیکن چہاردہ معصومین علیہم السلام جو فرشتوں سے ہر صورت میں اکمل واشرف وبھیٰ واصفیٰ واقدم ہیں اور ان سے اعظم ہیں ان کے لئے خلق ورزق اور احیاء واماتت کے لئے وسائط وآلات ہونے کے بارے میں قرآن میں ایک بھی لفظ نہیں فرمایا، بلکہ خلق ورزق اور احیاء واماتت کی کسی کی

طرف نسبت دینے کو بالفاظ واضح شرک جلی قرار دیا۔ البتہ خدا نے انبیاء ورسل اور آئمہ اطہار کو ہدایت کے عظیم منصب اور اپنے دین کے امور کی تبلیغ کے لئے سبب اور واسطہ اور وسیلہ ہونے کا بار بار اعلان کیا ہے۔ اور یہ وہ عظیم منصب ہے جس کا بیان آپ اس کتاب کے متن میں پڑھیں گے۔

غالیوں کی گھڑی ہوئی روایات سے تفویض کا استدلال

اے شیعیان جہاں، شیخ احمد احسائی نے شرح زیارت میں اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا موسیٰ اسکوئی نے اپنی کتاب احقاق الحق میں، علل اربعہ اور ملائکہ کے وسائط و آلات ہونے کی دلیل دینے کے علاوہ غالیوں کی گھڑی ہوئی روایات کو بھی اپنی تفویض کے لئے دلیل بنایا ہے، ان میں سے ایک مقداد سے روایت کی گئی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ آسمان پر فرشتوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی تو امیر المومنین آسمان پر چڑھ گئے، اور ان فرشتوں کا قتل عام کر کے واپس آئے تو ان کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا، جب مقداد نے پوچھا کہ مولا آپ کہاں چلے گئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آسمان پر فرشتوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی تھی لہذا میں وہاں جا کر ان کا صفایا کر آیا ہوں اور فرشتے تو میرے حکم کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ احقاق الحق ص 392

اے شیعیان جہاں یہ عقل کے اندھے اتنا نہیں سوچتے کہ جب وہ فرشتے حضرت علی کے حکم کے بغیر ایک قدم تک نہیں اٹھاتے تو وہ کس کے حکم سے لڑنے لگ گئے تھے صرف یہی بات اس روایت کے جعلی، وضعی اور من گھڑت ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہے جبکہ فرشتے معصوم ہوتے ہیں اور وہ اس طرح سے نہیں لڑتے کہ ان کا قتل واجب ہو جائے۔ علاوہ ازیں ان کے خون بھی نہیں ہوتا۔

دوسری روایت ابی جمہور بن الحکم کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین کے پر اُگ آئے اور وہ اڑ کر آسمان پر چلے گئے ۔اسی حالت میں راوی نے علین میں جعفر ابن ابی طالب کو دیکھا اور جب حضرت علی ابن الحسین واپس آئے تو راوی نے ان سے پوچھا کہ آپ چڑھ کر علین تک بھی چلے جاتے ہیں تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اسے ہم نے ہی تو بنایا ہے میں محدثین عظام کے طریقہ پر اس راوی کے بارے میں کچھ نہیں کہتا لیکن روایت کا متن خود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے جعلی ہے اور گھڑی ہوئی ہے۔

(احقاق الحق ص 395)

تیسری روایت بروج کی روایت ہے جسے خالد کابلی نے قنبر سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین بروج میں بیٹھ کر رزق تقسیم کرتے ہیں۔عمروں کا تعین کرتے ہیں، مخلوق کو خلق کرتے ہیں، مارتے ہیں اور زندہ کرتے ہیں عزت دیتے ہیں اور ذلت دیتے ہیں وغیرہ۔ (احقاق الحق ص 395)

اے شیعیان جہاں ان تینوں روایات کا متن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ غالیوں کی گھڑی ہوئی ہیں جسے شیخیہ احقاقیہ کویت نے اپنی تفویض کے لئے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور یہ سمجھا ہے کہ جیسے اس طرح انہوں نے آئمہ اطہار علیہم السلام کے لئے اپنی اختیار کردہ اور اپنائی ہوئی تفویض کو صحیح ثابت کردیا ہے لہذا اس طرح سے عقیدہ تفویض اپنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آیات قرآنی کا غلط معنی کر کے تفویض کا استدلال

اے شیعیان جہاں ۔شیخیہ احقاقیہ کویت اپنی تفویض کی دلیل میں علل اربعہ، [illegible] دلائل، ملائکہ کی مثال اور غالیوں کی گھڑی ہوئی روایات سے استدلال کرنے

کے علاوہ قرآن کریم کے معنی بدل کر بھی اپنی تفویض کی دلیل پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک سورہ مائدہ کی آیت نمبر 55 (انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا . الخ) ہے اس آیت میں خدا نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بعد حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مسلمانوں کا ولی وحاکم وفرمانروا ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اس آیت میں واقع لفظ ''ولیکم'' میں ضمیر ''کم'' اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اہل ایمان کا ولی وحاکم وفرمانروا ہونے کا اعلان ہے۔ لیکن شیخیہ احقاقیہ کویت اس سے ولایت تکوینی مراد لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے ذریعہ خدا نے امیر المومنین کی ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ کا اعلان کیا ہے اور یہ آیت ان کے نزدیک ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ پر دلالت کرتی ہے یعنی خدا کے سارے کام وہی انجام دیتے ہیں جیسا کہ مرزا عبد الرسول احقاقی نے اپنی کتاب ''ولایت از دیدگاہ قرآن'' میں اسی موضوع کو بیان کیا ہے اور ہم نے اس کا رد اپنی کتاب ''ولایت قرآن کی نظر میں'' کے اندر کردیا۔ اور اسی طرح انکا ''نذیر للعالمین'' میں لفظ عالمین کا غلط معنی کر کے اپنی تفویض کو ثابت کرنا ہے اور اس کا رد بھی ہم نے مذکورہ کتاب میں کردیا ہے۔

بہر حال جس طرح ہر مذہب اپنے عقیدے کے صحیح ہونے کے دلائل دیتا ہے اسی طرح شیخیہ احقاقیہ کویت، جنہیں ہرگز ہرگز قائل تفویض ہونے کا انکار نہیں ہے۔ وہ برملا طور پر اس بات کے قائل ہیں اور حتما ویقیناً یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے محمد وآل محمد صلعم یعنی چہاردہ معصومین علیہم السلام کو خلق کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا۔ ان کی پیدائش کے بعد جو کچھ کیا وہ انہوں نے ہی کیا۔ وہی خلق کرتے ہیں وہی رزق دیتے ہیں وہی مارتے ہیں وہی جلاتے ہیں وہی ساری کائنات کا نظام چلاتے ہیں اور وہی سارے کارہائے ربوبی سرانجام دیتے ہیں اور وہ اپنے اسی نظریہ کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے مذکورہ دلیلیں دیتے ہیں۔ پس شیخیہ احقاقیہ کویت ہی وہ مفوضہ ہیں جنکو آئمہ اطہار نے محدثین کرام نے فقہائے عظام

نے اور مجتہدین ومراجع عالیقدر شیعیان جہان نے مشرک قرار دیا ہے اوران کی یہ ساری دلیلیں ایسی ہی ہیں جیسا کہ ہر باطل مذہب اپنے غلط اور باطل عقیدہ کے درست ہونے کے ثبوت میں دیتا ہے۔

قدیمی اصطلاحات بدل کرنئی اصطلاحات کوعقیدہ تفویض کی دلیل بنانا

اے شیعیان جہاں شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان جہاں کو بہکانے ، انہیں ورغلانے اور دھوکہ دینے کے لئے مذہب شیعہ اور سارے اہل اسلام کی قدیمی اصطلاحات کو بدل کربھی اپنی تفویض کو ثابت کرنے کے لئے دلیل بناتے ہیں چنانچہ خداوند تعالیٰ نے انبیاءورسول کی صداقت کی دلیل کے طور پر جو چیزان کے ہاتھوں پر ظاہر کی تھی اسے اس نے قرآن میں یا آیت کہا تھا یا بینہ کہا تھا یا برہان کہا ھایا سلطان کہا تھا اور اس چیز کے لئے خدائی کام ہونے کی بناء پرقدیمی شیعہ علماومحدثین ومراجع عظام نے خرق عادت ہونے کی بناء پرمعجزہ کی اصطلاح اختیار کی تھی۔اسی کوروسائے شیخیہ نے ایک نئی اصطلاح کانام دے دیا جسے وہ ولایت تکوینی کہتے ہیں اور جیسا کہ غالب نے کہا ہے کہ

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ وساغر کہے بغیر

وہ اپنی اس جدید اصطلاح ''ولایت تکوینی'' کے ثبوت میں انہیں خرق عادت امور کو بیان کرتے ہیں جنہیں خدا نے قرآن میں آیت و بینہ و برہان و سلطان کہا تھا تیرھویں صدی ہجری تک تمام قدیمی شیعہ علماء اسے خرق عادت ہونے کی بناء پر معجزہ سے تعبیر کرتے آئے تھے۔لیکن انھوں نے خرق عادت امور کے لئے'' ولایت تکوینی'' کی اصطلاح اختیار کرنے

کے بعد ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ کا عہدہ خود اپنی طرف سے سپرد کر کے انہیں سارے کے سارے خدائی کام انجام دینے والا قرار دے دیا۔اور اسے بھی وہ اپنے عقیدہ تفویض کے صحیح ہونے کے ثبوت میں بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے شدید پروپیگنڈہ کے زیر اثر ایران کی نسل جدید کے بعض شیعہ علما نے بھی اس اصطلاح کو اختیار کرلیا ہے۔ چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ مرزا احسن اسکوئی الاحقاقی کے فرزند مرزا عبدالرسول احقاقی نے تو آئمہ اطہار کی ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ ثابت کرنے کے لئے 'ولایت از دیدگاہ قرآن' لکھ کر ایران کے صوبہ آذر بائیجان سے شائع کی تھی۔ جس کا رد ہم نے ''ولایت قرآن کی نظر'' کے ذریعہ پیش کیا ہے اب ایک اور تازہ تصنیف ''ولایت در قرآن'' کے نام سے ایران سے وارد ہوئی ہے جس کا ترجمہ محترم ثاقب نقوی نے کیا ہے اور جسے مصباح القرآن (ٹرسٹ) لاہور نے شائع کیا ہے۔اس کتاب میں بھی ولایت تکوینی ہی کو موضوع بحث بنایا گیا ہے اس کے ص 241 پر یہ کہا گیا ہے کہ ''ہر انسان ولایت تکوینی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔اور تعجب کی بات یہ ہے کہ انسان کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے اور لیٹنے وغیرہ جیسے عام اور عادی افعال کو انسان کی ولایت تکوینی سے تعبیر کیا ہے گویا وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ولایت تکوینی انسان کے عام عادی فعل کی طرح ہے لیکن پھر وہی غالب والی بات کہ

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں بادہ و ساغر کہے بغیر

اسی کتاب کے ص 272 پر ولایت تکوینی کو معجزہ و کرامت سے تعبیر کیا ہے۔اور معجزہ و کرامت کو خرق عادت کی چار اقسام میں سے وہ دو اقسام قرار دیا ہے جو نبی و امام کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ ''خوارق کی اقسام اور معجزہ و کرامت میں فرق'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں

''خوارق کو چار اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے جو چیز دعویٰ نبوت کے اثبات کے لئے نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور جو کچھ اولیاء انجام دیتے ہیں اسے کرامت کہا جاتا ہے۔

معجزہ اور کرامت کو جو خوارق کی چار قسموں میں سے دو ہیں اس لحاظ سے کہ یہ دونوں نبی یا امام کی ولایت تکوینی کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتے ہیں اس میں کوئی فرق نہیں۔

پھر ص 273 پر خوارق کی تیسری اور چوتھی قسم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خوارق کی تیسری قسم جو عام مومنین کی دعا اور درخواست سے انجام پاتی ہے معونت اور اعانت کہلاتی ہے۔

خوارق کی چوتھی قسم کا نام اہانت ہے اور یہ وہ خارق العادۃ ہے جو غیر مومن کے ہاتھوں خود اس کی تحقیر و توہین کے ساتھ صادر ہوتی ہے جیسا کہ منقول ہے کہ مسلیمہ کذاب نے ایک صحیح و سالم آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ آنکھ اندھی ہوگئی۔ اور ایک کنویں میں لعاب دہن ڈالا تو اس کا پانی زیادہ ہونے کی بجائے خشک ہوگیا۔

اے شیعیان جہاں ذرا غور کرو کہ کیا اس صحیح و سالم آنکھ پر ہاتھ پھیر کر مسلیمہ نے اسے اندھا کیا تھا۔ اور کیا اس کنویں کا پانی مسلیمہ کے لعاب دہن ڈالنے سے زیادہ ہونے کی بجائے مسلیمہ نے اسے خشک کیا تھا اور کیا اس نے خود یہ کام اپنی اہانت کے لئے کیا تھا۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں یہ خدا نے اس کی اہانت کے لئے پانی کے زیادہ ہونے کی بجائے خشک کیا تھا۔ اسی طرح معجزات و کرامات کے خرق عادات ہیں، معجزہ تو خدا نبی کی نبوت کے ثبوت میں ظاہر فرماتا ہے۔ اور کرامات آئمہ اطہار اور اولیائے الٰہی کی کرامت و بزرگی کے اظہار کے لئے ظاہر کرتا ہے اور اسی لئے تمام قدیمی شیعہ معجزہ و کرامت کو خدا کے افعال سمجھتے تھے اور جو کوئی انہیں نبی و امام کا اپنا فعل کہے وہ ان کے نزدیک کفر کے مترادف تھا۔ جیسا کہ

علامہ مجلسی نے فرمایا ہے کہ " من اعتقد ان المعجزات و الکرامات من فعل النبی و الامام فلیس فی کفرہ شک ولاریب "

یعنی جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ معجزات اور کرامات نبی وامام کے اپنے افعال میں سے ہیں اس شخص کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے"

اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ مؤلف محترم نے اپنی اس کتاب میں نہ صرف انسان کے عام عادی فعل کو ولایت تکوینی سے تعبیر کیا ہے۔ بلکہ وہ انسان کو صمد بنانے پر بھی تل گئے جیسا کہ نہوں نے "صمدیت انسان کے مراتب" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ:

"بعض اوقات انسان صمد ہونے کے ایسے مرحلہ میں ہوتا ہے کہ اسے فقط اپنے عمل کو شیطان کی دستبرد سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے ایسے شخص کی "ولایت" فقط اپنے اوپر ہوتی ہے بعض اوقات اس سے بالاتر مرحلہ ہوتا ہے کہ جس میں نہ فقط اپنے حریم دل کی حفاظت کرنی ہوتی ہے بلکہ اپنی معرفت واخلاص کی بھی نگہبانی کرنا ہوتی ہے اور افق روح سے شہاب ثاقب کی طرح شیاطین کو دور بھگانا ہوتا ہے، ایسے شخص کی حدود ولایت بھی وسیع تر ہوتی ہے اس سے بالاتر انسان کامل کا مقام ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی صمدیت کا مظہر تام ہوتا ہے اور نتیجتاً اذن الٰہی سے تدبیر عالم اپنے ذمہ لیتا ہے"

ترجمہ ولایت در قرآن ص 145,144

اے شیعیان جہاں لفظ "صمد" سورہ اخلاص کی جان ہے یعنی وہ ہستی جس کی طرف ساری کائنات اور موجودات احتیاج رکھتی ہے اور اسی کی محتاج ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے حتیٰ کہ کسی جزو کا بھی محتاج نہیں ہے۔

شیخ احمد احسائی نے تو لوہے کو جو سرد اور سیاہ ہوتا ہے آگ کے قرب سے گرم اور سرخ ہونے کے بعد آگ کے کام کا مظہر کہا تھا اور اپنے عقیدہ تفویض کے لئے دلیل بنایا تھا

لیکن ان آیت اللہ نے اپنی کتاب ''ولایت درقرآن'' میں انسان کو صمد بنا کر تدبیر عالم اپنے ذمہ لینے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ کیا اپنے عقیدہ تفویض کو ثابت کرنے کے لئے ''تدبیر عالم اپنے ذمہ لینا'' کے الفاظ سے بڑھ کر بھی اور کوئی بات ہو سکتی ہے؟

اس کتاب کے مؤلف محترم کے نام کے ساتھ بھی آیت اللہ لکھا ہے مگر رئیس مذہب شیخیہ مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی اور دوسرے تمام روسائے مذہب شیخیہ کے نام کے ساتھ ہم نہ صرف حجتہ الاسلام اور نہ صرف آیت اللہ لکھا ہوا پاتے ہیں بلکہ ان کے نام کے ساتھ تو الامام المصلح اور مجدد فضائل آل محمد تک لکھے ہوئے دیکھتے ہیں۔

لہذا یہ القابات دونوں مسالک کے علماء کے لئے استعمال ہونے کی بناء پر اپنا اعتبار کھو چکے ہیں۔ لیکن جو بات حقیقت اور نا قابل تردید ہے وہ یہ ہے کہ شیخیت کا پودا ایران میں ہی بویا گیا، وہیں اس نے نشو ونما پائی اور وہیں پر پروان چڑھ کر بارآور ہوا۔ چنانچہ ایران کے صوبہ آذربائیجان کے دوگانوں ''کوسہ پری اور سبیل دوازدہ دانگ'' اس مذہب کی کتابوں کی طباعت اور نشرواشاعت کے لئے وقف ہیں (رسالہ شہاب ثاقب مطبوعہ آذربائیجان ص 7) لہذا ایران سے آنے والی ہر کتاب کو ہم شیعہ عقائد ونظریات کی کتاب ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتے جبکہ بعض شیعہ علمائے ایران بھی شیخیوں کے شدید پروپیگنڈہ کے زیر اثر ان کی بعض اصلاحات کو اپنا بیٹھے ہیں۔ ان اصطلاحات میں سے ایک معجزات و کرامات کی قدیمی شیعہ واسلامی اصطلاح کی بجائے مذہب شیخیہ کی رائج کردہ ولایت تکوینی کی اصطلاح ہے۔ دوسرے شرک کے ثبوت کے لئے مستقل اور غیر مستقل ماننے کی اصطلاح ہے جیسا کہ معتزلہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے انسان کو اپنے افعال میں مستقل سمجھ لیا ہے حالانکہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے معتزلہ کے عقیدہ پر تنقید کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا تھا وہ یہ ہے کہ:

القدرية ارادوا ان يصفوا الله عزوجل بعد له فاخرجوه من قدرته و سلطانه

ترجمہ: تفویض کے قائلین (قدریہ معتزلہ) نے چاہا کہ خدا کی عدل و دادگستری کے ساتھ توصیف کریں لیکن انجام کار اس کو قدرت و سلطنت سے ہٹا دیا:

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 218

امام علیہ السلام نے اپنے اس بیان میں مستقل یا غیر مستقل کی اصطلاح استعمال نہیں کی ہے۔ مستقل اور غیر مستقل کی اصطلاح خالصتاً مذہب شیخیہ کی اصطلاح ہے جو انہوں نے اس فریب دہی کے لئے استعمال کی ہے کہ اگر کسی ایسی چیز کو جسے خدا نے کسی خاص کام کے لئے سبب یا واسطہ اور وسیلہ نہیں بنایا ہے۔ اسے اس خاص کام کے لئے سبب یا واسطہ یا وسیلہ ہونے کا عقیدہ اپنا کر یہ کہہ دیں کہ ہم انہیں اصل اور مستقل نہیں مانتے بلکہ دوسرے علل واسباب کی طرح غیر مستقل مانتے ہیں تو اسے شرک نہ سمجھا جائے۔ جبکہ شرک کے اثبات کے لئے امام علیہ السلام نے مستقل یا مستقل کی اصطلاح استعمال نہیں کی بلکہ آپ نے یوں فرمایا ہے کہ: فاخرجوہ من قدرتہ و سلطانہ یعنی انہوں نے خدا کو اسی کی قدرت اور سلطنت سے ہٹا دیا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ اس کی قدرت کا اظہار اس کے ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اسی لئے اس کی صفات ثبوتیہ میں سے ایک صفت اس کا مرید ہونا ہے۔ اور ایک صفت اس کی، اس کا "قادر و مختار" ہونا ہے اور آج تک شیعہ عقائد میں کسی نے صفات ثبوتیہ میں مستقل ہونا بیان نہیں کیا ہے۔

پس اگر خدا نے کسی چیز کو واقعاً کسی خاص کام کے لئے سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے اور اس سے خدا کے ارادہ کو منقطع سمجھ لیا جائے تو یہ خدا کو اس کی قدرت اور سلطنت سے ہٹا دینا ہے۔ اگرچہ خدا نے واقعاً اس چیز کو اس خاص کام کے لئے سبب اور واسطہ بنایا

ہے اور وہ سبب ہر صورت میں خدا ہی کے ارادہ اور حکم سے اپنا اثر رکھتا ہے۔ لہذا ایسی چیز کے لئے اگر کوئی شخص خدا کے ارادہ کو منقطع سمجھ لے تو یہ شرک خفی ہوگا اور یہ توحید اسلامی سے خروج کا موجب نہ ہوگا جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی کے ص 217,216 کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

لیکن اگر خدا نے کسی چیز کو سبب اور واسطہ اور وسیلہ کسی خاص کام کے لئے بنایا ہی نہیں اور کوئی خود سے یہ کہے کہ خدا نے یہ کام اسے تفویض یعنی سپرد کر دیا ہے۔ تو اس کے خود سے یہ عقیدہ اپنا لینے سے خدا کا ارادہ اس خاص کام کے لئے اس چیز کے لئے تعلق پذیر نہ ہوگا۔ چاہے یہ عقیدہ اپنانے والا اپنی طرف سے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غیر مستقل کی اصطلاح استعمال کرتا رہے۔ ہر صورت میں اور حتمی طور پر خدا کا ارادہ اس خاص کام کے لئے اس چیز سے منقطع ہی رہے گا یعنی خدا نے غیر مستقل طور پر بھی اسے سبب نہیں بنایا ہے۔ لہذا اس قسم کی تفویض ہی وہ تفویض ہے جو شرک بین ہے اور اسی لئے آئمہ اطہار اور شیعہ علمائے ابرار و محدثین اخیار و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہان نے ایسی تفویض کو شرک اور مفوضہ کو مشرک کہا ہے۔ کیونکہ آئمہ اطہار کو ان کاموں کے لئے سبب اور واسطہ نہیں بنایا تھا۔ انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ چونکہ وہ ہمیں ان کاموں میں مستقل سمجھ بیٹھے ہیں لہذا وہ مشرک ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ خدا نے دین کے کام تو ہمیں سپرد کئے ہیں لیکن خلق و رزق وغیرہ دوسرے کارہائے ربوبی اس نے ہمیں تفویض نہیں کئے ہیں۔ اور اگر مستقل اور غیر مستقل کی اصطلاح لازماً استعمال کرنی ہے تو پھر یہ اس عقیدہ کے لئے ہی استعمال ہوگی جس میں خدا کا ارادہ واقعاً تعلق پذیر ہوتا ہے، اور خدا کا ارادہ تعلق پذیر ہوگا صرف اس چیز کے لئے، جسے اس نے اس خاص کام کے لئے سبب بنایا ہے۔ یہ اصطلاح اس چیز کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی، جس کے لئے خدا کا ارادہ تعلق پذیر نہ ہو، اور یہ بات یقینی ہے کہ جس

چیز کو خدا نے کسی خاص کام کے لئے سبب بنایا ہی نہیں ، اس کے لئے اس کا ارادہ بھی تعلق پذیر نہیں ہوگا ، اور جب کسی چیز میں کسی خاص کام کے لئے خدا کا ارادہ تعلق پذیر نہ ہو۔ اور اس چیز کو اس خاص کام کا کرنے والا مان لیا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ اس خاص چیز کو خود اپنی طرف سے اصیل اور مستقل مان لینا ہے اور اس کو فریب کے ساتھ غیر مستقل کہنے سے وہ غیر مستقل نہیں بن سکتی ، اور نہ ہی خدا کا ارادہ اس چیز سے اس خاص کام کے لئے تعلق پذیر ہوسکتا ہے ، اور یہی وہ تفویض ہے جو ممنوع ہے اور جسے واضح طور پر شرک کہا گیا ہے اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے اس سے براءت و بیزاری کا اظہار کیا ہے اور تفویض کا عقیدہ رکھنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان جہاں کے لئے شیاطین انس ہیں

اے شیعیان جہاں۔ خدا نے آدم علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ " اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں بسو، اور جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے" (الاعراف۔ 19)

" لیکن شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور ان سے یہ کہا کہ تمہارے پروردگار نے اس درخت سے روکا نہیں مگر صرف اس لئے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ ، یا ہمیشہ کے لئے جنت میں رہنے والے نہ بن جاؤ (الاعراف۔ 20)

شیطان نے وسوسہ ڈالا اور یہ کہا کہ کہ آدم کیا میں تمہیں ایسا درخت بتاؤں جسے کھا کر تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور تمہاری سلطنت کبھی پرانی نہ ہوگی"

(طہ۔120)

اے شیعیان جہاں اس شیطان کا اصلی نام عزازیل تھا لیکن جب خلافت کے

بارے میں قطعی مایوس ہوگیا، تو خدا نے اسے ابلیس کہا، اور جب اس نے آدم کو بہکایا، تو خدا نے اسے شیطان کہا پس جو بھی کسی کو بہکائے یا ورغلائے وہ شیطان ہے چاہے وہ جن ہو یا انسان۔

اے شیعیان جہاں آئمہ علیہم السلام اور تمام شیعہ علمائے ابرار نے آئمہ علیہم السلام کی طرف خلق ورزق اور دوسرے کارہائے ربوبی کے سپرد کئے جانے کی نسبت دینے والوں کا نام مفوضہ رکھا تھا۔ پھر جب شیخ احمد احسائی نے اپنے جدید فلسفہ اور صوفیہ کی مثالوں سے اپنی تفویض کو مستدل کر کے پیش کیا تو علمائے شیعہ نے اس مذہب کا نام شیخیہ رکھا۔ لیکن چونکہ رؤسائے شیخیہ احقاقیہ کویت قدیمی اصطلاحیں بدل بدل کر اور شیعیان جہاں کے دلوں میں نئے نئے وسوسے ڈال کر بہکانے میں لگے ہوئے ہیں۔ لہذا یہ شیعیان جہاں کے لئے شیاطین الانس ہیں۔ بلکہ شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان جہاں کے لئے سب سے بڑے شیطان ہیں اور شیخیہ احقاقیہ کویت کی موجودگی میں شیعیان جہاں کے لئے کسی اور شیطان کی ضرورت نہیں ہے اور ابلیس میں اور شیخیہ احقاقیہ کویت میں وجہ مماثلت یہ ہے کہ خدا نے آدم کو درخت کے پاس جانے سے روکا تھا اور یہ کہا تھا کہ اس کا پھل کھانے سے تم اپنے نفس پر ظلم کرو گے اور جنت سے نکال دیئے جاؤ گے۔ لیکن ابلیس نے یہ وسوسہ ڈالا کہ تم اس درخت کا پھل کھاتے ہی فرشتے بن جاؤ گے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے، خدا نے ابلیس کے بارے آدم سے یہ کہا تھا کہ یہ تمہارا دشمن ہے لیکن ابلیس نے آدم سے یہ کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

اسی طرح آئمہ اطہار علیہم السلام نے مفوضہ کو مشرک کہا تھا اور مشرک سے براءت کا اور بیزاری کا اظہار کیا تھا اور ان پر لعنت بھیجی تھی، لیکن شیخیہ احقاقیہ کویت یہ کہتے ہیں کہ یہ محمد وآل محمد (ع) کے فضائل ہیں قرآن اور ارشادات آئمہ اطہار کے مطابق مشرک جنت

میں نہیں جا سکتا۔ مگر شیخیہ احقاقیہ کویت یہ کہتے ہیں کہ ان فضائل کو جو تفویض سے متعلق ہیں مان کر جنتی بن جاؤ گئے آئمہ اطہار علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو ان کے ساتھ معاشرت کرنے ان سے میل جول رکھنے اور ان سے رشتہ ازدواج قائم کرنے اور ان کی کسی بھی بات میں تائید کرنے سے روکا تھا۔ لیکن شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت شیعیان جہاں کے پاس ابلیس کی طرح ان کے خیر خواہ بن کر آتے ہیں اور خود کو اصلی اور خالص شیعہ ظاہر کرتے ہیں اور شیعیان جہان میں سے جو کوئی ان کا پول کھولتا ہے اور تفویض کی رد کرتا ہے اسے وہ مقصر کہتے ہیں وہابی کہتے ہیں اور پاکستان کے سادہ لوح شیعہ عوام کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتے ہیں کہ ان کی تفویض کے خلاف بولنے والا ڈھکو پارٹی سے ہے اور خالصی ہے۔

اے شیعیان جہاں ابلیس کے آدم کو دھوکہ دینے کے طریقہ پر غور کرو اس نے آدم کو وہ درخت کس ترکیب سے کھانے پر مائل کیا۔ شیخیہ احقاقیہ کویت آپ کو ابلیس سے بھی زیادہ دھوکہ دے کر تفویض کا پھل کھانے پر آمادہ کرر ہے ہیں۔ بلکہ بڑی ہوشیاری بڑی چالاکی، بڑی مکاری، بڑی عیاری اور بڑی فریب کاری کے ساتھ آپ کو تفویض کا پھل کھانے کے لئے ورغلا رہے ہیں ان کا مرکز اگرچہ کویت میں ہے لیکن ایران کے صوبہ آذر بائیجان کے دوگانوں ''کوہ پری'' اور ''سبیل دوازدہ دانگ'' کی آمدنی محض شیخ احمد احسائی اور علماء و مبلغین مذہب شیخیہ کی تالیفات وتصنیفات کی طباعت ونشرواشاعت کے لئے وقف ہے جسے سلیمان خان افشار نے اسی مقصد کے لئے وقف کیا تھا اور اس وقف نامہ کی عبارت کا عکس آپ ہماری کتاب 'شیخیت کیا ہے؟ اور شیخی کون؟ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ایران کے صوبے آذربائیجان سے ہی رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی کے فرزند مرزا عبدالرسول احقاقی نے ''ولایت از دیدگاہ قرآن'' شائع کی ہے جس کا رد وابطال ہم نے اپنی کتاب ''ولایت قرآن کی نظر'' میں کے ذریعہ کیا ہے۔

آئمہ اطہار اور مجتہدین عظام میں فرق کا وسوسہ

اے شیعیان جہاں ۔ آپ کو بہکانے اور ورغلانے کے لئے مذکورہ دلائل کے علاوہ شیخیہ احقاقیہ کویت اپنی تفویض کو منوانے کے لئے آپ کے دلوں میں ایک اور شیطانی وسوسہ ڈالتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر آئمہ اطہار علیہم السلام کو خلق کرنے ، رزق دینے مارنے اور جلانے ، ساری کائنات کا نظام چلانے اور تمام کارہائے ربوبی سرانجام دینے کا کام تفویض اور سپرد نہیں کیا گیا تو پھر آئمہ اطہار اور عام مجتہدین میں کیا فرق رہ گیا ۔ جیسا کہ انھوں نے اپنی کتاب ''ولایت از دیدگاہ قرآن'' کے ص 153 سے ص 156 تک یہی بات ثابت کرنے کے لئے سعی ناتمام اور کوشش ناکام کی ہے جو ان کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔

''حال کہ با عقیدہ آناں پیغمبر و امام راجز مسائلہ آموزی وظیفہ وعنوان دیگری نیست ، پس فرق بین انبیاء الٰہی و ایں مجتہدین و مراجع تقلید چیست ؟ و اگر کمی دقت نمائیم می بینم کہ با عقیدہ آناں دریں خصوص بین انبیاء و آئمہ اطہار و مجتہدین ہیچ فرق باقی نمی ماند مگر انیکہ بگویند حضرات انبیاء و آئمہ طاہرین در رساندان احکام الٰہی بہ مردم دست اول و مجتہدین دست دوم ہستند'' (ولایت از دیدگاہ قرآن)

ترجمہ۔ اب جبکہ ان کے عقیدہ کے مطابق پیغمبر و امام کا مسائل کی تعلیم کے سوا اور کوئی کام اور وظیفہ نہیں ہے تو اس صورت میں انبیاء الٰہی اور ان مجتہدین اور مراجع تقلید کے درمیان کیا فرق ہے اور اگر ہم تھوڑا سا بھی غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ اس خصوصیت میں ان کے عقیدہ کے مطابق انبیاء و آئمہ اطہار اور مجتہدین کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا ۔ سوائے اس کے کہ انبیاء و آئمہ لوگوں کو احکام الٰہی پہنچانے میں دست اول یا پہلے مقام پر ہیں اور مجتہدین دست دوم یا دوسرے مقام پر ہیں''

اے شیعیان جہاں یہ وہ وسوسہ شیطانی ہے جو شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت بے خبر سادہ لوح اور کم علم شیعہ عوام کے دلوں میں ڈالتے ہیں چنانچہ ہم نے خود اپنے کانوں سے بعض بے خبر شیعوں کو ان کے بہکائے میں آ کر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر آئمہ اطہار خلق کرنے اور رزق دینے وغیرہ کا اختیار نہیں رکھتے تو پھر ان میں اور علماء مجتہدین میں کیا فرق ہے۔

اے شیعیان جہاں ابلیس نے آدم کو اس درخت کا پھل جس کے کھانے کا لازمی نتیجہ جنت سے خروج تھا یہ وسوسہ ڈال کر کھلا دیا کہ تم اس کا پھل کھا کر ہمیشہ جنت میں رہو گے۔

اے شیعیان جہاں شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت بھی اس درخت کا پھل جس کا لازمی نتیجا یہ ہے کہ تم جنت میں نہ جاسکو۔ یعنی تفویض کے شرک کا پھل آپ کے دل میں یہ وسوسہ ڈال کا کھلانا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے اس تفویض کو نہ مانا تو جنت میں نہ جاسکو گے۔ لیکن آئمہ اطہار کے فرمان کے مطابق تفویض شرک ہے اور قرآن کے فرمان کے مطابق مشرک ہرگز جنت میں نہیں جاسکے گا۔

اے شیعیان جہاں ذرا غور کرو کہ شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت بار بار ''ان کے عقیدہ کے مطابق'' ''ان کے عقیدہ کے مطابق'' کسے کہہ رہے ہیں؟ یقیناً یہ شیعیان جہاں ہیں جو آئمہ اطہار علیہم السلام کے لئے خلق ورزق وغیرہ کی تفویض کے عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں اور وہ آئمہ اطہار کے لئے ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ خدا نے صرف محمد وآل محمد کو خلق کیا ہے اور پھر سارے کام محمد وآل محمد نے کئے ہیں یعنی ہر چیز کے خالق بھی وہی ہیں رازق بھی وہی ہیں ۔محی بھی وہی ہیں ممیت بھی وہی ہیں اور تمام کارہائے ربوبی انہوں نے ہی انجام دیئے ہیں اور وہی انجام دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

اے شیعیان جہاں محمد و آل محمد علیہم السلام میں اور مجتہدین عظام میں زمین و آسمان کا فرق ہے بیشک خداوند تعالیٰ اپنے کام کے لئے نئے سے نئے اسباب پیدا کرتا ہے ۔لیکن جتنے بھی علل واسباب ہیں وہ سب کے سب خدا کے حکم سے جبر طبیعی کے ماتحت انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور خود خدا کے قول کے مطابق وہ سب کے سب علل و اسباب انسان کے مطیع اور تابع کر دیئے گئے ہیں چاہے وہ انسان انبیاء رسل ہوں یا آئمہ و اولیا ہوں یا مجتہدین عظام و مراجع کرام ہوں یا عامۃ الناس ہوں۔

اے شیعیان جہاں انبیاء و رسل اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی عصمت کے علاوہ، کار ہدایت اور ان کا ہادی خلق ہونا وہ منصب عظیم ہے جو اس نے صرف انبیا و رسل اور آئمہ اطہار کو عطا کیا ہے اور یہ وہ منصب عظیم ہے جس کی وجہ سے خدا نے تمام جن وانس پر ان ہادیان دین یعنی انبیاء و رسل اور آئمہ اطہار کی اطاعت واتباع کو واجب قرار دے دیا ہے ۔پس تمام انبیا و رسول اور آئمہ اطہار علیہم السلام واجب الاطاعت اور مطاع ہیں اور سارے انبیا و آئمہ اطہار علیہم السلام واجب الاتباع اور متبوع ہیں تمام جن وانس کے لئے چاہے وہ انسان مجتہد ہوں یا مراجع تقلید ہوں۔ کیا یہ فرق کچھ کم فرق ہے کہ سارے انبیاء و رسل اور آئمہ اطہار علیہم السلام واجب الاطاعت اور واجب الاتباع ہیں اور دوسرے تمام انسان چاہے وہ مجتہد ہوں یا مراجع تقلید وہ سب کے سب مطیع اور تابع فرمان ہیں ان کی اطاعت و اتباع سے خروج موجب کفر ہے علاوہ ازیں انبیاء و رسل و آئمہ اطہار علیہم السلام معصوم ہیں اور کوئی بھی مجتہد یا مرجع تقلید معصوم نہیں ہوتا۔ کیا یہ فرق کچھ کم فرق ہے یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے فرق موجود ہیں۔

اے شیعیان جہاں شیخیہ احقاقیہ کویت یقیناً وحتماً تفویض کا اسی معنی میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے محمد و آل محمد کے سوا اور کوئی چیز خلق نہیں کی ۔ بلکہ خلق کرنے کا لفظ بھی وہ

اسی طور پر کہتے ہیں ورنہ ان کے فلسفہ کے علل اربعہ کے سلسلہ طولیہ کے مطابق وہ خدا کے اندر سے اس طرح نکلے جس طرح سورج میں سے سورج کی شعاعیں نکلتی ہیں اور اس طرح کی معلول کو خلق کرنا نہیں کہتے۔

بہر حال وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے خدا کے اندر سے نکلنے کے بعد خدا نے کچھ اور نہیں کیا۔ بلکہ ساری کائنات کا نظام چلانے اور سارے کارہائے ربوبی انجام دینے کا وظیفہ وہی انجام دیتے ہیں اور اوپر کی بیان کردہ ساری دلیلیں اور مثالیں وہ اپنی اس تفویض کو صحیح قرار دینے کے لئے بیان کرتے ہیں جس طرح ہر باطل مذہب اپنے غلط عقیدہ کو صحیح قرار دینے کے لئے مختلف قسم کی دلیلیں دیتا ہے پس جس طرح کسی باطل عقیدہ کو دلیلوں کے ذریعہ صحیح عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا اس طرح شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کی ان ابلیسانہ دلیلوں مثالوں اور وسوسوں سے ان کی تفویض کا شرک توحید نہیں بن سکتا۔

شیطان کے بہکانے کا سب سے بڑا ہتھیار

اے شیعیان جہاں شیطان کے بہکانے کا سب سے بڑا ہتھیار کیا ہے اسے آپ اس واقعہ سے اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں جسے علامہ مجلسی نے اپنی کتاب حیواۃ القلوب فارسی جلد اول میں باب سی و ششم در بیان نوادر اخبار میں لکھا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کے ص 494 پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: بنی اسرائل میں ایک عابد تھا جو ہرگز امور دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا پس ابلیس نے اپنے تمام لشکر کو آواز دے کر اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو اس عابد کے پاس جا کر گمراہ کرے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں یہ کام کروں گا۔ ابلیس نے اس سے پوچھا کہ تو اسے کس طریقہ سے گمراہ کریگا۔ اس نے کہا میں

عورت بن کر اس کے پاس جاؤں گا ابلیس نے کہا یہ تیرے بس کا کام نہیں ہے اسے عورتوں کی طرف کوئی رغبت نہیں ہے دوسرے نے کہا ابلیس نے اس سے پوچھا کہ تو اسے کس طرح گمراہ کرے گا تو اس نے کہا کہ میں اسے شراب اور لذیذ کھانوں کے ذریعے گمراہ کروں گا ابلیس نے کہا کہ یہ تیرے بس کا کام نہیں میں اسے گمراہ کروں گا تیسرے شیطان نے کہا کہ میں اسے گمراہ کروں گا ابلیس نے اس سے پوچھا کہ تو اسے کس طریقہ سے گمراہ کریگا اس نے کہا میں عابد بن کر اس کے پاس جاؤں گا اور اپنے طریقہ عبادت اور نماز کے ذریعہ اسے گمراہ کروں گا۔ ابلیس نے کہا جا تو اس کام میں کامیاب ہوگا اور وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن خدا نے اس عابد کو اپنی رحمت اور مہربانی سے بچالیا۔ مفصل حال حیات القلوب فارسی جلد اول ص 494 پر ملاحظہ کریں جو اس بات پر شاہد ہے کہ شیطان کے بہکانے کا سب سے بڑا ہتھیار ہم مشرب اور ہم صورت بن کر اور اسی کی ہیئت میں متمثل ہو کر جانا ہے۔

چنانچہ اس نے شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کو شیعہ علماء کے لباس میں شیعوں کے پاس بھیجا ہے جو حجتہ الاسلام کہلاتے ہیں جو آیت اللہ کہلاتے ہیں جو امام المصلح کہلاتے ہیں اور تفویض کے شرک جلی کا پھل شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کو فضائل آل محمد کہہ کر کھلاتے ہیں اور بے خبر کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام ان کی باطل دلیلوں، مثالوں اور وسوسوں سے دھوکہ کھا کر تفویض کے شرک جلی کے اس پھل کو بڑی آسانی کے ساتھ کھا لیتے ہیں اور شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے صاحبان علم وخبر میں سے جو کوئی ان شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت اور ان کے ایجنٹ شیخی مبلغین کا ردو ابطال کرتا ہے اور شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کے بے خبر کم علم اور سادہ لوح عوام کو ان کے اس شر سے باخبر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف سخت پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور وہ اسے بے خبر اور کم علم سادہ لوح شیوں کے درمیان مقصر مشہور کرتے ہیں وہ اسے وہابی کہہ کر بدنام کرتے ہیں اور اسے خالصی اور ڈھکو مذہب کہہ کر ان کے

ذہنوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا کرتے ہیں تا کہ کوئی ان کی بات نہ سنے اور ان کی شیطانیت کا کاروبار چلتا رہے۔ ہم اپنی اس کتاب کا ابتدائیہ یا پیش لفظ اپنے اس بیان پر ختم کرتے ہیں باقی مضمون اس کتاب کے متن میں ملاحظہ کریں۔ **وما علینا الا البلاغ**

احقر

سید محمد حسین زیدی برستی

محلہ لاہوری گیٹ چنیوٹ ضلع جھنگ

تاریخ کمپوزنگ............مطابق

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمٰن الرحیم الحمد لله رب العالمین ،والصلوۃوالسلام علیٰ اشرف الانبیاء و المرسلین ابی القاسم محمد و آله الطیبین طاهرین المعصومین و لعنة الله علیٰ اعدائهم اجمعین من یومنا هذاالیٰ یوم الدین .اما بعد فقد قال الحکیم فی کتابه الکریم وقوله الحق .بسم الله الرحمٰن الرحیم . ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر مادون ذالک لمن یشاء و من یشرک بالله فقد ضل ضللا بعیداً.

(النساء۔116)

ترجمہ: بیشک خدااس کوتو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اوراس سے کم گناہوں کو بخش دے گا جسے جسے چاہیگا۔اور جس نے خدا سے شرک کیا یقیناً اس نے بہت بڑی گمراہی اختیار کرلی۔

شرک ہرگز قابل بخشش نہیں

قارئین محترم! سورہ نساء کی مذکورہ آیت پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ اگر خدا کے ساتھ شرک کیا جائے تو وہ اسے ہرگز نہیں بخشے گا۔البتہ شرک کے علاوہ دوسرے کم گناہوں کو بخش دے گا جسے جسے چاہیگا کیونکہ جس نے شرک اختیار کیا اس نے بہت بڑی گمراہی اختیار کرلی ہے ۔اور خدا شرک کرنے والے ایسے گمراہ کو ہرگز معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اسی مضمون کو سورہ نساء کی آیت نمبر 48 میں بھی بیان کیا گیا ہے اوراس میں شرک کو نا قابل بخشش گناہ قرار دیا ہے اورا سے گناہ عظیم کہا ہے اور سورہ لقمان میں اسے ظلم عظیم سے تعبیر کیا ہے چنانچہ حضرت لقمان اپنے فرزند کونصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" واذ قال لقمٰن لابنه و هو یعظه یبنیٰ لا تشرک بالله ان الشرک لظلم

عظیم (لقمان۔13)

اور جب لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بیٹا تو اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیو، یقیناً شرک ضرور ظلم عظیم ہے

اور قران اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے مشرکوں کو نجس کہتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"یا ایھاالذین آمنوا انما المشرکون نجس "(توبہ۔28)

اے ایمان لانیوالو! سوائے اس کے نہیں کہ مشرک نجس ہیں

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہدایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنتہ وماواہ النار وما للظالمین من انصار" (المائدہ۔72)

بلاشبہ جو کوئی اللہ کا شریک ٹھہرائے گا اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

شرک ایسا گناہ ہے کہ عوام الناس کا تو ذکر ہی کیا ہے خدا اپنے انبیاء کا بالجملہ نام بنام ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے

ولو اشرکوا لحبط ما کانو یعملون ۔ (الانعام۔88)

اور (یہ سارے کے سارے انبیاء جن کا اس سے پہلے ذکر ہوا ہے) اگر انہوں نے بھی شرک کیا ہوتا تو جو کچھ وہ عمل کرتے تھے ان کا سب کیا کرایا اکارت جاتا۔

اور سورہ الزمر میں خود پیغمبر گرامی اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ:

لئن اشرکت لیحبطن عملک و لتکونن من الخسرین

(الزمر۔65)

اے میرے حبیب اگر تو نے بھی شرک کیا تو ضرور ضرور تیرے کئے کرائے سارے اعمال بھی اکارت ہو جائیں گے اور تو ضرور ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

یقیناً نہ کوئی نبی ایسا تھا جس نے شرک کیا ہو۔ نہ کوئی نبی شرک کر سکتا ہے اور نہ ہی پیغمبر گرامی اسلام شرک کے مرتکب ہو سکتے تھے۔ یہ سارے کے سارے انبیا علیہم السلام توحید کا پرچار کرنے کے لئے آئے تھے ان سے تو شرک کا تصور ہو ہی نہیں سکتا، لہذا یقینی طور پر امت کو سمجھانے کے لئے کہا گیا ہے اور شرک کی قباحت کے بیان میں زور پیدا کرنے کے لئے پیغمبر کا نام لیا گیا ہے۔

اب جبکہ شرک کی قباحت عیاں ہوگئی تو اب دیکھنا یہ ہے کہ شرک کیا ہے اور شرک کسے کہتے ہیں۔

شرک کسے کہتے ہیں؟

شرک توحید کی ضد ہے، لہذا توحید کی ضد کو شرک کہا جاتا ہے اسی لئے توحید کی جتنی اقسام ہیں شرک بھی اتنی اقسام ہیں پس چونکہ توحید کی اقسام چار ہیں یعنی توحید فی الذات، توحید فی الصفات، توحید فی الافعال اور توحید فی العبادات۔ لہذا شرک کی بھی یہی چار اقسام ہیں یعنی شرک فی الذات، شرک فی الصفات، شرک فی الافعال اور شرک فی العبادات۔

حجتہ الاسلام آیت اللہ جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں توحید کی مذکورہ چار اقسام کے علاوہ تین اقسام کا اور اضافہ کیا ہے نمبر 1 توحید در حکومت یعنی حاکم حقیقی خدا کے سوا اور کوئی نہیں ہے

نمبر 2۔ توحید در اطاعت یعنی اطاعت خدا کی لازم و واجب ہے اور صرف وہی اکیلا اور تنہا

واجب الاطاعت اور مطاع حقیقی ہے

نمبر 3۔ توحید در تقنین یعنی قانون گزاری اور شریعت سازی اور شریعت کا بنانے والا و
ہے اور یہ حق اس کے سوا اور کسی کو نہیں ہے۔ اسکے علاوہ توحید افعالی کو بھی انہوں نے
حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

نمبر 1۔ توحید در خالقیت یعنی خالق اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے 'وخلق کل شئی' اور ہر چیز
اسی نے خلق کیا ہے۔

نمبر 2۔ توحید در ربوبیت یعنی سارے جہاں کی تدبیر کرنے والا کارگردان، رب، او
سارے جہاں کا نظام چلانے والا بھی وہی اکیلا و یکتا و یگانہ ہے اور اس کے سوا اور کوئی اصل
مستقل مدبر و کارگردان و رب نہیں ہے۔

لیکن دوسرے متکلمین نے توحید در حکومت، توحید در اطاعت اور توحید در تقنین
کے ساتھ ساتھ خالقیت اور ربوبیت یعنی مدبر جہاں ہونے کو توحید در افعال میں ہی شمار ک
ہے جبکہ خود آقائے جعفر سبحانی نے بھی اجمالی طور پر مراتب توحید کو بیان کرتے ہوئے یہ ک
ہے کہ "محققین اسلام نے توحید سے مربوط مباحث کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے جس کی
طرف ہم مختصر طور پر اشارہ کرتے ہیں"

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 23

اور ان چار قسموں میں وہی توحید ذات، توحید صفات، توحید افعال اور توحید عبادت کو بیان
کیا ہے۔ ہم ان کے بیان کو مختصر کر کے ذیل میں لکھتے ہیں

توحید ذات

اس سے مراد یہ ہے کہ خدا ایک یکتا و یگانہ اور اکیلا وجود ہے جس کے لئے ن

کوئی مثیل ونظیر ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شریک ہے نہ صرف یہ کہ اس کا کوئی نظیر وشریک نہیں ہے بلکہ اس کی ذات بسیط مطلق ہے جس کے لئے کوئی جزو یا اجزاء نہیں ہیں اور وہ کسی بھی چیز کے ساتھ مرکب نہیں ہوا، اس قسم میں توحید کی دو قسموں کی طرف اشارہ ہوا ہے

نمبر 1۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے

نمبر 2۔ وہ ایک ہے اور وہ ایک یا کئی اجزا نہیں رکھتا

توحید صفات

خدا کی اگر چہ متعدد صفات ہیں مثلاً عالم، قادر اور حیّ وغیرہ لیکن یہ صفات مفہوم کے لحاظ سے تو متعدد ہیں مگر واقعیت اور وجود خارجی کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کی عین ہے اور سب کی سب عین ذات خدا ہیں۔

توحید افعال

عالم آفرینش میں ہمیں کچھ طبیعی علل واسباب کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے مخصوص آثار ہوتے ہیں مثلا سورج کا روشنی دینا، آگ کا جلانا اور آگ کا کاٹنا۔ جس طرح ان کا اصل وجود خدا کے ساتھ مربوط ہے اسی طرح سے ان کے آثار بھی خدا کی طرف سے ہیں اس گفتگو کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم طبیعی علل واسباب کی تاثیر کا انکار کردیں اور یہ کہنے لگیں کہ خدا ہی تمام علل طبیعی کا جانشین ہے اور ان کے آثار کا براہ راست وہی سرچشمہ ہے۔

توحید در افعال علل طبیعی کے انکار کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اس اعتراف کے ساتھ کہ سورج چمکتا ہے چاند روشنی دیتا ہے اور آگ جلاتی ہے اور ان کا وجود ان کے ظاہر ہونے والے آثار کی تجلی میں پورے طور پر مؤثر ہیں۔ اس اعتراف کے باوجود ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ عالم میں اس ایک مستقل موثر کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور باقی موثرین کی تاثیر

اس کی قدرت اور فیض رسانی کے سایہ میں صورت پذیر ہوتی ہے وہی ہے جو آفتاب کو فروزندگی چاند کو درخشندگی اور آگ کو سوزندگی بخشتا ہے اور اسی نے انھیں توانائی دی ہے کہ وہ اس قسم کے آثار کی اپنے آپ سے نشاندہی کریں۔

دوسرے لفظوں میں صرف ایک ہی بالذات موثر ہے جو تاثیر کرنے، ایجاد کرنے اور ابداع و ابتکار میں کسی چیز اور کسی جگہ کا محتاج نہیں ہے اور باقی علل واسباب کی تاثیر سب کی سب اس کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

توحید در عبادت

عبادت و پرستش خداوند عالم کے ساتھ مخصوص ہے اور خدا کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو عبادت و پرستش کے لائق ہو چاہے وہ کمال و شرافت کے لحاظ سے کتنا ہی بلند و بالا مقام رکھتا ہو کیونکہ کسی کے سامنے خضوع و بندگی کرنے کی بنیاد ذیل کی دو باتوں میں سے ایک ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی غیر خدا میں موجود نہیں ہے۔

نمبر 1: معبود کمال کے لحاظ سے اس حد کو پہنچ جائے کہ اس میں کوئی نقص وعیب نہ ہو اور اس کی برتری کا تقاضا یہ ہو کہ ہر صاحب وجدان شخص اس کے سامنے خشوع و خضوع کرے اور اس کی بندگی کی حد تک پرستش کرے۔

نمبر 2: کسی موجود کی ہم اس لئے پرستش کریں کہ وہ جہان اور انسان کو وجود بخشنے والا، جسم و جان دینے والا اور نعمت و برکت عطا کرنے والا ہے اور اگر ایک لمحہ کے لئے اس کے فیض کا رشتہ ٹوٹ جائے تو عالم ہستی کا نام ونشان ختم ہو جائے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 23 تا 27

اب جبکہ مختصر طور پر توحید کی اقسام اور مراتب توحید کو سمجھ لیا ہے تو شرک کی اقسام اور شرک

کے مراتب بھی ان ہی چار اقسام میں ہوں گے یعنی شرک درذات، شرک درصفات، شرک درافعال اور شرک درعبادت۔

لیکن چونکہ تمام مشرکین کے شرک کا آغاز تقریباً شرک درافعال سے ہوتا ہے اور باقی قسم کے شرک کا اسی کے نتیجہ میں ارتکاب ہوتا ہے لہذا ہم اس سے آگے شرک درافعال کو سمجھنے کے لئے توحید درافعال اوراس کی اقسام کا بیان کریں گے۔

توحیدافعالی کی اقسام

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شرک درافعال کو سمجھنے کے لئے توحید درافعال کا سمجھنا ضروری ہے لہذا ہم اس موضوع پر آیت اللہ آقائے جعفر سبحانی کی تفسیر موضوعی جلد دوم سے ان کے بیان کو بہترین سمجھتے ہوئے اپنے قارئین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ

''توحیدافعالی کا دوحصوں میں خلاصہ ہوسکتا ہے''

نمبر 1۔ جہاں ہستی میں ایک اصیل اور مستقل خالق کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور دوسری علل کی تخلیق اس کی خالقیت کے طول میں ہے اور اس کے اذن اور فرمان سے صورت پذیر ہوتی ہے۔

نمبر 2۔ جہاں آفرینش کا مدبر و مدیر ایک سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خدا ہے اور عالم میں جس قسم کی تدبیر بھی صورت پذیر ہوتی ہے اس کے فرمان اور ارادے اور مشیت سے ہوتی ہے۔ پہلا حصہ تو وہی ''توحید درخالقیت'' ہے اور دوسرا حصہ وہی ''توحید درربوبیت'' ہے اور 'رب' سے مراد جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے خالق کے معنی میں نہیں ہے بلکہ مدبر و مدیر کے معنی میں ہے جس کو کسی فرد یا گروہ یا کسی چیز کی اصلاح و درستی سپرد ہو۔ اس حصہ میں ہم

توحید در خالقیت کے بارے میں گفتگو کریں گے! اور اگلے آٹھویں حصہ میں توحید در ربوبیت کے بارے میں گفتگو ہوگی۔

توحید در خالقیت

قرآن کی طرف رجوع کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب آسمانی خدا کے علاوہ کوئی خالق اس کے سوا کسی پیدا کرنے والے کو تسلیم نہیں کرتی۔ اور جو چیز بھی عالم ہستی میں موجود ہے اس کا خالق خدا ہے وہ آیات جو اس مطلب پر گواہی دیتی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

نمبر1: ”قل اللہ خالق کل شئی و ھو الواحد القھار“ (رعد۔16)

کہہ دے خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی یکتا و یگانہ اور غالب و قہار ہے۔

نمبر2: ”اللہ خالق کل شئی وھو علی کل شئی و کیل“ (زمر۔62)

وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور وہی ہر چیز کا مختار ہے

نمبر3: ”ذالکم اللہ ربکم خالق کل شئی لا الہ الا ھو“ (مومن۔62)

یہ ہے تمہارا خدا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے“

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص224,223)

آقائے جعفر سبحانی اس کے بعد قرآن کریم کی اس طرح کی کئی اور آیات کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں

”کوئی جملہ اور کوئی عبارت ان آیات سے زیادہ واضح اور بلیغ تر نہیں ہو سکتیں جو تمام عالم ہستی اور چیزوں کو ان کے اپنے مخصوص آثار و خواص کے ساتھ خدا کا معلول اور اس کی مخلوق سمجھے وہی ہے جس نے سورج، چاند اور آگ کو پیدا کیا اور انہیں روشنی اور درخشندگی

بخشی اور فروزندگی (حرارت) بخشی اور ان کی ذات اور انکے آثار کے درمیان ایک مخصوص واقع بستی کا معتقد ہے کہ عالم آفرینش وخلقت میں آسمان، ستارے، زمین، پہاڑ، بیابان، دریا، سمندر، عناصر، معادن، بادل، رعد، صاعقہ، بارش، اولے، گیاہ ونباتات، درخت حیوان اور انسان وغیرہ عالم ہستی کے ایک حصہ کو تشکیل دیتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک مخصوص آثار وخواص کے ایک سلسلہ کا مبداء ہے اور ان موجودات کی ان کے آثار کے ساتھ نسبت فاعل وفعل کے ساتھ نسبت ہے اور علت ومعلول کے مشابہ ہے لیکن یہ سب مؤثر وآثار فاعل اور افعال اس اعتراف کے باجود کہ ان کے درمیان علیت ومعلولیت کا رشتہ ہے سب کے سب خدا کی مخلوق اور اسی کے پیدا کردہ ہیں اور علیت کا رشتہ وہاں جا کر ختم ہو جاتا ہے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 225

سادہ الفاظ میں اس سارے بیان کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے نہ صرف اشیاء کو خلق کیا ہے بلکہ اس کے اثرات وتاثیرات وخصوصیات کا خالق بھی وہی ہے مثلاً خدا نے نہ صرف سورج کو خلق کیا ہے بلکہ اس کی روشنی اور حرات کا خالق بھی وہی ہے خدا نے نہ صرف آگ کو خلق کیا ہے بلکہ اس کے اثر یعنی جلانے اور روشنی کا خالق بھی وہی ہے ایسا نہیں ہے کہ سورج کا خالق تو وہ ہو لیکن اس کی روشنی اور حرارت کا خالق کسی اور کو مانا جائے۔ آگ کا خالق تو وہ ہو لیکن اس کے جلانے کی تاثیر کا خالق کسی اور کو مانا جائے بالفاظ دیگر اثر ومؤثر اور علت ومعلول دونوں کا خالق خدا ہے۔

آیت اللہ جعفر سبحانی اس موضوع کو ثابت کرنے کے لئے اس سے آگے یوں وضاحت کرتے ہیں کہ:

"قرآن کی کچھ آیات اس حقیقت کو ایک دوسرے طریقہ سے بیان کرتی ہیں، اور وہ یہ ہے

کہ خدا نہ صرف اشیاء کا خالق ہے بلکہ اس نے ہر چیز کو ایک خاص تقدیر اور اندازہ گیری اور تعیین اہداف اور غایات زندگی کے ساتھ پیدا کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

نمبر 1: و خلق کل شئی فقدرہ تقدیراً (فرقان-2)

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اسکی اندازہ گیری کی

نمبر 2: الذی خلق فسویٰ و الذی قدر فھدی " (اعلیٰ-4,3)

وہ خدا جس نے ہر چیز پیدا کی اندازی گیری کی اور اسے ہدایت کی

یہ آیات توحید در خلقت کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں اور خدا کے سوا کسی کو اصل اور مستقل خالق نہیں سمجھتیں۔

(ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 226)

اس بیان سے ثابت ہوا کہ توحید افعالی یہ ہے کہ اثر و موثر اور علت و معلول دونوں کا مستقل اور اصیل خالق صرف اور صرف خدا کو مانا جائے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسباب و علل کے اثر و خواص کا انکار کر دیا جائے چنانچہ آقائے جعفر سبحانی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"توحید افعالی دوسرے طبقات کے علیت اور طبیعی اور غیر طبیعی عوامل و علل کے انکار کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس مکتب میں تمام علل و عوامل کی علیت و سببیت محفوظ ہے اور ایک موجود کے وجود میں آنے کی شرط علت و معلول کے نظام کے تحقق کا مرہون منت ہے جو پورے عالم پر حکومت کرتا ہے لیکن ہم اس اعتراف کے باوجود یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ سبب مستقل اور موثر بالذات جس کے وجود، پرتو اور مشیت و ارادہ کے ماتحت باقی کے تمام عوامل و اسباب اپنا اپنا وظیفہ انجام دیتے ہیں ایک سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خدا ہے جو ہر قسم کے شرک فی الذات اور شرک در فعل سے منزہ ہے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 220

قرآن کریم نے اسباب وعوامل اور علل طبیعی اور انکے معلولات واثرات وافعال کے بارے میں بھی وضاحت کے ساتھ تصریح کی ہے چنانچہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں کئی آیات قرآن بطور تمثیل پیش کی ہیں ہم بغرض اختصار ان میں سے صرف دو آیات بطور نمونہ اپنے قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

نمبر 1:" الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینه ثم یجعله رکاما فتری الودق یخرج من خلاله و ینزل من السماء من جبال فیها من برد فیصیب به من یشاء و یصرف عن من یشاء یکاد سنا برقه یذهب بالابصار "

(نور۔43)

ترجمہ: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ بادل کو چلاتا ہے، پھر انہیں آپس میں ملا دیتا ہے، پھر انہیں تہ بہ تہ کر دیتا ہے، پھر تم بارش کو اس کے درمیان سے نکلتے ہوئے دیکھتے ہو، اور آسمان کی طرف پہاڑوں سے اولے برساتا ہے اور اسے جس کے پاس چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ٹال دیتا ہے اور قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دے

اگر اس آیت میں غور کیا جائے تو بارش اور اولوں کے آسمان سے برسنے کے مقدمات واضح طور پر بیان ہوئے ہیں اس طرح سے کہ موجودہ عالم نے اپنے ان تمام آلات واوزار کے ساتھ جو فضا کی موجودات کے علل واسباب کے کشف کرنے کے بارے میں استعمال کئے ہیں اس سے کچھ زیادہ حاصل نہیں کر پائے، جو اس آیت نے بیان کیا ہے اب ہم اس آیت کے جملوں میں غور کرتے ہیں

نمبر 1: یزجیٔ سحاباً. بادل کو چلاتا ہے

نمبر 2: ثم یولف بینه ۔ بادل کے ٹکڑوں کو آپس میں ملا دیتا ہے

نمبر3: ثم یجعله رکاما۔ پھر انہیں تہ بہ تہ کرتا ہے

نمبر4: فتری الودق یخرج من خلاله۔ تہ بہ تہ کرنے کے بعد (اور پر ہونے پر) تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے بارش برس رہی ہے

نمبر5: یکاد سنابرقه یذهب بالابصار۔ بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔

ان تمام جملوں میں علل طبیعی کی تاثیر کی تصریح ہوئی ہے البتہ ان تمام علل واسباب کی تاثیر خدا کے حکم اور اسکے ارادہ ومشیت سے ہے اور اگر وہ نہ چاہے تو یہ علل واسباب بے کار ہو جائیں

(ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 222,221)

اگرچہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنے تبصرہ میں اس بات کی وضاحت اور تصریح کر دی ہے کہ ان تمام علتوں کی تاثیر خدا کے حکم اور اس کے ارادہ اور مشیت سے ہے اگر وہ نہ چاہے تو یہ تمام علتیں ناکارہ ہو جائیں اور کوئی کام نہ کریں۔ لیکن مذکورہ آیت میں جہاں دوسرے جملوں پر خاص طور پر غور کیا ہے وہاں اس جملہ پر بھی خاص غور کرنا چاہئے تھا جسے آپ چھٹا نکتہ سمجھیں

نمبر6: فیصیب به من یشاء و یصرفه عن من یشاء

اور وہ ان اولوں کو جن پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جن کو چاہتا ہے ان سے بچا لیتا ہے۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہے کہ اولے اس علت طبیعی سے خود بخود نہیں پڑتے بلکہ آخری مرحلہ پر بھی جن پر وہ یہ مصیبت نازل کرنا چاہتا ہے ان پر یہ اولے پڑتے ہیں اور جن کو وہ بچانا چاہتا ہے ان کو بچا لیتا ہے۔

اسی طرح بارش بادل سے اسی طرح برستی ہے جس طرح قرآن نے بیان کیا ہے اور علوم طبیعی کے ماہرین نے اپنے آلات واوزار کے ذریعہ دریافت کیا ہے۔ لیکن اس نے

کہاں برسنا ہے، یہ صرف اسی کے حکم اور اسی کے ارادہ اور اسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ وہ خود بخود غیر اختیاری طور پر نہیں برس جاتے بلکہ خدا ہواؤں کے ذریعہ انہیں جہاں پہچانا چاہتا ہے وہاں پہنچاتا ہے اور جہاں برسانا چاہتا ہے وہاں برساتا ہے۔

نمبر 2: ایک اور آیت جو آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی میں پیش کی ہے وہ یہ ہے

"الذی یرسل الریاح فتثیر سحابا فیبسطه فی السماء کیف یشاء و یجعله کسفا فتری الودق یخرج من خلاله (روم۔49)

وہ خدا جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر ہوا بادلوں کو اٹھاتی ہے اس کے بعد وہ ان بادلوں کو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ پھر وہ انھیں کالے کالے ٹکڑوں میں کر دیتا ہے پھر تم بادلوں کے درمیان سے بارش کو برستے ہوئے دیکھتے ہو۔

اس سے زیادہ واضح اور روشن جملہ اور کیا ہوگا کہ وہ کہتا ہے کہ" فتثیر سحابا" ہوا بادل کو اٹھاتی ہے اور حرکت میں لاتی ہے اس آیت کے جملوں میں غور کرنے سے بحکم خدا علل طبیعی کی تاثیر کے بارے میں ہماری قرآن کے نظریہ کی طرف رہنمائی ہوئی ہے اس آیت میں جو علل بیان ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں

نمبر 1: بارش کے برسنے میں ہوا کی تاثیر

نمبر 2: بادلوں کو اٹھانے اور ان کے چلانے میں ہوا کی تاثیر

نمبر 3: بادلوں کا ہوا میں پھیل جانا

نمبر 4: ان بادلوں کا بعد میں سیاہ و تاریک ٹکڑوں میں ہو جانا

نمبر 5: ان مقدمات کے بعد بارش برسنے لگتی ہے۔

اگر قرآن ان آیات میں بارش اور اولوں کے برسنے میں خدا کا نام لیتا ہے (خدا بادلوں کو پھیلاتا ہے اور انہیں تاریک ٹکڑوں میں کر دیتا ہے) یہ اس کی توحید تدبیری کی بناء پر

ہے جس کے بارے میں ہم آئندہ قرآن کے نظریہ کے مطابق بحث کریں گے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 223,222

مذکورہ نکات جن پر غور کرنے کی آقائے جعفر سبحانی نے دعوت دی ہے ان میں غور کرنے کے علاوہ ایک اور نکتہ پر بھی غور ہونا چاہئے تھا اور اسے چھٹا نکتہ سمجھنا چاہیے تھا جو اس طرح ہے کہ

نمبر 6: فیبسطہ فی السماء کیف یشاء . یعنی پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے پھیلاتا ہے۔

یہ نکتہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر کی طرف دلالت کرتا ہے جو اس کے ارادہ اور مشیت کے ماتحت اس کے حکم سے ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے انہوں نے علیحدہ طور پر خدا کی توحید تدبیری یا توحید در ربوبیت کے عنوان کے تحت آگے چل کر بیان کرنے کو کہا ہے۔

توحید در ربوبیت

آقائے جعفر سبحانی توحید در خلقت کا بیان کرنے کے بعد توحید افعالی کی دوسری قسم توحید در ربوبیت کو بیان کرتے ہوئے ”تدبیر خلقت و آفرینش ہی کی ایک شاخ ہے“ کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں کہ:

”نظام امکانی اس بناء پر کہ وہ ”بالذات“ فاقد وجود وہستی ہے اور یہ فقر ہمیشہ اس کے ساتھ، اس بناء پر ضروری ہے کہ فیض خلقت مسلسل اور لگاتار ہو۔ نہ صرف اصل حقیقت میں دوام ہو، بلکہ موجودات کے ایک دوسرے کے ساتھ روابط اور ان کی سب میں تاثیر بھی مسلسل اور استمراری رہے اس صورت میں عالم کی تدبیر کی حقیقت، وجود عالم کا اپنی خصوصیت و روابط کے ساتھ استمرار اور جاری و ساری رہنا ہے اور اس قسم کا استمرار وہی جدید خلقت اور نئے سے نئے

آفرینش ہے اور دوسرے لفظوں میں اسی خلقت کا دوام واستمرار ہے۔ تو جب خدا کے علاوہ اور کوئی خالق نہیں ہے تو یقیناً مدبر بھی اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے کیونکہ تدبیر آفرینش ہی کی ایک شاخ ہے۔

اس مطلب کو دوسری صورت میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "تدبیر" مادہ "دبر" سے۔ جو کسی چیز کے دوسری چیز کے پیچھے آنے کو کہتے ہیں۔ لیا گیا ہے اور فارسی زبان میں اسے کارگردانی کہتے ہیں اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ خالق عالم علل واسباب کو اس طرح سے قرار دے کر معالیل ومسببات اس کے پیچھے قرار پائیں اور عالم آفرینش کے اجزاء کو اس طرح سے آپس میں جوڑے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے میں اثر کرے اور ہر موجود اپنے مناسب ہدف وکمال کو پہنچ جائے۔

اگر تدبیر سے مراد یہ ہو کہ اس قسم کا کام، خلقت سے جدا نہیں ہے بلکہ عالم آفرینش کے اندر چھپا ہوا ہے تو اس حالت میں تدبیر کو خلقت سے کیسے جدا خیال کر سکتے ہیں اور اس کے لئے آفرینش سے جدا مقام کیسے تصور کر سکتے ہیں۔

اس بناء پر ہم قرآن میں آسمان وزمین کی خلقت کا بیان کرنے کے بعد سورج اور چاند کی تسخیر کے مسئلہ کو جو کہ عین تدبیر ہے پیش کرتا ہے اور اس طریقہ سے ہمیں حقیقت تدبیر سے جو آفرینش کی ایک قسم ہے آگاہ کرتا ہے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 266,265

قرآن کریم میں بعض کاموں کی علل واسباب کی طرف بھی نسبت دی گئی ہے اور اس طرح تدبیر امور کو دوسروں کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ

"فالمدبرات امراً" (نازعات۔ 50)

وہ (فرشتے) جو امور خلقت کا ارادہ کرتے ہیں

اس موضوع کو سمجھانے کے لئے آقائے جعفر سبحانی اپنی کتاب تفسیر موضوعی جلد دوم میں ’’دوسرے مدبروں کی ذمہ داری کیا ہے‘‘ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

’’ان مباحث سے جو ’’توحید در خالقیت‘‘ کے حصہ میں انجام پا چکی ہیں اس سوال کا جواب واضح ہو چکا ہے توحید در ربوبیت کا معنی یہ نہیں ہے کہ تمام علل و اسباب معطل ہو جائیں اور خدا تمام علل و اسباب کا جانشین بن جائے۔ کیونکہ یہ بات تو وہی گروہ ’’اشاعرہ‘‘ کا نظریہ ہے جو توحید در خالقیت کی بحث میں قرآن کی نظر سے رد کیا جا چکا ہے بلکہ توحید در ربوبیت کی حقیقت یہ ہے کہ مجموع ہستی میں صرف ایک ہی اصل اور مستقل مدبر موجود ہے۔ اور دوسرے عوامل کی تدبیر میں اصالت اور استقلال نہیں ہوتا بلکہ وہ سب کے سب خدا کی مشیت اور اس کے ارادہ سے اپنا وظیفہ انجام دیتے ہیں اور ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں اس صورت میں اس قسم کے تابع اور ظلی مدبروں کا اعتراف کر لینا خدا کے ساتھ تدبیر استقلالی کے انحصار سے مانع نہیں ہے‘‘ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 269

پھر اس سے دو صفحات کے بعد لکھتے ہیں

’’اگر خدا ان کاموں کو اپنے غیر کی طرف نسبت دیتا ہے تو وہ یہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ یہ جہان عالم اسباب و مسببات ہے اور نظام علت و معلول ہے اور ہر چیز اپنے مجرائے خاص سے صادر ہوتی ہے۔ خدا کا خالق و مدبر ہونا اس بات میں مانع نہیں ہے کہ کچھ موجودات اس کے فرمان سے کچھ کاموں کو انجام دیں۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 273

اسی موضوع کو آیت اللہ جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں توحید در عبادت‘‘ کے باب میں بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ وہ عبادت کی تیسری تعریف کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"یہاں عبادت کی تیسری تعریف بھی بیان کی جاسکتی ہے اور اپنے وجدانی ادراک کو تیسری تعریف کے قالب میں ڈھالا جاسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ: عبادت خضوع و خشوع ہے اس کے سامنے جسے ہم خدا یا خدائی کاموں کا مبداء خیال کریں۔اس میں شک نہیں کہ عالم خلقت و آفرینش سے مربوط کام مثلاً امور جہاں کی تدبیر، انسانوں کا احیاء اور زندہ کرنا۔افراد کی اماتت اور ان کو مارنا۔جانداروں کو رزق دینا، بندوں کے گناہوں کی مغفرت اور انہیں بخشنا خدا کے ساتھ مخصوص ہے اگر آپ تدبیر عالم، خلقت اشیاء، افراد کی موت اور ان کو مارنا انسانوں کی حیات اور ان کو زندہ کرنا وغیرہ سے مربوط آیات کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ قرآن نے تاکیدی اصرار کے ساتھ اس قسم کے کاموں کو خدا کے ساتھ مخصوص سمجھا ہے اور ان کو اس کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنے کو شدت کے ساتھ روکا ہے۔یہ ایک طرف۔

دوسری طرف ہم جانتے ہیں کہ عالم آفرینش وخلقت سازمان یافتہ، منظّم ومترتب اور سسٹیمیٹک ہے اور اس جہان میں جو کام بھی انجام پاتا ہے وہ فراواں اسباب کے بغیر جو سب کے سب خدا تک منتہی ہوتے ہیں انجام پذیر نہیں ہوتا۔خود قرآن کئی ایک موارد میں ان افعال کے علل و اسباب کی طرف جو خدا کے غیر ہیں۔لیکن اس کے حکم و فرمان سے کام کرتے ہیں تصریح کرتا ہے۔مثلاً قرآن خصوصی تاکید کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ محی، ممیت خدا ہے جیسا کہ فرماتا ہے "و هو الذی یحیی و یمیت و له اختلاف اللیل و النهار

(مومنون۔80)

وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بناتا ہے۔

لیکن یہی قرآن دوسری آیات میں فرشتوں کو اماتت اور مارنے کا وسیلہ بتاتا ہے اور فرماتا ہے

"حتیٰ اذا جاء احد کم الموت توفته رسلنا (الانعام۔61)

جب کسی کو موت آتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی جان کو لے لیتے ہیں (مارتے ہیں)

اس بناء پر جمع کی راہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ان علل طبیعی کی فاعلیت اور سببیت، خواہ مادی ہو یا غیر مادی مثلاً فرشتے خدا کے اذن، حکم اور فرمان سے ہے۔ اور یہ قرآن کے بلند معارف میں سے ایک ہے جو خدا کے افعال کے بارے میں بہت سی آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص خدائی افعال کو اس سے منقطع سمجھے اور یہ کہے کہ یہ کام نورانی موجودات فرشتوں اور اولیاء کو سپرد اور انہیں تفویض ہوئے ہیں اور اس اعتقاد کے ساتھ ان کے سامنے خضوع کرے۔

نمبر 2: وہ علل و اسباب جو ارادہ و اختیار کے ماتحت کام کرتے ہیں وہ صرف دو ہیں ایک انسان اور دوسرے جن اور چونکہ دونوں کی علت غائی ایک ہے لہذا ان پر انسانوں والے احکام ہی لاگو ہوتے ہیں۔ لہذا ان کا علیحدہ سے ذکر نہیں ہوگا۔

آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں اس تقسیم کو یوں بیان کیا ہے۔

"پہلی اصل کے بارے میں تو ہم پہلے بحث کر چکے ہیں اور واضح ہو چکا ہے کہ فلسفی اور خصوصاً قرآنی دلائل موجودات اور ان کے فعل و اثر کے درمیان علیت اور معلولیت کے رابطہ کو قبول کرتے ہیں اور خدا کو علت العلل کے طور پر معرفی کراتے ہیں نہ کہ تمام علل کے جانشین ہونے اور دوسرے علل کے بے کار ہونے کے طور پر۔ اب ہم دوسری اصل کے بارے میں جو علت کے اضطراری اور اختیاری میں تقسیم ہے بیان کرتے ہیں۔

عالم خلقت میں دو قسم کی علت پائی جاتی ہیں

نمبر 1: ایک تو وہ علت ہے جس میں شعور و ادراک اور ارادہ و اختیار پایا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں فاعل مختار وہ علت ہے جو دوراہے پر کھڑے ہو کر انتہائی آزادی اور اختیار کے

ساتھ ان میں سے ہر ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔

نمبر 2: علل کی دوسری قسم پہلی علت کے بالکل برخلاف ہے جس میں یا تو اپنے اور اپنے افعال کے بارے میں عام علم و شعور ہوتا ہی نہیں۔ یا ان میں ادراک و احساس تو ہوتا ہے لیکن ان میں اختیار و ارادہ نہیں پایا جاتا اور علل و اسباب کا یہ گروہ چاہے شعور سے محروم ہو یا صرف اختیار کا مالک نہ ہو "فاعل مضطر" کہلاتا ہے۔

سورج کا چمکنا، نباتات کی نشو ونما۔ ان علل و اسباب میں ہے جو اپنے فعل اور کام سے آگاہ نہیں ہیں لہذا وہ اس کے انجام دینے میں طبعاً مضطر ہوں گے۔ لیکن جانور، شہد کی مکھی، چیونٹی اور چوپائے اگرچہ اپنے کام سے آگاہ ہوتے ہیں لیکن ان کا عمل سو فیصد ایک فطری عمل ہوتا ہے۔ جو اختیار اور عقل و خرد کی صوابدید سے صورت پذیر نہیں ہوتا۔ بلکہ کے تمام افعال فطری ہوتے ہیں اور اختیاری نہیں ہوتے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 230

ان علل و اسباب و وسائط و آلات میں سے مختلف کاموں کو انجام دینے والوں میں ملائکہ بھی شامل ہیں جو شعور و ادراک اور عقل تو رکھتے ہیں لیکن وہ بھی ارادہ و اختیار کے مالک نہیں ہیں جبکہ حیوانات خواہش رکھتے ہیں مگر ملائکہ کسی قسم کی خواہش بھی نہیں رکھتے۔ لہذا وہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیتے اور اسی وجہ سے وسائط و آلات کہے جاتے ہیں اور ان کا شمار بھی "فاعل مضطر" یا "فاعل مجبور" میں ہوتا ہے۔

پس اس طرح سے ان علل و اسباب اور آلات و وسائط کی جو اپنے ارادہ و اختیار سے کوئی کام نہیں کرتے اور ہر کام فاعل مضطر یا فاعل مجبور کی حیثیت سے انجام دیتے ہیں تین قسمیں ہیں۔

نمبر 1: وہ طبیعی علل و اسباب جو قطعی طور پر حس و ادراک نہیں رکھتے، ایسے تمام علل و

اسباب جبر طبیعی کے ماتحت اپنا کام انجام دیتے ہیں اور جو اثر و تاثیر اور خاصیت خدا نے ان میں رکھ دی ہے وہ اسے ظاہر کرتے رہتے ہیں جیسے سورج کی روشنی اور آگ کا جلانا وغیرہ۔

نمبر 2: وہ علل واسباب جو حس وادراک تو رکھتے ہیں لیکن وہ کسی ارادہ واختیار کے مالک نہیں ہیں خدا نے ان کی فطرت میں جو اثر و تاثیر اور خاصیت رکھ دی ہے وہ اپنی اس فطرت کے مطابق کام کرتے رہتے ہیں۔ جیسے شہد کی مکھی کا شہد جمع کرنا اور شش پہلو چھتہ بنانا یا بئیے کا حیرت انگیز طور پر تنکوں سے گھونسلا بنانا اور اسطرح دوسرے جانوروں کے فطری کام۔

نمبر 3: وہ علل واسباب اور وسائط وآلات جو حس وادراک کے علاوہ عقل بھی رکھتے ہیں لیکن وہ نہ تو انسانوں کی طرح ارادہ واختیار کے مالک ہیں اور نہ ہی حیوانات کی طرح خواہش رکھتے ہیں۔ مثلاً ملائکہ جو بالاتفاق عقل تو رکھتے ہیں لیکن وہ نہ تو کوئی خواہش رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ کوئی ارادہ واختیار رکھتے ہیں۔ لہذا وہ کوئی کام اپنی خواہش اور اپنے ارادہ واختیار سے نہیں کرتے۔ بلکہ خدا نے ہر فرشتے کو کسی خاص کام کے لئے خلق کیا ہے اور وہ فرشتہ اس خاص کام کو بھی خدا کے حکم کے بغیر انجام نہیں دے سکتا۔ اسی لئے انھیں وسائط وآلات کہا جاتا ہے چنانچہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنی ایک دعا میں جو صحیفہ کاملہ میں ہے تمام فرشتوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے **ان** فرشتوں کو نام بنام ذکر کیا ہے جو اس طرح ہیں۔

نمبر 1: جبرائیل نمبر 2 میکائیل نمبر 3 اسرافیل نمبر 4 عزرائیل نمبر 5 روح القدس 6 منکر 7 نکیر نمبر 8 رومان نمبر 9 رضوان نمبر 10 مالک ان سب ملائکہ کے کام الگ الگ اور قطعی طور پر علیحدہ علیحدہ ہیں نہ تو جبرائیل، میکائل کا کام کرتا ہے نہ میکائیل اسرافیل کا کام کرتا ہے، نہ اسرافیل عزرائیل کا کام کرتا ہے نہ عزرائیل روح القدس کا کام کرتا ہے نہ روح القدس منکر کا کام کرتا ہے نہ منکر نکیر کا کام کرتا ہے نہ نکیر رومان کا کام کرتا ہے نہ رومان رضوان کا کام

کرتا ہے اور نہ ہی رضوان مالک کا کام کرتا ہے اور اس طرح دوسرے تمام فرشتوں کا حال ہے۔جس طرح آری ہتھوڑے کا کام نہیں کرتی اور ہتھوڑہ رندہ کا کام نہیں کرتا اور جس طرح یہ آلات صرف نجار یعنی بڑھئی کے ہاتھ میں کام کرتے ہیں اسی طرح یہ تمام فرشتے اپنا کام صرف خدا کا حکم ملنے پر انجام دیتے ہیں اسی لئے فرشتوں کو وسائط وآلات کہا جاتا ہے یہ سارے ملائکہ اپنے اپنے کاموں کو نہ تو دوسرے طبیعی علل واسباب کی طرح جبر طبیعی کے ماتحت بجالاتے ہیں اور نہ ہی وہ حیوانات کی طرح اپنے کاموں کو فطری طور سے انجام دیتے ہیں بلکہ وہ اپنے کام کو بھی اس وقت انجام دیتے ہیں جب خدا انھیں اس کام کے لئے حکم دیتا ہے۔جیسا کہ سورہ تحریم میں ارشاد ہوا ہے:

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون (التحریم۔6)

یعنی" خدا ان فرشتوں کو جو حکم دیتا ہے وہ اس میں خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں ملتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں پس تمام فرشتے ایسے علل واسباب ہیں جو وسائط و آلات کے طور پر کام کرتے ہیں اور جس فرشتے کو جس کام کے لئے خدا نے خلق کیا ہے وہ صرف وہی کام کرتا ہے لیکن وہ کام بھی وہ جب کرتا ہے جب خدا اسے اس کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے

تمام علل واسباب انسانوں کے مطیع اور تابع ہیں

خداوند تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے صرف انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جسے خدا نے نہ صرف عقل وشعور، حس وادراک اور حریت وآزادی کے ساتھ ارادہ واختیار کا مالک بنا کر خلق کیا ہے بلکہ تمام علل واسباب کو اس کے فائدہ اور نفع رسانی کے لئے اس کی خدمت میں لگا کر اس کے تابع کردیا ہے۔جیسا کہ خود ارشاد فرمایا ہے کہ" الم تروا ان اللہ سخر

لکم مافی السمٰوٰت و ما فی الارض و اصبغ علیکم نعمه ظاهره و باطنه"

(لقمان-20)

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو تمہارے لئے مطیع کر دیا ہے اور تم پر اپنی کھلی ہوئی اور چھپی ہوئی نعمتوں کو پورا کر دیا ہے۔

اس آیت میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں۔

نمبر 1: "سخر لکم "تمہارے لئے مطیع کر دیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب علل واسباب انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے خدا کے حکم سے جبر طبیعی کے ماتحت اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں گویا کہ وہ انسان کے مطیع اور تابع کر دیئے گئے ہیں۔

نمبر 2: "مافی السمٰوٰت ومافی الارض"

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ سارے کے سارے علل واسباب چاہے وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں ہوں۔ وہ سب کے سب انسانوں کو فائدہ پہنچانے پر معمور ہیں اور انسانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ انسان چاہے مشرک ہو، چاہے کافر ہو، چاہے منافق ہو، یہودی ہو، عیسائی ہو، مجوسی ہو، دہریہ ہو۔ غرضیکہ کہ کسی مذہب کا ہو کسی ملت کا ہو کسی دین کا ہو، کسی نسل کا ہو، کسی ملک کا ہو، کسی خطہ کا ہو، گورا ہو، یا کالا ہو، عرب ہو یا عجم سے ہو، نبی ہو یا رسول ہو، امام ہو یا اولیاء اللہ ہوں یا دشمنان خدا ہوں۔ خدا نے سارے اسباب وعلل کو مطلقاً انسان کی خدمت کرنے پر لگا دیا ہوا ہے اور سارے اسباب وعلل انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے کام میں لگے ہوئے ہیں اور انسان کی خدمت پر مامور ہیں اور انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے مصروف عمل ہیں ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ ،ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون۔ (النحل۔12)

اوراس نے رات کواوردن کواور سورج کواور چاند کواور ستاروں کوتمہارے کام میں لگادیا ہے اورسب کے سب اسی کے حکم سے مسخر کردیئے گئے ہیں۔ بیشک عقل رکھنے والوں کے لئے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

ایک اور مقام پر سورہ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ الذی خلق السموٰت والارض و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم و سخر لکم الفلک فی البحر بامرہ و سخرلکم الانھار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین و سخر لکم اللیل و النھار واتاکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الا نسان لظلوم کفار۔ (ابراہیم 32تا34)

ترجمہ: اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کواور زمین کو پیدا کیا۔ اور آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس کے ذریعہ سے تم کوروزی دینے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور جہازوں کوتمہارے تابع کردیا کہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلتے رہیں۔ اور ندی نالوں کوتمہارے اختیار میں دے دیا۔ اور سورج اور چاند دائمی چلنے والوں کوتمہارے کام میں لگادیا اور رات اور دن کو تمہارے فائدے کے لئے معین کردیا اور جو کچھ تم نے اس سے مانگا سبھی میں سے اس نے تم کو دیا اور اگر تم اللہ کی نعمت کا شمار کرو تو اس کا احاطہ نہ کرسکو گے۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

مفسرین اسلامی کے نزدیک اس آیت میں مذکورہ جملہ ”واتاکم من کل ماسالتموہ“ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی ضرورت کی جتنی چیزیں تھیں وہ اس نے

انسانون کے لئے مہیا کردی ہیں اسی لئے فرمایا کہ "ان الانسان لظلوم کفار "انسان بڑاہی بے انصاف اورناشکرا ہے۔

یہ تمام آیات انسان سے مخاطب ہیں اور مذکورہ آیت میں انسان کو بے انصاف اس لئے کہا ہے کہ جس نے یہ ساری نعمتیں عطا کی ہیں اورانسان کی ساری ضرورتیں پوری کی ہیں اس کی بجائے وہ دوسروں کا مطیع اور تابع فرمان ہوگیا اوراس منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں سے سوال اور دوسروں کی عبادت کرنے میں لگ گیا اور ناشکرا اس لئے ہے کہ اس نے اس منعم حقیقی کو بھلا دیا اوراس کا شکرادا نہ کیا۔

ایک اور مقام پر سورہ النحل میں ارشاد ہوتا ہے

هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون، ینبت لکم به الزرع و الزیتون والنخیل والاعناب و من کل الثمرات وان فی ذالک لایة لقوم یتفکرون. (النحل 11,10)

ترجمہ: وہی اللہ تو ہے کہ جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتار، جس سے تم پیتے بھی ہو، اوراسی سے درخت بھی پیدا ہوتے ہیں جن میں تم مویشی چراتے ہواوراسی پانی سے تمہارے لئے کھیتی، زیتوں کے درخت اور کھجور کے درخت اورانگوراور ہرطرح کے پھل پیدا کرتا ہے بے شک غوروفکر کرنے والوں کے لئے اس میں ایک نشانی ہے۔

یہ سب آیات انسانوں سے مخاطب ہیں اور عمومی حیثیت سے خطاب کررہی ہیں، وہ انسان چاہے مشرک ہو یا کافر، مومن ہو بے دین و بے ایمان ہو، اس کی یہ رزق رسانی عام ہے اور سب انسانوں کے لئے یکساں اور مساوی ہے اسی لئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے رہنے والوں کو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے کی شرط کے ساتھ رزق ثمر کی درخواست کی تو ارشاد رب العزت ہوا کہ اے ابراہیم اس دنیا کی زندگانی قلیل

میں رزق تو میں کافروں کو بھی دوں گا جہاں تک اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہ لانے کا تعلق ہے تو اس کی سزا میں آخرت میں دوں گا۔ (البقرہ۔126)

مثال کے طور پر یہ چند آیات ہی کافی ہیں جو اوپر بیان کی گئیں ہیں ورنہ ان کے علاوہ قرآن کریم میں اور بھی بہت سی آیات ایسی ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ تمام علل و اسباب کو خدا نے انسان کا مطیع اور تابع کر دیا ہے اور یہ سارے کے سارے اسباب و علل انسان کے فائدے کے لئے اپنے اپنے کام میں سرگرم عمل ہیں اور یہ سب کے سب اسباب وعلل جبر طبیعی کے ماتحت ایک فاعل مضطر کی حیثیت سے خدا کے حکم سے انسان کی خدمت بجا لارہے ہیں گویا ان سارے کے سارے اسباب و علل کو خدا نے انسان کا مطیع (سخر لکم) کر دیا ہے لیکن انسان کو خدا نے کسی کا مطیع اور غلام نہیں بنایا جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ:

لا تکن عبداً لغیرک و قدخلقک اللہ حراً.

ماہنامہ توحید رجب 1404ھ ص 144

یعنی اے انسان تو کسی غیر کا غلام نہ بن کیونکہ خدا نے تجھے حر اور آزاد پیدا کیا ہے۔

خدا نہیں چاہتا کہ انسان اپنے ہی جیسے کسی دوسرے انسان کا غلام بنے چونکہ خدا ہی منعم حقیقی ہے لہذا اطاعت صرف خدا ہی کی واجب ہے۔ البتہ خدا نے اپنی کتاب مقدس میں بہت سی آیات میں انسان کو انبیاء و رسل اور ہادیان دین کی اطاعت کا حکم دیا ہے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

خدا نے انسانوں کو انبیا و رسل اور ہادیان دین کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

اب تک کے بیان سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ تمام دنیا عالم اسباب ومسببات ہے اور نظام علت ومعلول ہے۔ اور یہ سارے کے سارے اسباب وعلل انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں گویا یہ سارے کہ سارے اسباب وعلل ایک طرح خدا کے حکم سے جبر طبیعی کے تحت انسان کی خدمت کرر ہے ہیں اور اس کے لئے مطیع کر دیئے گئے ہیں

لیکن قرآن کریم کی بہت سی آیات یہ کہتی ہیں کہ خدا نے انسان کو حر اور آزاد خلق کرنے کے باوجود اسے انبیاء ورسل اور ہادیان دین کی اطاعت وپیروی کا واضح الفاظ میں حکم دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله (نسآء۔64)

یعنی ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ لوگ خدا کے حکم سے اس کی اطاعت کریں۔

گویا ہر رسول اور ہر ہادی خدا کے حکم سے واجب الاطاعت ہے لیکن انبیاء ورسل اور ہادیان دین کی یہ اطاعت کس لئے ہے؟ اور خدا نے ان کی اطاعت کا حکم کیوں دیا ہے؟ اس کا سبب بتلاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

من یطع الرسول فقد اطاع الله (نسآء۔80)

یعنی جو شخص پیغمبر کی اطاعت کرتا ہے تو اس نے فی الحقیقت خدا کی اطاعت کی ہے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کہ سارے علل واسباب کو تو خدا نے انسان کا مطیع بنایا ہے لیکن انسان کو آزاد اور حر پیدا کرنے کے باوجود انبیاء ورسل اور ہادیان دین کی اطاعت وپیروی کا حکم دیا ہے؟ ایسا اس وجہ سے ہے کہ چونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور ہر چیز اپنے ایک خاص سبب اور ایک خاص علت سے صادر ہوتی ہے اور ہر سبب اور ہر علت اور ان کی تاثیر کا خالق خدا ہے۔ یعنی جس نے وہ سبب پیدا کیا ہے اسی نے اس علت اور اس سبب میں وہ تاثیر اور اثر اور خواص رکھے ہیں۔ اور خدا ہر چیز کا اصل اور مستقل مدبر و

خالق ہے۔اور تمام چیزیں علتیں اور اسباب اور ان کے اثرات وتاثیرات وخواص سب کے سب اسی کی مخلوق ہیں جو اپنے مقام پر کوئی استقلال نہیں رکھتے اور ان کاموں میں سے ایک کام جو خدا انجام دیتا ہے اور اس کے سوا نہ کوئی اور بالاستقلال وہ کام کرتا ہے اور نہ ہی کر سکتا ہے وہ کام انسان کو ہدایت کرنا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ:

ان علینا للھدیٰ (الیل۔12) بیشک ہدایت کرنا ہمارے ہی ذمہ ہے ایک اور دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے" قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ امرنا نسلم لرب العالمین (الانعام۔71)

کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم عالمین کے رب کے سامنے سرتسلیم خم کردیں۔

ایک اور آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے "و من یضلل اللہ فمالہ من ھاد و من یھد اللہ فمالہ من مضل" (الزمر۔37,36)

جس کو خدا حالت گمراہی میں پڑا رہنے دے اس کا ہادی اور ہدایت کرنے والا کوئی نہیں ہے اور جسے خدا ہدایت کرے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے'و من یھد اللہ فھو المھتدیٰ' (بنی اسرائیل 97)

جسے اللہ ہدایت دے ہدایت تو بس وہی پاتا ہے۔

ایک اور آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے" و ان اللہ لھاد الذین آمنوا الیٰ صراط المستقیم" (الحج۔54)

بیشک اللہ ان لوگوں کا ہادی ہے جو ایمان لائے ہیں وہ ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

ایک اور آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے

"وكفى بربك هادياً و نصيراً" (الفرقان۔31)

اور ہادی ہونے اور نصرت کرنے کے لئے تیرا رب ہی کافی ہے۔

مذکورہ آیات اور ان کے علاوہ اور بہت سی آیات سے یہ بات ثابت ہے کہ خدا ہی اصل ہادی ہے اور وہی سب کو ہدایت کرنے والا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کو دو طرح سے ہدایت کی ہے۔

نمبر 1: ان میں سے پہلی ہدایت تو فطری ہدایت ہے جو اس نے اپنی ساری مخلوق کو دی ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، عقل وشعور رکھنے والی ہو، یا بے عقل وشعور جیسا کہ اس کا ارشاد ہے کہ:

الذی خلق فسویٰ و الذی قدر فهدیٰ (الاعلیٰ۔3,2)

یعنی وہ خدا ہی ہے جس نے خلق کیا پھر اسے درست کیا اور وہی ہے جس نے اندازہ گیری کی اور پھر اسے ہدایت کی۔

وہ ہدایت جس کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے تمام مفسرین کے نزدیک اس سے فطری ہدایت مراد ہے جو جمادات ونباتات وحیوان وانسان غرضیکہ ساری مخلوقات کو فطری طور پر دی گئی ہے اور ان میں سے ہر مخلوق اپنے فطری تقاضوں کے مطابق کام میں مصروف ہے اور اس ہدایت کے لئے کوئی اور واسطہ نہیں ہے۔

نمبر 2: دوسری ہدایت وہ ہے جو اس نے اپنی اس مخلوق کو دی ہے جسے اس نے صاحب عقل و شعور بنا کر ارادہ واختیار کا مالک بنایا ہے اور اسے حریت وآزادی عطا کر کے اسے انبیاء و رسل اور ہادیان دین کے ذریعہ اپنے اوامر ونواہی کا پابند بنایا ہے تا کہ وہ یہ دیکھے کہ انسان اپنے ارادے واختیار سے حریت وآزادی کے ساتھ میرے اوامر ونواہی کی کہاں تک تعمیل کرتا ہے۔ لہذا اس نے انسانوں کو اپنے تکلیفی امور انجام دینے کے لئے انبیاء ورسل کو

انسانوں کی ہدایت کے لئے سبب اور وسیلہ اور واسطہ بنایا، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ

" وممن خلقنا امة یهدون بالحق و به یعدلون" (الاعراف۔181)

اور ہم نے اپنی مخلوق میں ایک گروہ (ہادیوں) کا ایسا پیدا کیا ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتا ہے اور حق کے ساتھ ہی عدل بھی کرتا ہے

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے

" وقالوا الحمد لله الذی هدانا الهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق" (الاعراف۔43)

اور وہ (جنتی) یہ کہیں گے کہ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں یہاں (جنت میں) پہنچایا اور اگر اللہ ہماری رہبری اور ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے پرودگار کے برحق رسول (اس کی طرف سے ہدایت لے کر) ہمارے پاس آئے۔

یہ آیات اتنی واضح ہیں کہ مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ اصل اور مستقل ہادی تو صرف خدا ہے اور ہدایت کرنا صرف اسی کا کام ہے۔اور اسی نے بنی نوع انسان کو ہدایت دینے کے لئے انسانوں میں سے ہی انبیاء ورسل مقرر کئے اور ان انبیاء ورسل کے ذریعہ اس نے انسانوں کو ہدایت کی ہے۔یعنی اس نے انبیاء ورسل اور ہادیان دین کو انسانوں کی ہدایت کے لئے سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔اور جس طرح ہر سبب اور علت ایک خاص اثر و تاثیر وخواص رکھتی ہے اسی طرح انبیاء ورسل اور ہمارے کے سارے ہادیان دین ایک خاص کام یعنی ہدایت کے لئے سبب اور واسطہ اور وسیلہ ہیں اور اس ہدایت کے حصول کے لئے ہی خدا نے انسانوں کو انبیاء ورسل اور ہادیان دین کو اطاعت و پیروی کا حکم دیا ہے۔

خدا نے انبیا و رسل اور ہادیان دین کو صرف ہدایت کے لئے سبب، واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے

اب تک کے بیان سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے اور ہر چیز اپنے ایک خاص سبب اور ایک خاص علت سے صادر ہوتی ہے اور ہر سبب اور ہر علت اور ان کی تاثیر و خواص کا خالق خدا ہے یعنی جس نے وہ سبب پیدا کیا ہے اسی نے اس علت اور سبب میں وہ تاثیر اور اثر رکھا ہے اور وہی ہر چیز کا اصل اور مستقل مدبر و خالق ہے اور تمام چیزیں، علتیں اور اسباب اور ان کے اثرات و تاثیرات و خواص سب اسی کی مخلوق ہیں جو اپنے مقام پر کوئی استقلال نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے تمام کام کسی خاص سبب ہی کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں ان اسباب میں سے اکثر اسباب کی خدا نے خود نشاندہی کردی ہے۔ جن کا بیان قرآن کی آیات میں پھیلا ہوا ہے۔ مثلاً سورج کو دھوپ اور حرارت اور روشنی کا سبب بنایا۔ چاند نور پاشی کرتا ہے بادل سے بارش برستی ہے زمین سے غلے، دالیں سبزیاں اور پھل اور چارے یعنی انسانی اور حیوانی غذائیں اگتی ہیں۔ ملائکہ موت روح قبض کرتے ہیں۔ اسرافیل روح پھونکتا ہے۔ برف ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور آگ جلانے کا کام کرتی ہے اسی طرح ہدایت کے کام اور اپنے احکام بندوں تک پہنچانے کے لئے اس نے انبیاء و رسل اور ہادیان دین کو سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے قرآن میں انبیا و رسل کے لئے سوائے ہدایت دینے اور اپنے احکام بندوں تک لے جانے کے کام کے اور کسی کام کا ذکر نہیں کیا ہے۔ چنانچہ جس وقت اس نے عالم ارواح میں تمام ارواح بنی آدم کو مخاطب کیا تو فرمایا۔

"یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ و اصلح

فلا خوف علیھم و لا ھم یحزنون " (الاعراف۔ 35)

" اے آدم کی اولاد (میں دنیا میں تمہاری ہدایت کے لئے رسول بھیجا کروں گا تو) جب تمہارے پاس تم ہی میں سے میرے بھیجے ہوئے رسول آئیں اور تمہیں میری آیات احکام پڑھ پڑھ کر سنائیں (تو تم ان پر ایمان لاکر ان کی اطاعت کرنا) پس جو کوئی ان کی اطاعت کرے گا اور ان کی نافرمانی سے بچتا رہے گا اسے نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کوئی حزن و ملال ہوگا"

اور اس دنیا میں بنی آدم سے خطاب کرکے بہت سی آیات میں فرمایا ہے کہ ہمارے رسولوں کے ذمہ صرف ہمارے احکام کا پہچانا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

" فھل علی الرسل الا البلاغ المبین " (النحل۔ 38)

یعنی ہمارے رسولوں کے ذمہ ہمارے احکام بندوں تک پہنچا دینے کے سوا اور کیا ہے؟

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا " فانما علیک البلاغ و علینا الحساب " (الرعد۔ 40)

اے میرے حبیب سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے ذمہ تو صرف ہمارے احکام کا پہنچا دینا ہے (انکا حساب لینا تمہارے ذمہ نہیں ہے بلکہ) ان کا حساب لینا ہمارے ذمہ ہے ایک اور آیت میں فرمایا

ما علی الرسول الا البلاغ المبین (المائدہ۔ 99)

ہمارے رسول کے ذمہ ہمارے احکام اور امور ہدایت پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے

ایک اور عظیم الشان آیت میں ایک پیش گوئی کے ساتھ یہ بتلاتے ہوئے کہ ہم نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے کہتا ہے:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و لو

کرہ المشرکون" (التوبہ۔33)

وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے گو یہ بات مشرکوں کو بری ہی لگے۔

یہی مضمون سورۃ صف آیت 9 اور سورہ فتح آیت 28 میں بھی بیان ہوا ہے اور تینوں آیتوں میں خدا نے واضح الفاظ میں یہ بتلایا ہے کہ خدا نے پیغمبر کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے اور کیا کام کرنے کے لئے بھیجا ہے گویا یہ آیت دو حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔

پہلا حصہ: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق"

یعنی اللہ نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے پس پیغمبر ہادی خلق بن کر آئے اور دین حق لے کر آئے ہیں۔

دوسرا حصہ: "لیظھرہ علی الدین کلہ" تا کہ وہ اس دین کو دوسرے تمام دینوں کے اوپر غالب کردے۔

تمام اسلامی مفسرین یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس دنیا میں آکر کار ہدایت انجام دیا اور دین حق پہنچایا اور پیغمبر نے ہدایت کرنے اور دین حق پہچانے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں کی۔ اور ساتھ ہی تمام اسلامی مفسرین اس بات پر متفق ہیں اور یہ بات صاف طور پر ظاہر بھی ہے کہ دین اسلام کا تمام ادیان پر یہ غلبہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارہویں جانشین امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کے وقت ہوگا اور پیغمبر کو ان کے ذریعہ دین حق کا غلبہ حاصل ہوگا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارے میں بے شمار آیات قرآنی پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) کو خدا نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے اور وہ قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے ہادی بن کر آئے ہیں اور ایک بھی آیت ایسی نہیں ہے جس

میں اشارۃً یا کنایۃً یہ کہا گیا ہو کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو خلق کرنے یا رزق دینے یا مارنے اور جلانے یا کائنات کے امور کی تدبیر کا کام انجام دینے کے لئے مبعوث کیا ہے۔ البتہ بہت سی آیات میں پیغمبر کی بعثت کا مقصد ہدایت بتلایا ہے پس پیغمبر اکرم (ص) ھادیٔ خلق ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

"انک لتھدی الی صراط مستقیم" (الشوریٰ۔92)

اے پیغمبر بیشک ضرور ضرور تم صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والے ہو۔

ایک اور مقام پر اس موضوع کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کرتا ہے

"وان تطیعوہ تھتدوا" (النور۔ 54)

اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے

ایک اور مقام پر کہتا ہے

واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ (الاعراف۔158)

اور تم رسول کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ

ایک اور مقام پر کہتا ہے

انما انت منذر و لکل قوم ھاد (الرعد۔7)

سوائے اس کے نہیں کہ تم ایک ڈرانے والے (نبی) ہو اور ہر قوم کے ہادی ہو۔

اور یہاں ہر قوم سے مراد ہر رنگ ہر نسل ہر زبان ہر خطہ اور ہر ملک کے قیامت تک آنے والے تمام انسان ہیں لیکن کسی کو یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ پیغمبر اکرم (ص) نے اس آیت کی تفسیر میں جو یہ فرمایا ہے کہ انا المنذر وعلی الھادی وبک یاعلی یھتدی المھتدون (ینابیع المودۃ ص238)

یعنی میں تو ڈرانے والا (نبی) ہوں اور علی ہادی ہیں اور اے علی تجھ سے (میرے

بعد) ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ پیغمبر (ص) ہادی نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن میں خدا نے ان کے ہادی ہونے کی گواہی دی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرب ہو یا عجم گورے ہوں یا کالے کسی رنگ کے ہوں، کسی نسل کے ہوں کسی قوم کے ہوں کسی خطہ کے ہوں، پیغمبر اکرم (ص) قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے ہادی ہیں اور پیغمبر کے بعد حضرت علی علیہ السلام پیغمبر کے جانشین اور وصی ہونے کی حیثیت سے ان سب کے ہادی اور رہنما ہیں اور خود کو خاص طور پر ''منذر'' یعنی ڈرانے والا نبی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ علی نبی نہیں ہیں جس پر حدیث منزلت شاہد ہے

بہر حال خدا نے پیغمبر (ص) کو کار ہدایت انجام دینے اور دین حق کے ساتھ بھیجا اور قرآن کریم میں پیغمبر (ص) کے فرائض اور ان کے وظیفہ کے بارے میں جتنے الفاظ آئے ہیں وہ سب کے سب ایک لفظ ہدایت کی تفسیر ہیں اور قرآن کریم میں پیغمبر (ص) سے ہدایت حاصل کرنے کے لئے صرف دو نسخے خدا نے بتلائے ہیں:

نمبر 1: ان تطیعوہ تهتدوا (النور۔ 54)

اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے

نمبر 2: واتبعوہ لعلکم تهتدون (الرعد۔ 7)

تم اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ

یعنی پیغمبر (ص) کا کام ہدایت دینا ہے اور ہمارا کام پیغمبر (ص) سے ہدایت لینا ہے لہذا ہم برملا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر ہمارے ہادی ہیں اور پیغمبر کے بعد ان کے اوصیاء ہمارے ہادی ہیں۔ اور پیغمبرؐ کے بعد ہمیں ہدایت صرف اور صرف اوصیا پیغمبر (ص) سے ملے گی اور ہمیں یہ ہدایت خدا نے ہی اپنے پیغمبر (ص) اور ان کے اوصیاء سے لینے کا حکم دیا ہے۔

یہ بات ہم پھر دہرا رہے ہیں کہ ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے وہی اصل اور

اصیل ہادی ہے اس نے ہدایت دینے کا کام اپنے ذمہ رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

ان علینا للهدی (اللیل ۔12) بیشک ہدایت دینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔

اور جیسا کہ ایک اور مقام پر کہتا ہے

وقالو االحمدلله الذی هدانا نهذاوما کنا لنهتدی لولاان هدانا الله لقد جاء ت رسل ربنا بالحق (الاعراف۔43)

اور وہ (جنتی) یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس (جنت) کی طرف ہدایت کی اور اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے ۔ بیشک خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہمارے پاس خدا کی طرف سے (ہدایت) سچی بات اور حق لے کر آئے تھے۔

یہ آیت خدا کے ہدایت کرنے کے طریق کار کو واضح الفاظ میں بیان کر رہی ہے جو یہ کہتی ہے کہ ہدایت دینا اصل میں خدا کا کام ہے۔لیکن چونکہ خدا مسبب الاسباب ہے اور وہ ہر کام ایک خاص سبب کے ذریعہ انجام دیتا ہے لہذا اس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے ایک گروہ (انبیاء کا ایسا پیدا کیا جو خدا کی وحی والہام کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے

" و ممن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون" (الاعراف 181)

ہم نے اپنی مخلوق میں اسے ایک گروہ انبیاء ورسل کا ایسا پیدا کیا ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتا ہے اور اسی کے ساتھ عدل بھی کرتا ہے۔

اور ہادیوں کا یہ گروہ انبیاء اور رسولوں اور ان کے اوصیاء کا گروہ ہے جس پر لقد جاء ت رسل ربنا بالحق گواہ اور دلیل بین ہے۔

اب تک کے بیان سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہر کام کے درخود حال اسباب پیدا کئے ہیں۔ کسی فرشتے کو نفخ روح کے لئے مقرر کیا ہے تو کسی فرشتے کو

قبض روح کے لئے تعینات کیا۔ سورج کو روشنی اور حرارت پہنچانے کے لئے سبب بنایا۔ بادل سے پانی برستا ہے جو زمین کی روئیدگی کا سبب بنتا ہے، آگ کو جلانے کی تاثیر عطا کی ہے اور اسے جلانے کا سبب بنایا ہے اور انبیاء و رسل اور ہادیان دین کو ہدایت کا عظیم منصب عطا کیا ہے وہ خود ہادی ہے اس کا ایک اسم مبارک ہادی ہے اور اس نے اس کام کے لئے انبیاء و رسل اور ہادیان برحق کو سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ یہ منصب سب سے عظیم ہے کیونکہ سارے علل و اسباب طبیعی انسان کے تابع ہیں اور انسان کو ہادیان برحق کا مطیع و تابع بنایا گیا ہے لہذا انسان کو حصول ہدایت کے لئے ہدایت کے اس سبب کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہدایت کے لئے وہی واسطہ ہیں اور ہدایت پہنچانے کا خدا کی طرف سے وہی وسیلہ ہیں اور وہی سبب ہیں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہر واسطہ اور ہر سبب اور ہر وسیلہ سے استفادہ اور بہرہ گیری عین توحید ہے لیکن صرف اسی کام کے لئے جس کے لئے اس چیز کو واسطہ، وسیلہ اور سبب بنایا گیا ہے۔ لیکن اگر آپ کو کچھ جلانے کی ضرورت ہو تو پھر آپ کو جلانے کے سبب یعنی آگ سے استفادہ اور بہرہ گیری کرنی پڑیگی۔ کیونکہ خدا نے آگ کو جلانے کا سبب بنایا ہے خدا نے انبیاء و رسل اور ہادیان دین کو جلانے کا سبب نہیں بنایا۔ جلانے کے لئے آپ کو وہی سبب اختیار کرنا پڑے گا جسے خدا نے اس کام کے لئے سبب بنایا ہے اور وہ آگ ہے۔ انبیاء و رسل اور تمام ہادیان دین بھی اپنا چولھا گرم کرنے کے لئے آگ کو ہی واسطہ اور وسیلہ بنائیں گے اور اسی سبب سے استفادہ اور بہرہ گیری کریں گے اور دوسرے تمام انسانوں کا چولھا بھی آگ سے ہی گرم ہوگا۔ چونکہ خدا نے آگ کو جلانے کا سبب بنایا ہے، اسی سبب سے اسی واسطہ سے اور اسی وسیلہ سے سب نے جلانے کا کام لینا ہے۔ سب نے اسی سے استفادہ کرنا ہے۔ سب نے اس سے بہرہ گیری کرنی ہے۔ آگ کو خدا نے ہی جلانے کا سبب بنایا ہے۔ اسی نے اس کو جلانے کے لئے واسطہ اور وسیلہ قرار دیا

ہے تمام انبیاء رسل اور ہادیان دین کے لئے بھی اور تمام بنی نوع انسان کے لئے بھی جیسا کہ اس نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:

افرء یتم النار التی تورون ء انتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشئون "

(واقعہ 72,71)

آیا تم نے اس آگ کے بارے میں بھی غور کیا جسے تم سلگاتے ہو کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

پس خدا نے جس چیز کو جس خاص کام کے لئے بنایا ہے وہ ہر ایک کے کام آتی ہے اسے خدا نے ہی سبب بنایا ہے اور اسی نے اسے اس خاص کام کے لئے واسطہ اور وسیلہ اور سبب قرار دیا ہے اور ہر چیز میں خدا نے جو تاثیر اور اثر اور خواص رکھ دیئے ہیں وہ اثر دکھاتی ہے۔ البتہ اگر خدا چاہے تو وہ اس چیز کی تاثیر کو بدل سکتا ہے لیکن اگر وہ اس چیز کی اس خاص تاثیر کو نہ بدلے تو وہ اپنا کام کرے گی۔ مثلاً آگ قوم اخدود کے معصوم بچوں کو جلانے میں اپنی تاثیر دکھائے گی اور ان کے جلنے اور بلکنے پر کوئی ترس نہیں کھائیگی اور اسی طرح کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں خیام اہل حرم کو جلانے سے بھی نہ رکے گی۔ انکا امتحان اسی طرح سے ہوگا۔ لیکن اگر اس کی مصلحت اس میں ہو کہ آگ اپنا خاص اثر نہ دکھائے تو وہ اپنے خلیل کے لئے خود آگ کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ:

"قلنایا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراھیم" (الانبیاء۔ 69)

ہم نے حکم دیا اے آگ ابراہیم کے اوپر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا

پس اگر خدا چاہے تو آگ کی تاثیر بدل سکتا ہے اور بادلوں سے بارش کی جگہ آگ برسا سکتا ہے اور آسمان سے رحمت کی بارش کی بجائے پتھروں کی بارش کر سکتا ہے۔

بہر حال کائنات کا ایک سلسلہ اسباب وعلل ہے اور ان سب کا مسبب الاسباب

خدا ہے اور اس نے ہر چیز کو ایک خاص کام کے لئے سبب بنایا ہے ای طرح اس نے تمام انبیاء و رسل اور ہادیان دین کو انسانوں کی ہدایت کے لئے سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے اور قرآن کریم میں انبیاء و رسل اور ہادیان دین کے بارے جن فرائض کو بیان کیا گیا اور ان کا وظیفہ بتلایا ہے اس کے لئے جتنے الفاظ قرآن میں آئے ہیں وہ سب کے سب ایک لفظ ہدایت کی تفسیر ہیں اور یہی انبیاء ورسول اور ہادیان دین کا وظیفہ ہے یہی ان کی ڈیوٹی ہے اور یہی ان کا فریضہ ہے۔

لیکن ہر زمانے کے لحاظ سے جو معجزات ان سے ظاہر ہوئے اور جو کرامات خدا نے ان کے لئے ظاہر کیں وہ سب کی سب اس بات کو ثابت کرنے کے لئے تھیں کہ یہ ہستی فرستادہ خدا ہے، نمائندہ الٰہی ہے، یہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے، پیغمبر ہے، نبی ہے امام ہے۔

بارہویں صدی ہجری تک تمام علمائے شیعہ اس بات پر متفق تھے کہ معجزہ خدا اس بات کے ثبوت کے لئے دکھاتا ہے کہ یہ ہستی فرستادہ خدا ہے نبی ہے، رسول ہے اور تمام متقدمین علمائے شیعہ معجزہ کو فعل خدا سمجھتے تھے اور خدا کا فعل کہتے تھے۔ جیسا کہ علامہ مجلسی نے اپنی کتاب سبیل النجات فی اصول اعتقاد میں تحریر فرمایا ہے کہ

"من اعتقد ان المعجزات والکرامات من فعل النبی والامام فلیس فی کفرہ شک ولاریب" (سبیل النجات۔ ص 41)

یعنی جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ معجزات و کرامات نبی و امام کا اپنا فعل ہے اس شخص کے کفر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

لیکن تیرھویں صدی ہجری میں شیخ احمد احسائی نے اپنے عقیدہ تفویض کو رائج کرنے کے لئے جہاں علل اربعہ اور صوفیوں کی اصطلاحوں "حدیدہ محماۃ" اور شعلہ و چراغ وغیرہ کا سہارا لیا وہاں انبیاء کے معجزات کو ایک نئی اصطلاح دی جسے اس نے ولایت تکوینی کا

نام دیا۔

پھر چودھویں صدی ہجری میں رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ مرزا موسیٰ اسکوئی نے ''احقاق الحق'' نامی کتاب لکھ کر جو دراصل احقاق الباطل ہے اس اصطلاح کی بڑے زور شور کے ساتھ تائید کی اور مبلغین شیخیہ نے اس شدت کے ساتھ اس اصطلاح کا پروپیگنڈہ کیا کہ چودھویں صدی ہجری میں ایران کے بعض شیعہ علماء نے بھی انبیاء کے معجزات وکرامات کے لئے ولایت تکوینی کی اصطلاح کو اپنا لیا۔ ایران کے صوبہ آذر بائیجان میں دو گاؤں سلیمان خان افشار نے شیخ احمد احسائی کاظم رشتی اور علمائے شیخیہ کی تالیفات کو طبع اور نشر کرنے کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں اور وہاں پر عقائد مذہب شیخیہ کی تبلیغ عقائد شیعہ کے نام سے کی جاتی ہے ہم نے اپنی کتاب ''شیخیت کیا ہے اور شیخی کون'' ہیں ''جمعیت شیخیہ آذر بائیجان کے نشریہ'' شہاب ثاقب'' در'' رجم نواصب'' نشریہ شمارہ 10 کا عکس شامل کیا تھا ہماری کتاب کے ص 89 پر اس نشریہ کے عکس کا ص 7 ہے اس میں اس وقف نامہ کی عبارت اس طرح سے لکھی ہے:

قریتین کوسه پری و سبیل دوازده دانگ وقف مخارج انطباع و چاپ زدن کتب حقه من تصانیف عالمین عاملین انجبین کاشف اسرار آئمه الطاهرین المبرورین المرحومین جناب شیخ احمد احسائی و اشرف السادات الحاج سید کاظم رشتی اعلیٰ الله مقامه و رفع الله درجته و وقف کتب احادیث آئمه اطهار علیهم السلام وعلاوه وسائر رسائل و مصنفات علمائے راشدین از سلسله شیخیه علیه که در شرح کلمات شیخ و سید تصنیف شده باشند میباشد

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ گاؤں کوسہ پری اور سبیل دوازدہ دانگ شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کی تصنیف کردہ کتابوں کو چھپوانے کے لئے وقف کئے جاتے ہیں اور آئمہ طاہرین کی احادیث کی چھپائی کے علاوہ سلسلہ شیخیہ کے تمام علماء کی تصنیفات جو شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کی شرح میں لکھی گئی ہیں وقف کئے۔

ان دونوں قریوں کے وقف سے آج بھی شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کی کتابوں اور علمائے سلسلہ شیخیہ کی طرف سے ان کلمات کی شرح میں لکھی گئی کتابوں کی طباعت اور نشرو اشاعت جاری ہے اور روسائے مذہب شیخیہ احقاقیہ آذربائیجان سے یہی عقائد شیعہ کے عنوان سے اپنے مذہب کی کتابیں شائع کررہے ہیں چنانچہ "ولایت از دیدگاہ قرآن" مولفہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ۔ جس کا جواب ہم نے "ولایت قرآن کی نظر میں" لکھ کران کی ولایت تکوینی کا ابطال کیا ہے جو عین تفویض کا دوسرا اصطلاحی نام ہے۔ ان کی یہ کتاب "ولایت از دیدگاہ قرآن" آذربائیجان میں رجسٹر ہوئی چنانچہ ان کی کتاب کا رجسٹریشن نمبر اس کتاب کے آخری ٹائٹل کے اندر اس طرح لکھا ہے۔

مشخصات ایں کتاب بشمارہ 196/52/3/20 در دفاتر مخصوص ادارہ کل فرہنگ وہنر آذر بائیجان شرقی ثبت شدہ است

اس کتاب میں بھی شیاطین شیخیہ احقاقیہ نے شیعوں کو فریب دینے اور دھوکہ دینے کے لئے ایک مقام پر یہ لکھا ہے کہ ولایت تکوینی اور معجزہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ چنانچہ مرزا عبدالرسول احقاقی نے اس کتاب میں انبیاء کے کچھ معجزات لکھنے کے بعد اس طرح لکھا ہے کہ:

حال آناں اسمش را ہرچہ می خواہند بگزارند معجزہ

کرامت، خارق العادة، یا ولایت، مناقشه در الفاظ نداریم منکر اصل موضوع و حقیقت مطلب نباشند

"ولایت از دیدگاہ قرآن ص 146"

یعنی اب وہ (علمائے شیعہ حقہ جعفریہ اثناء عشریہ) اس کا نام جو کچھ چاہیں رکھیں۔ معجزہ ،کرامت، خارق العادۃ یا ولایت ہمارا الفاظ کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں بس وہ اصل موضوع اور مطلب کی حقیقت کا انکار نہ کریں۔

مرزا عبدالرسول احقاقی رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت کا اس بیان میں واضح فریب اور صریح دھوکہ یہ ہے کہ ان کے اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ معجزہ کرامت خارق العادۃ یا ولایت تکوینی ایک چیز کے مختلف نام ہیں اور وہ اسی چیز کو ولایت تکوینی کہتے ہیں جسے چودہ سو سال سے تمام مسلمان شیعہ و سنی معجزہ یا کرامت یا خارق العادت کہتے چلے آئے ہیں۔ حالانکہ شیخیہ احقاقیہ کی ولایت تکوینی قطعی طور پر افعال خداوندی کی تفویض کے معنی میں ہے جسے ہم نے اپنی کتاب "ولایت قرآن کی نظر میں" میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

دوسرا جھوٹ اور الزام علمائے شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ پر، پر فریب طریقہ سے اور ابلیسانہ انداز میں یہ لگایا ہے جیسا کہ وہ معجزات یا کرامات انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے منکر ہیں۔ اور شیعہ پاکستان کے لئے قابل غور ان کا یہ فقرہ ہے کہ "وہ اصل موضوع اور مطلب کی حقیقت کا انکار نہ کریں" اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بہت سے علماء نے ان کے اس مطلب کا انکار کیا ہے لہذا انہیں کے جواب میں انہوں نے اپنی ولایت تکوینی بالفاظ دیگر تفویض کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ کتاب "ولایت از دیدگاہ قرآن" لکھی ہے

پس چودھویں صدی ہجری میں بعض شیعہ علمائے ایران نے شیخیہ احقاقیہ کے

پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر، کہ کہیں انہیں معجزہ یا کرامات یا خارق العادۃ افعال کا منکر نہ سمجھ لیا جائے ولایت تکوینی کی اصطلاح کو اپنا لیا ہے۔ حالانکہ شیخیہ احقاقیہ کی ولایت تکوینی یا ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ نہ تو معجزہ کا ہم معنی ہے اور نہ ہی ان کے نزدیک معجزہ کی وہ تعریف ہے جو تمام اہل اسلام شیعہ وسنی کے نزدیک ہے بلکہ وہ عقیدہ تفویض کا ہم معنی ہے تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''ولایت قرآن کی نظر میں'' کا مطالعہ فرمائیں۔

بہر حال رئیس مذہب شیخیہ مرزا عبدالرسول احقاقی کے بیان سے ایک بات واضح ہے کہ معجزہ یا کرامت خارق العادۃ ہوتا ہے یعنی یہ انسان کا عام اور عادی فعل نہیں ہوتا۔

ایران کے بعض شیعہ علماء کے شیخیہ احقاقیہ کے پروپیگنڈے کی رو میں بہہ جانے کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابھی حال میں ایک کتاب ''ولایت در قرآن'' کے ترجمہ کے نام سے شائع ہوئی ہے جو آیت اللہ جوادی آملی کی تالیف ہے اور اس کا ترجمہ محترم ثاقب نقوی نے کیا ہے اور اسے مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں ولایت تکوینی کو ثابت کرنے کے لئے ہر انسان کی ولایت تکوینی کو انتہائی بھونڈے اور بودے دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ معجزہ اور کرامت خارق العادت ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ''خوارق کی اقسام اور معجزہ اور کرامت میں فرق'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

''خوارق کو چار قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے جو چیز دعوائے نبوت کے اثبات کے لئے نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے اسے معجزہ کہتے ہیں اور جو کچھ اولیا انجام دیتے ہیں اسے کرامت کہا جاتا ہے معجزہ اور کرامت کو جو خارق کی چار قسموں میں سے دو ہیں اس لحاظ سے کہ یہ دونوں نبی یا امام کی ولایت تکوینی کے ذریعہ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ ایک اور جہت سے ان میں فرق یہ ہے کہ معجزہ میں دعوائے نبوت کے ساتھ تحدی بھی ہے

۔یعنی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور معجزہ دکھانے کے ساتھ مبارز طلب کرتا ہے جبکہ کرامت میں ادّعا اور تحدّی نہیں ہوتی ۔ یہی وجہ ہے کہ معجزے کی بحث بھی ولایت کے ضمن میں آتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ نبوت کی بحث سے مناسبت رکھتی ہے لہذا اسے مسئلہ نبوت میں ہی پیش کیا جائے گا۔

نبوت کی بحث میں یہ بات واضح ہو جائے گی کہ نبی کا ایک دعویٰ ہوتا ہے اور ایک دعوت۔ اس کا دعویٰ نبوت ہے جو معجزے کے ساتھ ہے اور اس کی دعوت توحید اور الٰہی معارف کی طرف ہوتی ہے۔

خوارق کی تیسری قسم جو عام مومنین کی دعا اور درخواست سے انجام پاتی ہے معونت اور اعانت کہلاتی ہے۔

خوارق کی چوتھی قسم کا نام اہانت ہے اور یہ وہ خارق العادۃ ہے جو غیر مومن کے ہاتھوں خود اس کی تحقیر و توہین کے ساتھ صادر ہوتی ہے۔ جیسا کہ منقول ہے کہ مسلیمہ کذاب نے ایک صحیح و سالم آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ آنکھ اندھی ہو گئی اور ایک کنویں میں لعاب دہن ڈالا تو اس کا پانی زیادہ ہونے کی بجائے خشک ہو گیا۔ ترجمہ ولایت در قرآن ص 273,272

اب کیا کہیں گے سارے صاحبان عقل مسلیمہ نے جو اچھی بھلی آنکھ پر ہاتھ پھیرا تو وہ اندھی ہو گئی۔ یہ خارق العادہ مسلیمہ نے کیا یا کسی اور نے کیا۔ اسی طرح کنویں میں جو لعاب دہن ڈالا تو اس کا پانی زیادہ ہونے کی بجائے خشک ہو گیا یہ خارق العادۃ مسلیمہ نے کیا یا کسی اور نے کیا۔

ان کے نزدیک معجزہ یا کرامت تو جو خارق العادہ ہونے کی بناء پر معجزہ یا کرامت ہے نبی یا امام کی ولایت تکوینی کے ماتحت انجام پاتا ہے۔ یہ اچھی بھلی آنکھ کا اندھا ہو جانا اور کنویں میں تھوکنے سے کنویں کا پانی خشک ہو جانا اسے مسلیمہ کے ہاتھ کی تاثیر و خاصیت اور

مسلیمہ کے تھوک کا اثر کہیں گے یا اسے ولایت تکوینی کا نام دیں گے۔ ہر گز نہیں یہ سب کچھ نہیں نہ یہ مسلیمہ کے ہاتھ کی تاثیر تھی نہ یہ مسلیمہ کے تھوک کا اثر تھا نہ یہ ولایت تکوینی تھی، بلکہ یہ خارق العادہ خالصتاً خدا کا فعل تھا جو اس نے مسلیمہ کی اہانت اور اسے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے انجام دیا۔

اسی طرح معجزہ اور کرامت ہے جو خداوند تعالیٰ نبی یا امام کو سچا ثابت کرنے کے لئے اور ان کے اکرام میں ظاہر کرتا ہے اس فرق کے ساتھ کہ معجزہ اور کرامت دعوے اور نیت کے مطابق ظاہر ہوتے ہیں اور اہانت کا خارق العادہ فعل دعوے کے خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ اور تمام متقدمین علمائے شیعہ معجزہ کو اور کرامت کو خدا کا فعل سمجھتے تھے جو وہ نبی یا امام کو سچا ثابت کرنے کے لئے ظاہر فرماتا تھا۔ جیسا کہ علامہ مجلسی کا بیان سابق میں گزر چکا ہے۔

ایک بات جو مسلمہ ہے وہ یہ ہے کہ معجزہ ہو یا کرامت یا اسے شیخیہ کے رکھے ہوئے نام ولایت تکوینی کہیں وہ حتماً و یقیناً خارق العادۃ ہوتا ہے۔ یعنی وہ کسی بھی انسان کا عام اور عادی فعل نہیں ہوتا چاہے وہ نبی ہو یا امام۔

اب اس کتاب میں جو "ولایت در قرآن" کے ترجمہ کے نام سے شائع ہوئی ہے ولایت تکوینی کا حال ملاحظہ ہو۔ اس کے مولف محترم جناب جوادی آملی اس کے درس 19 میں "انبیاء کے علاوہ دیگر اولیائے الٰہی کے لئے ولایت تکوینی کا اثبات" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

ظاہر قرآن یہ کہتا ہے کہ قانون اور اس کے پہنچانے کی ذمہ داری کے معنی میں ولایت تشریعی صرف انبیاء سے مختص ہے جبکہ "ولایت تکوینی" کا دائرہ کار ولایت تشریعی سے وسیع تر ہے اور اس کے حدود میں تمام ایسے لوگ آتے ہیں جو نظام خارج پر "اثر انداز ہونے کی قدرر کھتے ہیں" جیسا کہ گذشتہ ابحاث میں واضح ہو چکا ہے خود ولایت تکوینی تو

سب افراد کے لئے ثابت ہے کیونکہ ہر انسان ولایت تکوینی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

مثلاً انسان جب بھی چاہتا ہے اپنے جسم کو حرکت دیتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے اسے بستر پر لٹا دیتا ہے۔ اور پھر جسم سے اپنا رابطہ حیات نباتاتی یا کم مقدار میں حیات حیوانی کی حد تک نیچے لے آتا ہے اور یوں وہ عالم خواب میں چلا جاتا ہے پھر اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اچھے یا برے خواب اسے نصیب ہوتے ہیں۔

اسی طرح روزمرہ کے دوسرے تصرفات کہ جو ہر انسان اپنے بدن پر انجام دیتا ہے سب کے سب روح کی ولایت تکوینی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ بیرونی امور میں ہمارے معمول کے تصرفات اگرچہ اعضائے بدن کے ذریعہ انجام پاتے ہیں لیکن اعضائے بدن میں یہ تصرفات درحقیقت فکر اور ارادہ کا نتیجہ ہوتے ہیں جو عقل عملی اور عقل فطری کے امور میں سے ہیں۔ ترجمہ ولایت در قرآن ص 241

محترم ثاقب نقوی صاحب نے بہت اچھا اور سلیس ترجمہ کیا ہے اور انہوں نے اپنے ترجمہ میں کئی مقامات پر تشریحی حاشیے بھی لکھے ہیں۔ لیکن اس عنوان کے تحت کوئی حاشیہ نہیں لکھا۔

اس عنوان کے تحت انھیں یہ حاشیہ لکھنا چاہیے تھا کہ مولف محترم نے انسان کے جن افعال کا ذکر کیا ہے یہ خارق العادۃ نہیں بلکہ یہ انسان کے عام اور عادی افعال ہیں لہذا انہیں ولایت تکوینی نہیں کہا جا سکتا۔

قارئین محترم ملاحظہ کریں کہ اس طرح تو حیوانوں کے عام عادی افعال بھی ولایت تکوینی بن جاتے ہیں لیکن دور جدید کے بعض شیعہ علما، شیخیہ احقاقیہ کویت کے پروپیگنڈے سے ایسے متاثر ہوئے کہ ولایت تکوینی کو ثابت کرنے کے لئے انسان کے عام عادی فعل کو بھی ولایت تکوینی کہنے لگ گئے۔ انسان کے یہ عام عادی فعل خارق العادۃ نہیں

ہیں لہذا انہیں ولایت تکوینی نہیں کہا جا سکتا۔

کیا محترم ثاقب نقوی صاحب اس بات پر غور کریں گے کہ اگر کسی کو رفع حاجت کے لئے دباؤ پڑے تو وہ لیٹرین کی طرف بھاگے گا، اور جب انسان کا اپنے جسم کو حرکت دینا یا خود کو بستر پر لٹا دینا ولایت تکوینی کہا جانے لگے، تو رفع حاجت کے لئے دباؤ پڑنے پر لیٹرین کی طرف بھاگنا بھی ولایت تکوینی ہی ہوا۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ**

مولف محترم آقائے جوادی آملی نے انسان کے اس عام اور عادی فعل کو اس لئے ولایت تکوینی کہا ہے تا کہ اس کو دلیل بنا کر یہ کہا جا سکے کہ اسی طرح تمام معجزات اور کرامات بھی انبیاء و آئمہ علیہم السلام کے عام اور عادی فعل کی طرح ہیں۔ اور یہی بات شیخیہ احقاقیہ اپنی تفویض کو ولایت تکوینی کا نام دے کر بیان کرتے ہیں ویسے ان کی تالیف میں اور بھی کئی باتیں محل نظر ہیں لیکن وہ ہماری اس کتاب کے موضوع سے باہر ہیں۔

بہر حال اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ معجزہ یا کرامت، انبیاء ورسل اور آئمہ علیہم السلام کا عام عادی فعل نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ انکا وظیفہ اور ڈیوٹی تھی۔ جیسا کہ ولایت تکوینی کے ماتحت شیخیہ احقاقیہ کا نظریہ ہے کہ کائنات عالم میں جو کچھ ہوا ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے یا آئندہ جو کچھ ہوگا اسے آئمہ نے ہی انجام دیا ہے دے رہے ہیں اور دینگے اور وہ اس کو اسی طرح انجام دیتے ہیں جس طرح عام عادی فعل ہوتا ہے اور وہ اس کو ولایت تکوینی کہتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا نے جس طرح تمام انبیاء ورسل کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا تھا اسی طرح اس نے پیغمبر اکرم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی صرف ہدایت کے لئے مبعوث کیا تھا اسی لئے اس نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے۔ پس پیغمبر اکرم

ہمارے ہادی ہیں اور پیغمبر کے بعد ان کے اوصیا ان کے جانشین یعنی بارہ آئمہ علیہم السلام ہمارے ہادی ورہنما ہیں۔ وہی ہدایت کے لئے واسطہ ہیں وہی ہدایت کے لئے سبب ہیں اور وہی ہدایت کا وسیلہ ہیں اور جس طرح کوئی سبب، کوئی واسطہ اور کوئی وسیلہ اپنی تاثیر، اپنے خواص اور اثر میں مستقل نہیں ہے اسی طرح یہ سب کے سب ہادیان دین بھی کار ہدایت انجام دینے میں مستقل نہیں ہیں یعنی بذات خود اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، بلکہ خدا کے حکم سے، خدا کے امر سے، خدا کے اذن سے فیض مسلسل کے ذریعہ اور خدا کی وحی والہام کے ذریعہ ہدایت کرتے ہیں۔ اور جس طرح خدا نے ہر سبب کو ایک خاص اثر بخشا ہے اور ایک خاص کام کے لئے سبب اور وسیلہ اور واسطہ بنایا ہے اسی طرح اس نے تمام ہادیان دین، انبیاء ورسل اور آئمہ اطہار کو ہدایت کے لئے واسطہ و وسیلہ اور سبب بنایا ہے۔ نہ کہ کسی اور کام کے لئے، اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ خدا نے اپنے دین کے امور ہمیں سپرد کئے ہیں جہاں تک خلق ورزق کا تعلق ہے تو وہ اس نے ہمیں سپرد نہیں کئے۔

جس چیز کو خدا نے کسی کام کے لئے سبب نہیں بنایا اس چیز کو کسی کام کا سبب مان لینا ہی اصل شرک ہے

ہم اپنے سابقہ بیان میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ہر چیز کو ایک خاص کام کے لئے سبب بنایا ہے اور اسے ایک خاص اثر اور تاثیر عطا کی ہے لہذا اس سبب سے بہرہ گیری اور استفادہ ہرگز شرک نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کام کی اس کی طرف نسبت شرک ہے بشرطیکہ یہ سمجھے کہ یہ تاثیر خدا نے اس میں رکھی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کسی چیز کو جس میں خدا نے وہ اثر وہ تاثیر یا وہ خواص رکھے ہی نہیں یا کسی خاص کام کے لئے اسے سبب بنایا ہی نہیں، اس چیز کو اپنی طرف سے خود ہی کسی

کام کا سبب اور وسیلہ سمجھ لینا کہاں تک درست ہوسکتا ہے؟ اور کیا اسے اس کام کے لئے جس کام کے لئے خدا نے اسے سبب نہیں بنایا غیر مستقل سبب مانا جا سکتا ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ مستقل اور غیر مستقل کی بحث وہاں ہونی چاہیے جہاں خدا نے کسی چیز میں وہ اثر یا تاثیر یا خواص رکھے ہیں۔ اور خدا نے اسے اس خاص کام کے لئے سبب بنایا ہے، ایسے سبب کو مستقل اور غیر مستقل ماننے کی بات تو درست ہے۔ لیکن جس چیز میں خدا نے وہ اثر وہ تاثیر یا وہ خواص رکھے ہی نہیں اور خدا نے اس کو اس خاص کام کے لئے سبب بنایا ہی نہیں تو اس کو غیر مستقل سمجھنے کی بات ہرگز درست نہیں ہوسکتی۔ چونکہ خدا نے اس چیز کو اس خاص کام کے لئے سبب نہیں بنایا ہے۔ بلکہ خود اپنی طرف سے کام کے لئے سبب سمجھ لیا گیا ہے لہذا اس چیز میں وہ خواص، اثر اور تاثیر نہ ہونے کی وجہ سے اسے ہرگز ہرگز غیر مستقل سبب نہیں کہہ سکتے، پس اصل مستقل سبب ماننا یہی ہے جس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو اس قسم کے کام کی تفویض کو مانتا ہے جس کے لئے خدا نے اسے سبب نہیں بنایا، یہی اصل شرک ہے، اور ایسی تفویض کو ماننے والا مشرک ہے۔

تمام مشرکین کا المیہ یہ ہے کہ وہ سب کے سب خدا کے قائل ہیں۔ وہ خدا کو ہی خالق اور ساری کائنات کا بنانے والا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کوئی بھی بت پرست، ستارہ پرست، قمر پرست، سورج پرست، آتش پرست ایسا نہیں ہے جو خدا کو نہ مانتا ہو۔ ان کی پرستش خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی معبود کے قائل ہیں۔

لیکن یہ سارے مشرکین اس بات کے قائل ہو گئے اور ان سب نے یہ عقیدہ اپنا لیا کہ خدا نے وہ کام انہیں سپرد کر دیئے ہیں، جو حقیقتاً خدا نے انہیں سپرد نہیں کئے تھے یا ان کاموں کے لئے انہیں سبب نہیں بنایا تھا۔ لہذا ان کا اس عقیدہ میں مستقل ہونا اس بناء پر نہیں تھا کہ وہ خواص خدا نے ان بتوں کو عطا کئے تھے یا انہیں ان کاموں کے لئے سبب بنایا

تھا اور وہ ان خواص کو ان میں مستقل ماننے لگ گئے تھے جو ان میں تھے۔ بلکہ انھوں نے بتوں یا مردان صالح یا ستارہ یا چاند یا سورج یا آگ وغیرہ کو ایسی تاثیرات واثرات وخواص کے لئے سبب مان لیا تھا جن کے لئے خدا نے انہیں سبب، واسطہ یا وسیلہ بنایا ہی نہیں تھا۔ پس ایسا شخص جو کسی چیز کو ایسے کام کے لئے سبب مانتا ہے جس کام کے لئے خدا نے اسے سبب بنایا ہی نہیں۔ اس نے حتمی طور پر خدا کو ایک طرف کر دیا ہے اور جب اس نے اس طرح سے خدا کو ایک طرف کر دیا ہے تو حتماً اس نے اس چیز کو اس کام کے لئے مستقل سبب مان لیا ہے چاہے وہ زبان سے یہ کہتا رہے کہ خدا نے انہیں یہ کام سپرد کر دیئے ہیں اور چاہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غیر مستقل کی رٹ لگاتا رہے اور بت پرستوں ستارہ پرستوں، قمر پرستوں، سورج پرستوں، آتش پرستوں وغیرہ کا عقیدہ تفویض اسی وجہ سے مستقل ماننا کہلاتا ہے۔ چونکہ انہوں نے ان چیزوں کو ان کاموں کے لئے سبب مان لیا تھا۔ جو خدا نے انھیں ودیعت نہیں کیے تھے خدا نے وہ تاثیر وہ خاصیت ان میں نہیں رکھی تھی اور خدا نے ان کاموں کے لئے انھیں سبب، واسطہ اور وسیلہ نہیں بنایا تھا۔ اور یہ کام انہیں سپرد نہیں کئے تھے خدا نے وہ تاثیر اور وہ خاصیت ان میں نہیں رکھی تھی اور خدا نے ان کاموں کے لئے انہیں سبب، واسطہ اور وسیلہ نہیں بنایا تھا اور یہ کام انہیں سپرد نہیں کیا پس مستقل اور غیر مستقل ماننے کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

نمبر 1: وہ چیز جسے خدا نے کسی کام کے لئے سبب بنایا ہے اور واقعاً خدا نے وہ تاثیر وہ اثر اور خواص اس میں رکھے ہیں، اسی تاثیر وخواص کا اس چیز میں اس طرح سے قائل ہونا کہ خدا کے مسبب ہونے کا تصور موجود نہ رہے۔ یہ ایک طرح سے مستقل ماننا ہے اور شرک خفی ہے۔ جیسا کہ معتزلہ انسان کے افعال میں اس کو مستقل مانتے ہیں یا جیسا کہ امام علیہ السلام کی تفسیر میں آیا ہے کہ یہ کہنا کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مرجاتا۔ جبکہ واقعاً اس شخص نے

اسے بچایا ہوتا ہے۔ چونکہ اس شخص کے یہ کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اگر وہ شخص نہ بچاتا تو اور کوئی اس کو نہ بچاتا۔ حالانکہ اصل بچانے والا تو خدا ہے لہذا اس نے اس طرح سے خدا کا شرک کیا ہے۔ لیکن یہ شرک ایسا شرک ہے جسے اسلامی مفسرین شرک خفی قرار دیتے ہیں اور اسے اسلامی توحید سے خروج کا سبب قرار نہیں دیتے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اصل حقیقت سے بے بہرہ ہو اور بے خبری میں ظاہر کو دیکھ کر اس نے ایسا کہا ہو جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں بیان کیا ہے۔

نمبر 2: اور اگر اس اثر و تاثیر اور خواص کا اس چیز میں جو اس میں ہے اس طرح سے قائل ہو کہ خدا کے مسبب ہونے کا تصور قائم رہے تو یہ اسے تاثیر میں غیر مستقل ماننا ہے۔ اور اس چیز کی تاثیر واثر سے استفادہ و بہرہ گیری شرک نہیں ہے بلکہ عین توحید ہے۔

نمبر 3: وہ چیز جسے خدا نے کسی چیز کے لئے سبب بنایا ہی نہیں۔ اور خدا نے اس چیز میں وہ تاثیر واثر وخواص رکھے ہی نہیں۔ ایسی تاثیر واثر وخواص کا کسی چیز میں قائل ہو جانا۔ تو یہ خدا کو بالکل ایک طرف کر دینے کی بات ہے۔ اور یہاں غیر مستقل کی کوئی بات تصور ہی نہیں ہو سکتی۔ غیر مستقل تو جب ہوتی جب خدا نے وہ تاثیر اس میں رکھی ہوتی اس تاثیر واثر کا اس میں رکھنے والا تو وہ ہو گیا جس نے اس تاثیر واثر وخواص کو کسی چیز میں مانا ہے جبکہ وہ تاثیر واثر اس میں ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اصل تاثیر کا رکھنے والا تو خدا ہے جب خدا نے اس میں وہ تاثیر نہیں رکھی تو وہ تاثیر اس میں کہاں سے آ گئی۔ لہذا ایسے مقام پر غیر مستقل کہنا سراسر فریب ہے اور دھوکہ ہے اور خالص ابلیسی انداز ہے اور سارے مشرکوں اور بت پرستوں کی تفویض ایسی ہی تفویض تھی۔ کہ خدا نے ان میں وہ اثر وہ تاثیر اور وہ خواص نہیں رکھے تھے اور ان کاموں کے لئے انہیں سبب نہیں بنایا تھا جن کا عقیدہ بت پرستوں اور سارے مشرکین نے اپنا لیا تھا۔ اور اس طرح سے ماننے کو غیر مستقل ماننا کہا ہی نہیں جا سکتا۔ جب اس میں وہ

صفت وہ اثر وہ تاثیر وہ خواص ہیں ہی نہیں تو غیر مستقل کیسی؟ لہذا کسی میں بھی ایسی صفت ایسی تاثیر ایسے اثر اور ایسے خواص کو ماننا جو خدا نے اس میں نہیں رکھے غیر مستقل ماننا نہیں کہلایا سکتا۔ اور امام علیہ السلام کا یہ کہنے کے ساتھ کہ خدا نے ہمیں دین کے امور تفویض کئے ہیں یہ کہنا کہ جہاں تک خلق ورزق کا تعلق ہے تو وہ اس نے ہمیں تفویض نہیں کئے، یہ مطلب ہے کہ خلق ورزق وغیرہ امور خدا نے ہمیں غیر مستقل طور پر بھی عطا نہیں کئے اور اس نے یہ کام ہمارے سپرد نہیں کئے ہیں۔ پس آئمہ اطہار میں خلق ورزق اور دوسرے تکوینی امور کی تفویض کا عقیدہ رکھنا شرک جلی ہے اور یہ اس بنا پر شرک جلی ہے کہ خدا نے انہیں یہ کام سپرد ہی نہیں کیا اور خود ماننے والے نے خدا کو ایک طرف کر کے خود اپنی طرف سے انہیں اس کام کے لئے سبب مان لیا ہے۔

اصل مطلب پر مزید غور

یہاں پر ایک بات خاص طور پر قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ مشرکین اپنے بتوں کے بارے میں یا ان صالح اور نیک بندوں کے بارے میں جن کی وہ بت نمائندگی کرتے تھے، یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ خدا نے انہیں کائنات کے سارے یا کچھ امور کی تدبیر کا کام تفویض کر دیا ہے جیسا کہ بعض مشرکین یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کے یہ بت خدا کی بارگاہ میں ان کی شفاعت کریں گے اور بعض مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ وہ ان بتوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں تا کہ وہ انہیں خدا سے قریب کر دیں اور ان کے ذریعہ انہیں خدا کا تقرب حاصل ہو جائے۔ ان کے یہ عقائد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وہ خدا کے منکر نہیں تھے بلکہ ان کا شرک توحید در افعال میں تھا اور عقیدہ تفویض کی بناء پر تھا۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب نظام کائنات علل واسباب کے ذریعہ چل رہا

ہے اور خدا نے ہر خاص کام کے لئے خاص سبب قرار دیا ہے۔تو مشرکین نے اگر اپنے ان بزرگوں کو جنکی وہ بت نمائندگی کرتے تھے کسی خاص کام کے لئے سبب سمجھ لیا تو شرک کیوں ہو گیا۔ جبکہ علل واسباب کا کام خدا ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی میں لکھا ہے کہ۔

''چونکہ یہ آگاہ اور غیر آگاہ عوامل واسباب وجود وتاثیر اور کیفیت کار میں اپنی طرف سے کوئی استقلال نہیں رکھتے اور یہ سب کے سب خدا کے اذن اور اس کے فرمان سے کام میں مشغول ہیں اور اپنا وظیفہ اور ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں لہذا قہراًان کا کام خدا ہی کام ہے اور خدا کی طرف فعل کی نسبت، مجاز کے شائبہ کے بغیر صحیح ہے''۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 399

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تمام علل واسباب چونکہ خدا کے اذن اور فرمان سے کام کرر ہے ہیں لہذا ان علل واسباب کا کام خدا ہی کا کام ہے اور ان کے فعل کی نسبت خدا کی طرف حقیقی ہے اب علل واسباب کی طرف کسی فعل کی نسبت شرک کس طرح بنتی ہے تو اس بارے میں آقائے جعفر سبحانی اپنی کتاب تفسیر موضوعی جلد دوم میں لکھتے ہیں۔

''جب ہم کسی وجود کے بارے میں وجود وتاثیر کے لحاظ سے استقلال کے قائل ہو جائیں تو ہم جادہ توحید سے منحرف ہو جائیں گے کیونکہ کسی شے کی اصل ہستی میں استقلال کا اعتقاد رکھنا ہستی و وجود میں اس کے خدا سے بے نیاز ہونے کے مساوی ہے اور اس قسم کا وجود خود اسی کے ساتھ مربوط ہو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں ہے۔

اسی طرح اگر ہم اس کے وجود کو خدا کی مخلوق جانیں لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہو کہ اس عالم کے امور یا بندوں کے امور اسے تفویض ہوئے ہیں اور وہ اپنی تدبیر میں اپنی طرف سے

استقلال رکھتا ہے تو اس صورت میں ہم مشرک ہو جائیں گے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 396,395

استقلال کی صورت کیسے واقع ہوتی ہے

اس بات کے معلوم کرنے کے لئے کہ استقلال کی صورت کیسے واقع ہوتی ہے ہمیں معتزلہ اور دوسرے مشرکین کے نظریہ میں غور کرنا پڑے گا۔ معتزلہ کے عقیدہ کو بیان کرتے ہوئے، آیت اللہ آقائے جعفر سبحانی اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں اس طرح سے تبصرہ کرتے ہیں۔

''معتزلہ کا تاثیر وسبب میں علل واسباب کے استقلال کا عقیدہ ایک قسم کا خفی اور پنہاں شرک ہے اور صرف علماء و محققین ہی اس کے شرک ہونے کو جان سکتے ہیں۔ عوام الناس نہیں۔ اس بناء پر اس قسم کا اعتقاد توحید اسلامی سے خروج کا سبب نہیں بنتا۔ مگر جب صاحب عقیدہ اس واضح مفاسد سے جو اصل ہستی اور ذات میں علل کا استقلال ہے آگاہ ہو اور اس کے بعد خود اپنے عقیدہ پر ڈٹا رہے تو اسلامی توحید سے خروج کا باعث ہوگا۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم حاشیہ ص 217,216

پھر معتزلہ کے بارے میں ہی ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ معتزلہ کا ایک گروہ جو انسان کو ہستی و وجود کے لحاظ سے خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں لیکن تاثیر اور انجام کار کے مقام میں اس کے استقلال کے قائل ہیں۔ اگر وہ اپنی اس بات میں اچھی طرح غور کریں تو وہ دیکھیں گے کہ اس قسم کا عقیدہ ایک طرح سے شرک خفی ہے۔ جس سے وہ غافل ہیں اگر چہ وہ مشرکین جیسا شرک نہیں ہے ان دونوں قسم کے شرک کا فرق بہت ہی واضح ہے ان میں سے ایک تو امور جہاں کی تدبیر اور خدائی کاموں میں استقلال کا مدعی ہے اور دوسرا انسان کے اپنے کاموں

میں مستقل ہونے کا دعویدار ہے۔ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 396

اب دیکھنا یہ ہے کہ معتزلہ نے جو تاثیر اور انجام کار کے مقام میں انسان کے لئے استقلال کا عقیدہ اپنایا ہے وہ تاثیر اور انجام کار کی خصوصیت اس میں خدا نے ودیعت کی ہے یا نہیں اور مشرکین کو جن امور جہاں کی تدبیر اور خدائی کاموں میں استقلال کا مدعی مانا جاتا ہے وہ خواص خدا نے ان میں ودیعت کئے ہیں یا نہیں۔ تو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ انسان میں خدا نے جن کاموں کی تاثیر رکھی ہے اور جن خصوصیات کا اسے حامل بنایا ہے معتزلہ اسی تاثیر اور انہیں خصوصیات میں انسان کے لئے استقلال کے قائل ہو گئے ہیں لیکن مشرکین جس تاثیر اور جن خصوصیات کے اپنے بتوں میں قائل ہوئے ہیں وہ خدا نے ان میں ودیعت نہیں کی ہیں۔ پس خدا نے جن اسباب میں کوئی تاثیر اور صفات رکھی ہیں، ان کے لئے خدا کے مسبب ہونے کے تصور کے ساتھ ان سے استفادہ اور بہرہ گیری عین توحید ہے البتہ ایسے اسباب کو جن میں وہ تاثیر واقعاً ہے، اپنی تاثیر میں مستقل سمجھنا شرک خفی ہے اور اس بات کو خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

"وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون" (یوسف۔106)

یعنی مومنین میں سے بہت سے ایمان تو لے آتے ہیں لیکن عملاً مشرک ہی رہتے ہیں۔

تفسیر عیاشی میں اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں آئی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مر جاتا۔ اور فلاں شخص نہ ہوتا تو مجھ پر ایسی اور ایسی مصیبت پڑ جاتی اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا کنبہ مر جاتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدا تعالیٰ کے اختیارات میں شریک قرار دیتا ہے۔ کیونکہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفعہ کرنا خاص خدا کا کام ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث سے اگر خدا نے مجھ پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں

ہلاک ہو جاتا، فرمایا کہ ہاں اسطرح کوئی مضائقہ نہیں۔

امام علیہ السلام کی یہ حدیث ہر شیعہ کے لئے انتہائی سبق آموز ہے۔ کیونکہ یہ کہنے والا کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مر جاتا۔ حتماً ایسے ہی شخص کے بارے میں کہے گا جس نے اسے ظاہری سبب بن کر بچایا ہے۔ مثلاً ایک شخص کنویں میں یا نہر میں یا دریا میں یا سمندر میں ڈوب رہا ہے کہ یکایک ایک شخص وہاں آنکلتا ہے اور اسے ڈوبتے ہوئے کو دیکھ کر پانی میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور تیرتے ہوئے اسے باہر نکال لاتا ہے یقیناً یہ شخص اسے بچانے میں ظاہری سبب بنا ہے اور اس نے اس ڈوبنے والے کو ڈوبنے سے بچایا ہے اب یہ زندہ بچ جانے والا شخص یہ کہتا ہے کہ اگر وہ نہ آتا تو میں ڈوب جاتا یا مر جاتا تو ظاہری سبب کے اعتبار سے اس نے غلط نہیں کہا۔ اور شاید ایسا شخص اسے شکریہ ادا کرنے کے لئے کہتا ہو۔ کیونکہ جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ لیکن اس کے اس طرح کہنے سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جیسے اس کے نزدیک اسے اس شخص نے خود سے بچایا ہے۔ جبکہ دراصل خدا نے ہی اسے سبب بنایا اور ایسی صورت حال پیدا کی کہ وہ شخص وہاں گیا اور اسے ڈوبتے ہوئے دیکھا اور خدا نے ہی اس کے دل میں اس کے بچانے کا خیال پیدا کیا اور وہ خدا ہی کی دی ہوئی طاقت وقوت سے اسے باہر نکال لایا۔ ورنہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ لوگ کسی کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے اس کی دلیل میں یہ فرمایا ہے کہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفع کرنا خاص خدا کا کام ہے اور امام علیہ السلام کا یہ قول قرآن کریم کی ایک آیت کی بہترین تفسیر ہے جو اس طرح ہے:

"قل من ینجیکم من ظلمٰت البر و البحر تدعونہ تضرعاً و خفیۃ لئن انجنا من ھذا لنکونن من الشاکرین . قل اللہ ینجیکم منھا و من کل کرب ثم انتم تشرکون" (الانعام۔63,62)

ترجمہ: تم کہو کہ خشکی اور تری کی اندھیریوں سے تم کو نجات کون دیتا ہے جس سے تم رو رو کے اور چپکے چپکے دعا مانگتے ہو کہ اگر اس نے اس سے ہم کو بچالیا تو ہم ضرور شکر گزاری کریں گے ۔کہہ دو اللہ ہی تم کو اندھیریوں سے اور ہر رنج سے نجات دیتا ہے پھر تم بعد میں اس کا شرک کرنے لگ جاتے ہو۔

آیت اللہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی میں قرآن کریم کی ایسی کئی آیات کی تفسیر میں شرک سے مراد اسباب کی طرف نسبت دینے کو ہی قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے کے سارے اسباب کا مسبب الاسباب خدا ہی ہے یعنی سبب کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور ہر سبب کی تاثیر اور اس میں ایک خاص خصوصیت کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسرے مشرکین امور جہان کی تدبیر اور خدائی کاموں میں کسی کے لئے استقلال کے مدعی کیسے بنے؟ اور معتزلہ کو انسان کے اپنے کاموں میں مستقل ہونے کا مدعی کیوں کہا گیا؟ جبکہ معتزلہ انسان کو خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں اور انسان کو صاحب عقل وشعور، صاحب حریت وآزادی اور صاحب ارادہ واختیار سمجھتے ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے ہی انسان کو عقل وشعور بخشا ہے اسی نے انسان کو حریت وآزادی عطا کی ہے۔ اور اسی نے انسان کو ارادہ واختیار کا مالک بنایا ہے اور اسی نے انسان کو خاص کاموں کے کرنے کی قدرت وطاقت وقوت دی۔ اور انسان جو کام بھی کرتا ہے وہ خداداد عقل وشعور سے، خداداد حریت وآزادی کیساتھ، خداداد ارادہ اختیار سے، اور خداداد قدرت سے اور اسی کی دی ہوئی قوت وطاقت سے انجام دیتا ہے۔ لیکن وہ چونکہ خدا کو عادل مانتے ہیں لہذا انہوں نے خدا کے عدل کی حفاظت کے خیال سے یہ عقیدہ اپنایا ہے کہ انسان کے اپنے کاموں میں خدا کے ارادے کا کوئی دخل نہیں ہے اگر انسان خدا کے ارادے کے ماتحت کام

کرے گا تو اس میں جو گناہ سرزد ہوں گے اس پر اسے سزا دینا ظلم ہوگا اور عدل کے خلاف ہوگا۔ چونکہ انسان کے افعال میں معتزلہ کے اس نظریہ نے خدا کے ارادے کا تعلق ختم کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گویا انہوں نے انسان کو اپنے افعال میں مستقل سمجھ لیا ہے۔ دراصل معتزلہ کا یہ نظریہ اشاعرہ کے نظریہ کے مقابلہ میں ہے جن کا نظریہ یہ ہے کہ چونکہ خدا کے ارادے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا لہذا وہ انسان کو اپنے افعال کی انجام دہی میں مجبور سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ دوسرے علل واسباب کی طرح انسان بھی جو کام کرتا ہے وہ خدا کے ارادے کے ماتحت کرتا ہے اور وہ یہ کام بجالانے پر مجبور ہے۔ اگر انسان نیک کام کرتا ہے تو وہ بھی خدا کراتا ہے اور اگر انسان کوئی گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ بھی خدا ہی کراتا ہے یہ عقیدہ جبر کہلاتا ہے۔

ان دونوں مکاتب فکر میں سے ایک نے تو خدا کے عدل کو بچانے کے لئے خدا کے ارادہ سے کسی کام کے ہونے کا انکار کر دیا اور دوسرے نے خدا کے ارادے سے ہر کام کے ہونے کو مانا مگر انسان کو مجبور قرار دیا۔ جس کی بناء پر گناہ کی صورت میں سزا دینے پر اس کا ظالم ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ بات اس کے عدل کے خلاف ہے۔

ان میں سے ایک مکتب فکر جبریہ کہلاتا ہے اور دوسرا مکتب فکر قدریہ کہلاتا ہے اور ان دونوں مکاتب فکر کے سابق میں بڑے بڑے معرکے ہوئے جن کا ذکر اردو کے معروف شاعر علامہ الطاف حسین حالی نے یوں کیا ہے کہ

ے جبریہ و قدریہ کی بحث و تکرار
دیکھا تو نہ تھا اس کا کچھ مذہب پر مدار
جو بے ہمت تھے بن گئے مجبور
جو باہمت تھے ہوگئے مختار

حالی نے دراصل ان دونوں مکاتب فکر کا جھگڑا ختم کرنے اور ان میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے یہ بات کہی ہے ورنہ اصل بات وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ لیکن حالی کے ان اشعار سے ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان لڑائی جھگڑوں اور بحث و تکرار کا ہونا ثابت ہے۔

بہر حال عقیدہ جبر اس لئے کفر سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں خدا کے ظالم ہونے کا نظریہ پایا جاتا ہے اور قدریہ کا نظریہ اس لئے شرک سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں خدا کو ایک طرف کر کے اس کے ارادے کا تعلق انسان کے افعال سے ختم کر دیا ہے جبکہ آئمہ اہل بیت کی تعلیمات کے مطابق نہ جبر ہے نہ قدر بلکہ امر بین الامرین ہے اور اس کی کچھ تفصیل یوں ہے کہ معتزلہ نے خدا کو عادل تو مانا لیکن انہیں غلطی اس میں لگی کہ خدا کا ارادہ کس طرح سے تعلق پذیر ہوتا ہے اگر وہ خدا کے ارادہ کے تعلق پذیر ہونے میں غور کرتے تو خدا کے ارادہ سے انسان کے کسی کام کے ہونے کو ہرگز خلاف عدل نہ سمجھتے اور وہ اسطرح سے ہے۔

چونکہ خدا نے انسان کو عقل و شعور عطا کی ہے حریت و آزادی دی ہے اور ارادہ اختیار کا مالک بنایا ہے اور اسے ان افعال کے کرنے کی قدرت و طاقت عطا کی ہے اور ساتھ ہی اسے نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور برے کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے۔

اب خدا کا ارادہ اس طرح سے تعلق پذیر ہوتا ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ انسان اپنے عقل و شعور سے اپنے ارادہ واختیار سے، حریت و آزادی کے ساتھ ان کاموں کو کرے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور ان کاموں سے رک جائے جن کے کرنے سے اس نے منع کیا ہے۔ اگر انسان کو ان افعال کے کرنے میں مجبور سمجھا جائے تو یہ بات خدا کے ارادہ کے خلاف ہے چونکہ خدا کا ارادہ یہ ہے کہ انسان کو جو اس نے ارادہ و اختیار کا مالک بنایا ہے وہ اپنے اس ارادہ و اختیار سے سارے کام انجام دے اور اسی بناء پر برے کام

کرنے پر وہ سزا کا مستحق ہوگا کیونکہ اسے مجبور نہیں کیا تھا بہر حال اس طرح سے چونکہ خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ انسان اپنے ارادہ واختیار سے سارے کام کرے لہذا یہ خدا کے ارادے سے ہوگا اور خلاف عدل بھی نہ ہوگا۔ چونکہ معتزلہ نے یہ عقیدہ اپنایا ہے کہ انسان کے اپنے اعمال میں خدا کے ارادے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ تو گویا اس نے خدا کا انسان کے افعال سے تعلق منقطع کردیا لہذا اسی بناء پر انسان کا اپنے افعال میں مستقل ہونا قرار پایا اور شرک ٹھہرا۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کو کسی فعل مین تب مستقل سمجھا جاتا جب خدا کا اس فعل سے تعلق منقطع مانا جائے اور اس میں خدا کے ارادے کا کوئی دخل نہ سمجھا جائے۔

یہ صورت ہے اس وقت جب خدا کا واقعاً اس فعل میں واقعاً تعلق ہو۔ اور وہ فعل واقعاً خدا کے ارادہ سے ہی انجام پایا ہو اور خدا نے واقعاً اس چیز کو اس کام کے لئے سبب، واسطہ اور وسیلہ بنایا ہو اسی لئے خدا کا اس فعل سے تعلق نہ سمجھنے پر اسے شرک خفی کہا جاتا ہے

لیکن جب خدا نے کسی چیز کو کسی کام کے لئے سبب، واسطہ اور وسیلہ نہ بنایا ہو۔ تو خدا کا کسی کے لئے ایسے کام کا کوئی ارادہ بھی نہیں ہوگا۔ اب ایسی چیز کے بارے میں کوئی یہ عقیدہ اپنالے کہ خدا نے انہیں یہ کام تفویض کردیئے ہیں یا خدا نے اس چیز میں یہ خاصیت رکھی ہے تو اس کے ماننے سے تو اس میں وہ صفت پیدا نہیں ہوجائیگی لہذا کسی کے لئے ایسے کام کے ماننے کا بھی خدا کے ارادہ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور اصلاً تعلق نہیں ہوگا اور جس کام کے لئے خدا کے ارادے کا اصلاً تعلق نہ ہوگا اس کام کا کسی سے انجام پانا مان لینا ہی اصل استقلال کہلائیگا۔ جو شرک جلی ہے اور یہی تفویض ممنوع ہے۔

بت پرستوں کا عقیدہ کیا تھا؟

اکثر بت پرست مشرکین خدا کے خالق ہونے کے منکر نہیں تھے۔ وہ خدا ہی کو آسمانوں اور زمین اور ساری کائنات کا خالق مانتے تھے۔ البتہ انھوں نے خود اپنی طرف سے یہ عقیدہ بنا لیا تھا کہ خدا نے ان مردان صالح کو جن کے انہوں نے بت بنائے تھے خلقت کی تدبیر کا کام سپرد کر دیا ہوا ہے۔ جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی میں لکھا ہے کہ

''ان مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا نے آفرینش عالم کے بعد بعض امور خلق کی تدبیر اپنی برتر مخلوقات میں سے کسی ایک کے سپرد کر دی ہے۔ اور خود ایک طرف ہو گیا ان کی نظر میں یہ برتر مخلوق فرشتے، جن ارواح مقدسہ اور ستارے وغیرہ تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک ان کی نظر میں اس جہان کے کسی ایک گوشہ کا مدبر تھا''

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 250

آقائے جعفر سبحانی ایک اور مقام پر اپنی اسی تفسیر میں عبادت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ہر قسم کی تعظیم و تکریم کا سرچشمہ اگر مد مقابل کی الوہیت اور خدائی ہو تو اسی کو عبادت کہتے ہیں۔

اس تعریف کا واضح گواہ وہ آیات ہیں جو اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں ان آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت اس قسم کی گفتار و رفتار ہے جس کا سرچشمہ طرف مقابل کی الوہیت اور خدائی کا اعتقاد ہو۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 342

پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر خدائی کے اعتقاد کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

بتوں کے خدا ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ وہ حتمی طور پر خالق، پیدا کرنے والے اور جہان اور انسان کے مدبر و مدیر ہوں بلکہ خدا ہونا ایک وسیع معنی رکھتا ہے جو واقعی اور حقیقی خداؤں کے ساتھ ساتھ نمائشی خداؤں کو بھی شامل ہے جب ہم کسی موجود کو خدائی کاموں کا مبداء سمجھ لیں اور یہ خیال کریں کہ خدا کے کچھ کام مثلاً شفاعت و مغفرت ان کو سپرد ہوگئی ہے تو ہم نے اسے خدا سمجھ لیا ہے۔ البتہ وہ ایک چھوٹا خدا ہے بڑے خدا کے مقابلہ میں۔

حاشیہ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم 342

آقائے جعفر سبحانی کا یہ بیان کہ:

''جب ہم کسی موجود کو خدائی کاموں کا مبداء سمجھ لیں اور یہ خیال کریں کہ خدا کے کچھ کام مثلاً شفاعت و مغفرت ان کو سپرد ہوگئی ہے تو ہم نے اسے خدا مان لیا ہے وضاحت طلب ہے اور اس کی وضاحت یوں ہے کہ خدا کے سارے کام جیسا کہ انہوں نے اپنی تفسیر موضوعی میں خود لکھا ہے اسباب و علل کے ذریعہ انجام پاتے ہیں اور خدا نے ہر سبب میں ایک خاص اثر اور تاثیر رکھی ہے اور ہر سبب خدا کے ارادے کے ماتحت اپنا اثر دکھاتا ہے اور اسباب کا یہ کام خدا ہی کا کام شمار ہوتا ہے۔ لہذا ایسے اسباب کو جن کو خدا نے واقعاً کسی خاص کام کے لئے سبب بنایا ہے اسے اس خاص کام کے لئے سبب مان لینا اسے خدا مان لینا نہیں کہا جا سکتا، بلکہ فی الحقیقت خدا نے جسے کسی کام کے لئے سبب نہیں بنایا اور اسے اس کام کے لئے سبب مان لینا اور یہ سمجھنا کہ خدا نے اسے یہ کام سپرد کر دیئے ہیں یہ ہے وہ سپردگی جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ایسی چیز کو خدا مان لیا ہے یہی اصل تفویض ممنوع ہے اور یہی اصل شرک جلی ہے۔

بت پرست پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے بتوں کو رب یا مدبر کائنات نہیں سمجھتے تھے

بظاہر جب بت پرست بتوں کے آگے دست سوال دراز کر کے ان سے بارش برسانے یا بارش طلب کرنے اور کسی قسم کی مدد چاہنے کے لئے درخواست یا سوال یا دعا کرتے تھے تو اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جیسے وہ ان پتھروں یا لکڑی یا دھات کے بنے ہوئے بتوں کو مدبر کائنات سمجھتے ہیں اور انہیں عالم کی تدبیر و کارگردانی اور انسان کی زندگی کے امور میں دخیل جانتے ہیں جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی میں اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''بارش طلب کرنا اور مدد چاہنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وہ بتوں کو عالم کی تدبیر و کارگردانی اور انسان کی زندگی میں دخیل سمجھتے تھے اور وہ ان ان کے لئے اس قسم کے کاموں کے کرنے کے قائل تھے۔ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 252

لیکن اس سے اگلے ہی صفحہ پر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ دراصل وہ ان پتھر یا لکڑی یا دھات کے بنے ہوئے بتوں سے اپنی حاجات طلب نہیں کرتے تھے کیونکہ اس قسم کی بات تو کوئی بے عقل بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ بت ان کے کچھ صالح بزرگوں کی صورت واقعی کو نمایاں کرتے تھے جن کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا نے ان بزرگوں کو یہ کام تفویض کر دیئے ہیں چنانچہ وہ اپنی تفسیر موضوعی میں لکھتے ہیں کہ

''یہ تصور نہ ہو کہ وہ لکڑی کے بتوں کو متصرف اور عالم طبیعت کا کارگردان و مدبر سمجھتے تھے تاکہ یہ کہا جائے کہ کوئی بے عقل بھی لکڑی اور دھات کے بت کو اس قسم کے حوادث اور روائیدادوں کا مبداء خیال نہیں کرتا۔ بلکہ یہ لکڑی کے بت ان کی نظر میں ان متصرف خداؤں

کی واقعی صورت کو نمایاں کرنے والے تھے جنہیں عالم کی تدبیر و کارگردانی تفویض اور سپرد کی گئی ہے۔ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 253

اس کے بعد آقائے جعفر سبحانی ان معروف بتوں کے بارے میں جن کا نام بنام قرآن میں ذکر ایا ہے لکھتے ہیں کہ "اسلامی مفسرین لکھتے ہیں "ود" و "سواع" و "یغوث" و "یعوق" و "نسر" خدا کے صالح اور نیک بندوں میں سے تھے اور کچھ لوگ ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 253

ہم نے خود ہندوستان میں جن بتوں کے سامنے ہندوؤں کو اور دوسرے بت پرستوں کو خضوع و خشوع کرتے ہوئے دیکھا ہے ان میں سری کرشن جی مہاراج کا بت، یا گوتم بدھ کا بت بڑے مشہور و معروف ہیں اور گوتم بدھ کا بت ہمارے پاکستان کے عجائب خانوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے یہ بت ان معروف و مشہور ہستیوں کے ہیں جو ان کے رہبر و رہنما تھے اور وہ ان کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے اور ان کے سامنے خضوع و خشوع کرتے ہیں۔

اب تک کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام بت پرست مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا نے ان کے بزرگوں اور ان صالح بندوں کو جن کے انھوں نے بت بنائے تھے کائنات کے امور کی تدبیر یا کائنات ارضی اور انسانوں کے کچھے امور کی تدبیر تفویض اور سپرد کر دی ہے۔ چونکہ اولاد آدم میں سے وہ لوگ جو کسی نہ کسی مذہب سے وابستگی رکھتے ہیں وہ حتماً انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے نتیجہ میں مذہب سے وابستگی رکھتے ہیں لیکن ان انبیاء کے چلے جانے کے بعد ان کے ماننے والوں نے خدا کا انکار تو نہ کیا لیکن اپنے کچھ بزرگوں کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کرلیا کہ خدا نے انہیں کائنات کا نظام چلانے اور عالم کے امور کی تدبیر کرنے کا کام تفویض یعنی سپرد کر دیا ہے۔

پس اکثر مشرکین کا شرک، توحید در افعال میں تھا اور عقیدہ تفویض کی بنا پر تھا اور

وہ یہ سمجھتے تھے کہ خدا نے انہیں تمام امور کی تدبیر کا کام تفویض کر دیا ہے اور اب جو کچھ کرتے ہیں وہ یہی کرتے ہیں لہذا وہ ان سے ہی بارش طلب کرتے تھے اور ان سے ہی دوسری حاجات کے لئے مدد طلب کرتے تھے اور بارش اور دوسری حاجات طلب کرنے کے لئے دعا کرنے اور ان سے درخواست کرنے کو ہی خدا نے ان کی عبادت قرار دیا ہے پس اس طرح سے وہ توحید در افعال کے ساتھ ساتھ توحید در عبادت میں بھی شرک کرتے تھے۔

اہل کتاب کا غلو کیا تھا؟

قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے اہل کتاب کے بارے میں علی الخصوص نصاریٰ کے بارے میں ان کے غلو کو کئی طرح سے بیان کیا ہے چنانچہ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے

''لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھوا لمسیح ابن مریم '' (المائدہ۔72)

یعنی بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو وہی عیسی ابن مریم ہی ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نزول قرآن کے وقت نصاریٰ حضرت عیسی علیہ السلام کی خدائی کے قائل تھے اور سورہ توبہ کی ایک آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ

" و قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ذاک قولھم بافواھھم " (التوبہ۔30)

یعنی نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ خود ان کی (بنائی ہوئی) باتیں ہیں جو وہ اپنے منہ سے کہتے ہیں۔

اور سورہ توبہ ہی کی اس سے اگلی آیت میں ارشاد ہوتا ہے

''اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللہ و المسیح ابن مریم''

(التوبہ 31)

یعنی نصاریٰ نے خدا کے سوا اپنے عالموں کو اور پادریوں کو اور مسیح ابن مریم کو رب مان لیا تھا۔

ان تینوں آیات سے بطور واضح یہ بات ثابت ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا بھی کہتے تھے، خدا کا بیٹا بھی کہتے تھے اور رب بھی کہتے تھے لیکن ان تینوں عقائد کی اصل ان کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے چونکہ بیٹا ہمیشہ باپ کی نوع اور جنس سے ہوتا ہے لہذا خدا کا بیٹا بھی خدا ہی ہوگا۔ اور چونکہ بیٹا باپ کی صفات کا مالک ہوتا ہے لہذا مدبر و کارگردان و ادارہ کنندہ جہاں جسے رب کہا جاتا ہے کا بیٹا بھی رب ہی ہوگا۔

آقائے جعفر سبحانی اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں ''مسیح کا بیٹا ہونے کا تصور'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ ''ہر قسم کا بیٹا بنانے کی نفی پر قرآنی دلائل چاہے مسیح ہو یا غیر

نمبر 1: اس کے بیوی نہیں

نمبر 2: وہ اپنے علاوہ سب کا خالق ہے

بدیع السمٰوٰت والارض انیٰ یکون له ولد ولم تکن له صاحبة و خلق کُل شئی و هو بکل شئی علیم۔ (الانعام۔101)

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس کے بیٹا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اس کی بیوی ہی نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا عالم و دانا ہے۔

اس آیت میں بیٹا بنانے کے امتناع اور محال ہونے پر دو براہین کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

نمبر 1 '' بیٹا ہونے'' کا معنی یہ ہے کہ ایک جز باپ سے '' سپر ماتوزا ''SPERMATOZOA نامی جدا ہو اور وہ ماں کے رحم میں قرار پائے اور زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ تکامل وارتقاء کے عمل کو جاری رکھے اس قسم کا عمل بیوی کے وجود کا محتاج ہے جبکہ سب کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اس کی بیوی نہیں'' ولم تکن له صاحبة'' اس کے کوئی بیوی نہیں ہے۔

نمبر 2: جب بیٹا بنانے کا معنی یہ ہو جو بیان کیا گیا ہے پھر اس قسم کا موجد خدا کی مخلوق اور مصنوع نہیں ہوگا بلکہ وہ اس کا معادل وشریک ہوگا کیونکہ باپ بیٹے کا خالق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس کا ایک جزو ہوتا ہے جو کہ خارج میں اسی کی ذات سے نشو ونما حاصل کرتا ہے جبکہ خدا ہر چیز کا خالق ہے جیسا کہ فرماتا ہے و خلق کل شئی سب چیزوں کو اسی نے پیدا کیا اور آیت کے آغاز میں فرماتا ہے کہ "بدیع السموٰت والارض" آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے (اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا بھی)

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 181,180

مذکورہ آیت سے آقائے جعفر سبحانی کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز خدا میں سے نکلے وہ اس کا جزو ہوگا۔ خواہ وہ مسیح ہو یا کوئی اور، وہ اس کی ذات سے نکل کر باہر نشو ونما پائے یا اس میں سے اس طرح نکلے جس طرح سورج میں سے اس کی شعاع نکلتی ہے جیسا کہ شیخ احمد احسائی نے فلسفہ یونان کے مطابق جدید فلسفہ بیان کیا ہے یا جیسا کہ خود نصاریٰ نے فلسفہ یونان کی نقل کرتے ہوئے اب اپنے جدید فلسفہ کے مطابق مسیح کو خدا کے اندر سے نکلنے کا تصور پیش کیا ہے پس مسیح کو جس طرح سے بھی خدا کا بیٹا بنایا جائے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ خدا کا بیٹا خدا ہی ہوگا اور خدائی صفات وافعال کا حامل ہوگا یعنی وہ مدبر کائنات اور ادارہ کنندہ جہاں یعنی رب بھی ہوگا۔

نصاریٰ کے عقیدہ کی پرانی دلیل

حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنے کے لئے ابتدا میں ان کا استدلال صرف یہ تھا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا ان کا باپ خدا ہے اور وہ خدا کے بیٹے ہیں اور قرآن کریم کی آیہ مجیدہ "ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ

کن فیکون ''یعنی عیسیٰ کی مثال آدم کی طرح ہے کہ اسے مٹی سے خلق کیا پھر اسے کہا ہو۔ تو وہ ہو گیا۔ اس پر شاہد ہے۔ آیت کا استدلال اس بنیاد پر ہے کہ اگر تم عیسیٰ کو اس وجہ سے خدا کا بیٹا کہتے ہو کہ ان کا کوئی باپ نہیں ۔تو پھر آدم کے بارے میں کیا کہو گے ان کا تو نہ باپ ہے اور نہ ہی ماں ہے۔ اس آیت کا استدلال یہ بتلاتا ہے کہ اس وقت تک نصاریٰ عیسیٰ کو صرف اسی بناء پر خدا کا بیٹا کہتے تھے کہ ان کا کوئی باپ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنے کی اور کوئی دلیل نہیں تھی ۔ اور اگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کے بیٹا ہونے پر کوئی اور دلیل رکھتے ہوتے تو ضرور خدا اس دلیل کے رد میں بھی کوئی آیت نازل کرتا ۔اور مباہلہ کی دعوت دینے سے پہلے دلیل کے ذریعے ان کے استدلال کو رد کرتا۔ لیکن جب نصاریٰ نے خدا کے رسول کے اور قرآن کے اس استدلال کو تسلیم نہ کیا تو پھر انہیں مباہلہ کی دعوت دی گئی جو آخری چارہ کار تھا۔

مباہلہ کے وقت نصاریٰ کا کوئی اور دلیل پیش نہ کر سکنا یہ ثابت کرتا ہے کہ نصاریٰ کے پاس اس وقت عیسیٰ کے بیٹا ہونے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں تھی اور وہ اس کے سوا اور کوئی دلیل نہیں رکھتے تھے۔

لیکن زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نصاریٰ نے اپنے مذہب کو مستدل کرنے کے لئے فلسفہ یونان اور مشرق کے مذہبی اعتقادات کو اپنا کر ایک مرکب بنا لیا جیسا کہ آقائے جعفر سبحانی نے اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں ''گستاولیون'' کی تحقیق کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''گستاؤلیون لکھتا ہے مسیحیت نے پہلی پانچ صدیوں میں فلسفی ، مذہبی ، یونانی اور مشرقی عوامل کو اپنی زندگی میں جذب کر کے اپنی زندگی کو جاری رکھا اور اسی ترتیب سے وہ مشرقی عقائد خصوصاً مصری و ایرانی عقائد جو پہلی صدی میلادی کے اوائل میں یورپ کی سرزمین

میں منتشر تھے۔ ایک ایسا مرکب بن گیا جس کے نتیجہ میں لوگوں نے پرانی ''تثلیث'' تروپی تر وزنون'' اور ''نرو'' کی بجائے ایک نئی تثلیث باپ، بیٹا اور روح القدس کے نام سے قبول کرلی۔ ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 177,176

فلسفہ یونان کے زیر اثر نصاریٰ کے نئے دلائل

چونکہ فلاسفہ نے اپنا نظریہ اور عقیدہ اور علم و دانش انبیاء علیہم السلام سے حاصل نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے اپنی عقل اپنی فکر اور اپنی سوچ سے جو کچھ انہوں نے چاہا کہا۔ فلاسفہ یونان معصوم نہیں تھے کہ ان سے غلطی کا امکان نہ ہو، لہذا انہوں نے اپنی سوچ اپنی فکر اور اپنی عقل سے یہ نظریہ قائم کیا کہ وہ چیز جو ہر لحاظ سے واحد ہو اس سے ایک چیز کے سوا نکلنا ممکن نہیں ہے لہذا انھوں نے یہ اصول پیش کیا کہ

" الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد "

وہ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا ہر لحاظ سے واحد بسیط ہے اور اس کی ذات میں کثرت نہیں ہے لہذا اس سے ایک چیز سے زیادہ نکل ہی نہیں سکتی۔ اور اس کی معلول صرف وہی ایک چیز ہے اور خداوند تعالیٰ صرف اسی ایک وجود کی علت ہے۔ جس کا نام انہوں نے ''عقل اول'' رکھا ہے اس کے بعد عقل اول سے عقل ثانی پیدا ہوئی اس طرح عقول عشرہ نکلیں اور پھر ان سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی۔ اس نظریہ کے ماتحت پہلی چیز خدا نے اندر سے نکلی ہے لہذا اس نظریہ کے ماتحت خدا قادر و مختار نہیں رہتا، حالانکہ وہ قادر و مختار ہے اور ہر کام اپنے ارادے و اختیار سے کرتا ہے یعنی جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں کرتا۔ لیکن فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق خدا فاعل موجب۔ یا فاعل مجبور یا فاعل مضطر ٹھہرا اور اسی بناء پر وہ خدا کو علت تامہ کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر خدا علت تامہ کی حیثیت سے فاعل موجب یا فاعل

مجبور یا فاعل مضطر ہو، جیسے آگ ہے جو جلانے میں کوئی ارادہ واختیار نہیں رکھتی۔ پس اگر خدا بھی اس طرح علت ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے معلول یا اپنے اثر سے جدا نہ ہو اور غیر منفک ہو۔ لہذا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ چونکہ خدا قدیم ہے لہذا اس کا معلول اور اس کا اثر بھی قدیم ہوگا اور اگر اثر اور معلول کو حادث مانا جائے تو پھر خدا بھی حادث ہو جائے گا اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں نہ دو قدیم ہو سکے ہیں اور نہ ہی خدا حادث۔

چونکہ فلاسفہ نے عقل اول کو معلول قرار دیا اور خدا کو علت کہا جس میں سے عقل اول نکلی لہذا یہ بات نصاریٰ کے عقیدہ کو مستدل کرنے کے لئے بڑے کام کی چیز تھی پس انہوں نے فلاسفہ کی نقل کرتے ہوئے یہ کہا کہ چونکہ خدا کے اندر سے صرف ایک ہی چیز نکل سکتی ہے لہذا خدا کے اندر سے صرف عیسیٰ نکلے ہیں اور اس کے بعد ساری مخلوق کے خلق کرنے والے وہی ہیں اور وہی ساری کائنات کے مدبر و مدیر اور رب ہیں نصاریٰ کے عقائد کی مزید تفصیل اور ان کے دلائل ہماری کتاب ''العقائد الحقیہ'' میں ملاحظہ کریں۔

مسلمانوں میں شرک کا ورود

خداوند تعالیٰ نے جتنے بھی پیغمبر بھیجے انہوں نے توحید کا ہی پرچار کیا لیکن پیغمبروں کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کی امتوں میں اختلافت پڑتا رہا۔ پس انبیاء کا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ اور ایک نبی کے جانے کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔ اور ان کے اختلاف دور کر کے توحید کو پھیلاتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد پھر اختلاف پڑتا رہا قرآن اس بات کی طرف اس طرح سے اشارہ کرتا ہے۔

"وما اختلف فیه الا الذین اوتوه من بعدما جاء تهم البینٰت بغیاً بینهم"

(البقرہ۔213)

''اور جو کچھ بھی اختلاف کیا وہ انہیں لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی تھی اور انہوں نے یہ اختلاف آپس کی ہٹ دھرمی سے کھلی دلیلیں آنے کے بعد کیا''

آقائے جعفر سبحانی اپنی تفسیر موضوعی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ '' تاریخ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ سچے پیغمبروں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد یا ان کی غیبت کے زمانہ میں ان کے پیرو کاروں کا ایک گروہ گمراہ کرنے والوں کے اغواء سے بت پرستی کا رخ کر لیتا تھا اور توحید ویگانہ پرستی کو جو پیغمبروں کے بھیجنے کا بنیادی مقصد تھا اور ھدف ہے ترک کر دیتا تھا۔

بنی اسرائیل کا گوسالہ پرستی کی طرف مائل ہو جانا اور یکتا پرستی کے دین کو ترک کر دینا اسی موضوع کے واضح نمونوں میں سے ایک ہے جسے تاریخ اور قرآن نے آنے والے لوگوں کے لئے ضبط کیا ہے۔

ترجمہ تفسیر موضوعی جلد دوم ص 175

پس ہر پیغمبر کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کی امتیں شرک میں مبتلا ہوجاتی رہی ہیں لیکن پیغمبر گرامی اسلام کی جانفشانی اور مسلسل جدو جہد کے نتیجے میں امت مسلمہ آج تک چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بت پرستی میں مبتلا نہیں ہوئی، لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد امت مسلمہ بھی شرک کے اس حادثہ سے دو چار ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ سب سے پہلے پیغمبرؐ کے عین بعد سیاسی کشمکش اور اقتدار کی رسہ کشی نے جو رخ اختیار کیا وہ خود خداوند تعالیٰ کے اس فرمان کہ

'' وربک یخلق مایشاء و یختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ و تعالیٰ عما یشر کون'' (القصص۔68)

کے ذمرے میں آتا ہے۔ لیکن پیغمبر گرامی اسلام (ص) کو اس جہان سے گزرے ہوئے

ابھی ربع صدی ہی گزرنے پائی تھی کہ ایک گروہ نے حضرت علی علیہ السلام کو برملا طور پر بھی خدا کہنا شروع کر دیا۔ اور اگرچہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس گروہ کے بانی اور اس کے کچھ پیروکاروں کو آگ میں جلا کر موت کی سزا دی تھی مگر یہ گروہ کلیتاً ختم نہیں ہوا اور سرزمین شام میں اس گروہ کے افراد آج بھی اپنا وجود باقی رکھے ہوئے ہیں اور انہیں اصطلاح شریعت میں غالی کہا جاتا ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے انہیں خدا کہنے والوں کو آگ میں جلا کر موت کی سزا دے دی تو اس کے ماننے والوں میں سے بہت سوں نے یہ عقیدہ تو ترک کر دیا کہ علیؑ خدا ہیں لیکن انہوں نے یہ عقیدہ اپنا لیا کہ خدا نے صرف حضرت علی کو پیدا کیا ہے اور ان کے سوا اور کوئی چیز خدا نے خلق نہیں کی، بلکہ خدا نے حضرت علی کو خلق کرنے کے بعد خلق و رزق، موت و حیات تدبیر عالم اور ساری کائنات کا نظام چلانے کا کام حضرت علی کے سپرد کر دیا اور حضرت علی کو پیدا کرنے کے بعد خدا نے اور کچھ نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا وہ حضرت علی نے کیا اور جو کچھ کرتے ہیں وہ حضرت علی ہی کرتے ہیں اس گروہ کو اصطلاح شریعت میں مفوضہ کہا جاتا ہے اور اس عقیدہ کو تفویض کہا جاتا ہے۔

حضرت علی کے بعد اس گروہ نے پیغمبر اکرم (ص) اور صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں بھی یہی عقیدہ اپنا لیا اور پھر زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ دوسرے آئمہ اطہار (ع) کے بارے میں بھی یہی عقیدہ اپنا لیا اور اسی طرح چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لئے تفویض کا عقیدہ قائم کر لیا۔ اسی لئے بعض روایات میں صرف حضرت علی کا نام لیا جاتا ہے کہ وہ حضرت علی کے لئے تفویض کے قائل ہیں بعض

روایات میں یہ آیا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا نے محمد (ص) اور علی (ع) کو پیدا کر کے سارے اموزان کے سپرد کر دیئے ہیں اور بعض روایات میں چہاردہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں انکے عقیدہ تفویض کو بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال آئمہ اطہار علیہم السلام اور تمام شیعہ محدثین اخیار وفقہائے ابرار و مجتہدین عظام و مراجع عالیقدر شیعیان جہاں نے اس گروہ مفوضہ کو مشرک قرار دیا اور تفویض کو شرک قرار دیا ہے اور تفویض مذہب شیعہ میں مسلمہ طور پر شرک ہے چنانچہ بزرگ شیعہ عالم محدث وفقیہہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی عقائد کی کتاب میں غلو وتفویض کے بارے میں اس طرحؒ لکھا ہے فرماتے ہیں

باب الاعتقاد فی نفی الغلو و التفویض از شیخ صدوقؒ

قال الشیخ ابو جعفر اعتقادنا فی الغلاۃ و المفوضه انهم کفار بالله جل اسمه وانهم شر من الیهود ، والنصاریٰ و المجوس ، والقدریه ، والحروریه ، ومن جمعی اهل البدع"

والا هو آء المضلة وانه ما صغر الله جل جلاله تصغیرهم بشی ء کما قال الله تعالیٰ ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتاب والحکم والنبوة ثم یقول للناس کونو عباداً لی من دون الله ولکن کونوا ربانتین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخدوا الملائکة والنبین اربابا ایا مرکم بالکفر بعد از انتم مسلمون ، و قال عزوجل لا تغلو فی دینکم ولا تقولو علی الله الا الحق"

ترجمہ باب غلو اور تفویض کے نفی کے بارے میں اعتقاد

''حضرت شیخ ابوجعفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں غالیوں اور مفوضہ کے متعلق ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ لوگ خداوند تعالیٰ کی ذات کے منکر اور کافر ہیں اور یہ لوگ یہود ونصاریٰ مجوس، قدریہ اور خوارج بلکہ تمام اہل بدعت اور گمراہ کن آراء ونظریات رکھنے والے فرقوں سے بدتر ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے برابر کسی فرقے نے بھی خدا کو حقیر نہیں جانا۔ خداوند عالم فرماتا ہے کسی ایسے بشر کو جس کو خداوند عالم نے کتاب وحکمت اور نبوت عطا کی ہو یہ حق حاصل نہیں ہے (یا اس کی مجال نہیں ہے) کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ جیسا کہ تم کتاب پڑھتے اور پڑھاتے اور وہ تمہیں یہ حکم بھی نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا رب بنالو۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہو جانے کے بعد کفر اختیار کرنے کا حکم دے سکتا ہے ۔ نیز خداوند عالم فرماتا ہے۔ اپنے دین و مذہب میں غلو نہ کرو یعنی مذہب کی حدود کو نہ پھاندو اور خدا کے بارے میں وہی بات کہو جو برحق ہے۔

اس کے بعد شیخ ابوجعفر (صدوق) علیہ الرحمہ نے چہاردہ معصومین علیہ السلام کے خدا کے رب نہ ہونے کی دلیل کے طور پر ان کی ایک ایک کر کے شہادت بیان فرمائی ہے اور پھر مفوضہ کے عقائد کو رد کرنے کی طرف متوجہ اور فرمایا:

''و کان الرضا علیہ السلام یقول فی دعائہ اللھم انی ابرء الیک من الحول والقوۃ ولا حول ولا قوۃ الا بک ، اللھم انی ابرء الیک من الذین قالوا فینا ما لم نعلمہ فی انفسنا ، اللھم لک الخلق و منک الامر و ایاک نعبدو و ایاک نستعین ، اللھم انت خالقنا و خالق آبائنا الاولین و

آبـائنا الاخرين . اللهم لا تليق الربوبيةالا بک ولا تصلح الالٰهيةالالک . فـالـعن الـنـصـارىٰ الـذين صغروا عظمتک والعن المضاهيئن لقولهم من بـرئيتک . الـلـهـم انا عبيدک و ابنأ عبيدک لا نملک لا نفسنا ضراًولا نـفـعـاً ولا مـوتـا ولا حيواةًولا نشوراً ، اللهم من زعم ان لنا الخلق و علينا الـررزق فنحن اليک منه براء کبرائة عيسى بن مريم عن النصارىٰ . اللهم انـا لـم ندعهم الىٰ ما يزعمون فلا تواخذنا بما يقولون واغفرلنا ما يزعمون رب لا تذرعلى الارض من الکافر ين دياراً انک ان تذرهم يضلو عبادک و لا يلدوا الا فاجراً کفاراً .

وروى عـن زراره قـال قـلـت لصادق ان رجلا من ولد عبدالله بن سبـا يـقـول بـالـتـفـويض فقال ما لتفويض قفلت يقول ان الله عزوجل خلق مـحـمداًا و علياً ثم فوض ا لامر اليهما فخلقا و رزقا و احياء و اماتا . فقال کـذب عـدو الـلـه اذا رجـعـت اليه فاقرء عليه آيةالتى فى سورة الرعد " ام جعلوالله شر کاء خلقوا کخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق کل شى ء وهـو الواحد القهار ، فانصرفت الى الرجل فاجرته بما قال الصادق فکا نما الـقـمـت حـجـراً فقال کانما اخرس و قد فوض الله الى نبيه امر دينه فقال عـزوجـل مـا آتيـکـم الـرسـول فـخذوه و ما نهکم عنه فانتهوٰ ا و قد فوض ذالک الى لائمة"

اعتقاديہ شیخ صدوق باب 37

ترجمہ: حضرت امام رضا علیہ السلام اپنی دعا کے اندر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کرتے، بارالٰہا میں تیرے حضور میں کسی قسم کی اپنی قوت وطاقت سے بیزاری کا اقرار کرتا ہوں کیونکہ تیرے سوا کسی کو بھی ذاتی طور پر کوئی قوت و طاقت حاصل نہیں ہے۔ یا اللہ میں ان لوگوں سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے بارے میں ایسی ایسی باتوں کا عقیدہ رکھتے ہیں جنہیں ہم اپنے اندر نہیں پاتے۔ اے اللہ خلق کرنا ور حکم دینا تجھ ہی سے متعلق ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں تو ہی ہمارا خالق اور ہمارے اولین و آخرین آباؤ اجداد کا خالق ہے اے اللہ مقام ربوبیت تیرے ہی لائق ہے اور معبودیت و ربوبیت کی صلاحیت فقط تجھ ہی میں ہے اے پالنے والے تو نصاریٰ پر لعنت کر کیونکہ انھوں نے تیری عظمت کو گھٹانے کی کوشش کی اور ان لوگوں پر بھی لعنت کر جو تیری مخلوق میں سے اس نظریہ فاسدہ میں نصرانیوں کے ہم خیال ہیں۔ خداوندا ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کے لئے نہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اور نہ ہی حیات اور دوبارہ زندہ ہونے پر قدرت رکھتے ہیں۔ میرے اللہ جس شخص کا یہ گمان ہے کہ ہم پیدا کرتے ہیں اور ہم ہی روزی دیتے ہیں ہم اس سے سی طرح بیزار ہیں جس طرح عیسی ابن مریم قوم نصاریٰ سے بیزار تھے یا اللہ جن باتوں کا یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں ہم نے ہرگز انہیں ایسی باتوں کی طرف دعوت نہیں دی۔ اس لئے جو کچھ وہ کہتے ہیں تو اس کا مواخذہ ہم سے نہ کرنا۔ اور جو کچھ وہ گمان کرتے ہیں ہمیں معاف فرمانا۔ پالنے والے تو زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ کیونکہ اگر تو انہیں زندہ رہنے دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دینگے اور سوائے سخت کافروں اور بدکاروں کے اور کچھ نہیں جنیں گے۔

جناب زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن سباء کی اولاد میں سے ایک شخص تفویض کا اعتقاد رکھتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تفویض سے اس کی کیا مراد ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ یوں کہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے صرف حضرت محمد (ص) اور علی علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے بعد تمام امور کی باگ ڈوران کے حوالے کردی اب یہی دونوں بزرگوار پیدا کرتے ہیں یہی روزی دیتے ہیں، یہی زندہ کرتے ہیں اور یہی مارتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ دشمن خدا جھوٹ کہتا ہے جب تم اس کے پاس واپس جاؤ تو اس کے سامنے سورہ رعد کی یہ آیت تلاوت کرنا'' کیا انھوں نے خدا کے لئے کچھ ایسے شریک بنا لئے ہیں جو خدا کی طرح خلق کرتے ہیں اس لئے ان پر خدا و شرکاء کی مخلوق مشتبہ ہوگئی ہے۔ (اے پیغمبرؐ) تم ان سے کہہ دو کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔ جو یگانہ و قہار ہے۔ زرارہ کہتے ہیں جب میں اس آدمی کے پاس گیا اور اسے کلام امام سے آگاہ کیا تو وہ مبہوت سا ہو گیا گویا کہ میں نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیا اور گویا وہ گونگا ہو گیا ہے اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا ہاں البتہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے اپنے شرعی امور اور دینی احکام کو نبی کے سپرد کیا ہے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ ہمارا رسول جو احکام تمہارے پاس لائے ان پر عمل کرو اور جن امور سے تمہیں روکے ان سے باز رہو۔ یہی احکام پیغمبر کے بعد آئمہ کو بھی سونپے گئے۔

مفوضہ کے شرک کی اتنی شدت سے مذمت کیوں؟

ہم گذشتہ صفحات میں یہ بیان کر آئے ہیں کہ معتزلہ کو اس لئے شرک خفی کا مرتکب

سمجھا گیا کہ انہوں نے اپنے افعال کے بارے میں یہ سمجھ لیا کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں خدا کے ارادے کا کوئی دخل نہیں ہے اور جب انسان کے افعال سے خدا کے ارادہ کو منقطع کر دیا تو اس طرح انسان کو اپنے فعل میں مستقل جان لیا۔ جبکہ کوئی بھی چیز اپنے فعل میں مستقل نہیں ہے بلکہ ہر چیز اپنے فعل میں خدا کی بارگاہ میں فقیر اور محتاج ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا نے انسان کو ارادہ واختیار کا مالک بنا کر یہ ارادہ کیا ہے کہ انسان حریت و آزادی کے ساتھ اپنے ارادہ واختیار سے اس کے اوامر کی تعمیل کرے اور اس کے نواہی کا مرتکب نہ ہو، اور اس طرح اس کو نیک کاموں کی جزاء اور برے کاموں کی سزا دینے میں اس کا عدل کارفرما ہو۔ اس میں شک نہیں کہ خدا نے انسان کو وہ کام کرنے کی قدرت وطاقت عطا کی ہے اور اسے اس بات کی آزادی دی ہے کہ وہ اپنے ارادہ واختیار کے ساتھ چاہے تو خدا کے اوامر کو بجالائے اور چاہے تو نہ بجالائے۔ اور چاہے تو اس کی نواہی کا ارتکاب کرے اور چاہے تو اس کی نواہی سے بچتا رہے اسی حریت و آزادی اور اپنے ارادہ واختیار سے اچھے اور برے کاموں کے انتخاب سے وہ جزا وسزا کا مستحق بنتا ہے اور سورہ یوسف کی آیت نمبر 106 میں جو اہل ایمان کے شرک کی بات کی گئی ہے جس کا بیان سابق میں گزر چکا ہے وہ بھی اس کام کے لئے ہے جو واقعاً اس سے وقوع پذیر ہو۔ اگر کسی مومن نے کسی کو یہ کہا کہ اگر وہ نہ ہوتا تو میں مر جاتا۔ تو اس لئے کہا کہ اس نے واقعاً اسے ڈوبنے سے بچایا یا اسے کسی اور مہلکہ سے تباہ ہونے سے نجات دلائی۔ یہ شرک خفی اس لئے ہے کیونکہ اس میں اس نے یہ سمجھ لیا جیسا کہ خدا کا اس کے بچانے میں کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے جو اس کے جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو وہ مر جاتا۔ حالانکہ اگر وہ نہ بچاتا تو

خدا کسی اور وسیلہ سے بچاتا۔

اور سورہ الانعام کی آیت نمبر 63,62 میں جو شرک کرنے کی بات ہوئی ہے اس میں بھی اور اس جیسی دوسری آیات میں بھی سبب کو ہی نجات دہندہ سمجھ لینے کی وجہ سے شرک کا ارتکاب سمجھا گیا ہے جبکہ حقیقتاً خدا ہی بلاؤں کا دفع کرنے والا ہے اور رزق کا دینے والا ہے وہ چاہے جس سبب سے بلاؤں کو دفع کرے اور جس سبب کے ذریعہ چاہے رزق دے جیسا کہ قول امام علیہ السلام سابق میں گزر چکا ہے۔

لیکن مفوضہ کا شرک ایسا شرک نہیں ہے بلکہ ان کا شرک بت پرستوں کے شرک کے مشابہ ہے بت پرست اپنے بزرگوں کے لئے ان امور کی تفویض کے قائل تھے جو خدا نے ان کے ان بزرگوں کو ان کے خیال کے مطابق تفویض یعنی سپرد کر دیئے تھے۔ جبکہ خدا نے ان کے ان بزرگوں کو ان کاموں کی انجام دہی کا فریضہ تفویض یعنی سپرد نہیں کیا تھا۔

اور جیسا کہ ہم سابق میں ثابت کر آئے ہیں کہ بت پرست پتھر یا لکڑی یا دھات کے بنے ہوئے بتوں سے حاجتیں طلب نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ یہ بات تو کوئی احمق سے احمق آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ دراصل وہ بت ان کے ان بزرگوں کی نمائندگی کرتے تھے اور وہ ان کی مورتیں تھیں، جنہیں ان کے خیال میں خدا نے وہ کام تفویض کر دیئے تھے۔ جیسے ہندوستان میں کرشن جی مہاراج کے بت ہیں یا گوتم بدھ کے بت ہیں اسی طرح عرب میں ان کے بزرگوں کے بت تھے وہ اپنے ان بزرگوں کو اپنے سامنے حاضر و ناظر بنانے کے لئے ان کی پتھر سے بنی ہوئی مورت کو اپنے سامنے رکھتے تھے۔ وہ زمانہ قدیم کی بات تھی۔

لیکن مسلمانوں کو اس تصور کے لئے بت بنانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دور جدید کے بعض دانشوروں نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ روح جب تک بدن میں قید ہے تو وہ محدود ہوتی ہے۔ لیکن مرنے کے بعد جب وہ بدن کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے تو لامحدود ہو جاتی ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتی ہے۔

خدا کو حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر ہونے کی وجہ سے ہی خدا کی بارگاہ میں مسلمان گڑا گڑا کر اور چپکے چپکے التجائیں کرتے ہیں اور اس کی حضور میں اپنی درخواستیں اور دعائیں پیش کرتے ہیں۔ جب روح کے بارے میں یہ تصور کر لیا کہ وہ لامحدود ہوگئی ہے اور اب وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو اس صورت میں مفوضہ کو زمانہ قدیم کے مشرکوں کی طرح بت بنانے کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ اس تصور کے ساتھ وہ ضرورت پوری ہوگئی جس کے لئے بت پرستوں نے بت بنائے تھے۔

بہر حال بت پرستوں کا عقیدہ دراصل یہ تھا کہ خدا نے ان کے بزرگوں کو یہ کام تفویض یعنی سپرد کر دیئے ہیں لہذا وہ اپنے بزرگوں کے بت سامنے رکھ کر حقیقت میں ان بزرگوں سے ان کاموں کے لئے التجائیں کرتے تھے جن کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ تھا کہ خدا نے یہ کام ان کو تفویض کر دیئے ہیں، جو فی الحقیقت شرک فی الافعال بھی تھا اور شرک فی العبادۃ بھی۔

اسی طرح مفوضہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے لئے ان امور میں تفویض کے قائل ہوگئے تھے جو خدا نے ان کو تفویض یعنی سپرد نہیں کئے تھے اور خود امام (ع) کا قول اس پر شاہد ہے اور اسی لئے آئمہ اطہار نے شیعہ محدثین و فقہاء نے اور شیعہ مجتہدین و مراجع

عظام نے مفوضہ کے شرک کی بڑی شدت سے مذمت کی ہے اور انہیں تمام اہل بدعت سے بدتر قرار دیا ہے۔ اور آئمہ علیہم السلام کے زمانے سے لے کر آج تک تمام شیعہ محدثین و فقہاء و متکلمین و علماء و مجتہدین و مراجع شیعہ متقدمین و متاخرین سب ہی مفوضہ کو مشرک کہتے ، جانتے اور سمجھتے چلے آئے ہیں اور تفویض کے شرک ہونے میں آج تک کسی نے بھی انکار یا اختلاف نہیں کیا ہے اور آئمہ اطہار نے برملا طور پر ان سے اظہار برأت کیا ہے اور ان پر لعنت کی ہے یہی فرقہ 1221 کے بعد مذہب شیخیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

مذہب شیخیہ کا ظہور

استعمار غرب چونکہ ہندوستان کی چڑیا کو قبضے میں لانے کی فکر میں تھا اور راستے میں ایران جیسی عظیم سلطنت پڑتی تھی جہاں کی اکثریت شیعہ مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ لہذا اس نے وہاں کی شیعہ اکثریت میں پھوٹ ڈال کر انہیں کمزور کرنے کی سوچی تاکہ وہ آسانی کے ساتھ ایران پر قبضہ کر سکے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے احساء کے رہنے والے ایک شخص کو جو فرقہ مفوضہ سے تعلق رکھتا تھا صوفیوں کے دلائل اور فلسفہ کی تعلیم سے آراستہ کر کے نئے دلائل کے ساتھ مفوضہ کے عقائد ایران میں پھیلانے کے لئے 1221ء میں ایران میں داخل کر دیا۔ جس نے اپنا نام شیخ احمد احسائی بتلایا پہلے شیخ احمد احسائی نے ایران کے شہر یزد میں قیام کیا اور وہاں پر مفوضہ کے عقائد کا پرچار شروع کر دیا۔ لیکن جب یزد میں اس کے عقائد کے خلاف ہیجان برپا ہوا تو اسی ہاتھ نے جو اسے یزد ایران لے کر آیا تھا 1229ھ میں شاہزادہ محمد علی مرزا کے زیر حمایت کرمان شاہ میں انتظام کرا دیا۔

یہاں آکر شیخ احمد احسائی نے مفوضہ کے عقائد کو متدل کرنے کے لئے ایک نئی طرح ڈالی اور جس طرح نصاریٰ نے بعد میں عیسیٰ کو خدا اور رب بنانے کے لئے فلسفہ یونان کا سہارا لیا تھا اسی طرح شیخ احمد احسائی نے فلسفہ یونان کو ایک جدید شکل دے کر پیش کیا فلسفہ یونان یہ کہتا تھا کہ خدا سے صرف ایک ہی چیز نکل سکتی ہے، چنانچہ خدا میں سے جو چیز نکلی اس کا نام فلاسفہ یونان نے عقل اول رکھا اور عقل اول سے عقول عشرہ اور دوسری کائنات پیدا ہوئی۔

نصاریٰ کے لئے یہ فلسفہ بڑے کام کی چیز تھی لہذا بعد میں انہوں نے بھی یہی فلسفہ اپنا لیا اور اس ایک چیز کا نام جسے فلسفہ یونان نے عقل اول کہا تھا، نصاریٰ نے اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ نصاریٰ کے اس جدید فلسفہ کے مطابق عقائد کا بیان ہم نے اپنی کتاب ''العقائد الحقیہ''میں تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔

جس طرح نصاریٰ کے پاس عیسی کے خدا کا بیٹا ہونے یا خدا ہونے یا رب ہونے کے بارے میں سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں تھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں لہذا قرآن نے شدت کے ساتھ ان کے کفر کا اعلان کیا۔

اسی طرح مفوضہ کے پاس سوائے ان معجزات و کرامات کے جو وقتاً فوقتاً انبیاء و اولیاء سے خدا کے حکم سے ظہور پذیر ہوئے اور کوئی دلیل نہیں تھی، اور جس طرح قرآن نے بڑی شدت کے ساتھ نصاریٰ کے کفر کا اعلان کیا تھا اسی شدت کے ساتھ آئمہ اطہار اور تمام شیعہ علمائے ابرار، محدثین کبار و فقہائے اعلیٰ وقار و مجتہدین عظام و مراجع عالی قدر شیعیان

جہاں نے تفویض کو شرک اور مفوضہ کو مشرک قرار دیا۔

شیخ احمد احسائی نے اپنے اس جدید فلسفہ میں خدا کے اندر سے نکلنے والی اس چیز کا نام، جس کا نام فلاسفہ یونان نے عقل اول رکھا تھا، اور نصاریٰ نے عیسیٰ رکھا تھا، شیخ احمد احسائی نے خدا کے اندر سے نکلنے والی اس چیز کا نام چہاردہ معصومین علیہم السلام کا نور رکھا۔ اور یہ کہا کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کا نور خدا کے اندر سے اس طرح نکلا جس طرح سورج میں سے سورج کی شعاعیں نکلتی ہیں اور پھر چہاردہ معصومین علیہم السلام کو ساری کائنات کا خالق ورازق ومحی وممیت اور مدبر جہان اور ساری کائنات کا نظام چلانے والا قرار دینے کے لئے علل اربعہ کا فلسفہ پیش کیا اور یہ کہا کہ ساری کائنات کی علل اربعہ چہاردہ معصومین علیہم السلام ہیں یعنی چہاردہ معصومین علیہم السلام ہی ساری کائنات کی علت فاعلی ہیں وہی ساری کائنات کی علت مادی ہیں وہی ساری کائنات کی علت صوری ہیں اور وہی ساری کائنات کی علت غائی ہیں اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لئے تمام امور کی تفویض کو علت فاعلی کے ذریعہ مستدل کیا۔ اور اپنی کتاب فوائد وشرح زیارت میں اس فلسفہ کو بڑے زور وشور کے ساتھ بیان کیا۔

ان دنوں چونکہ ایران کے بہت سے لوگوں میں فلسفہ کا بہت چرچا تھا اور بہت سے آدمی فلسفہ کے بڑے گرویدہ تھے لہذا شیخ احمد احسائی کے اس جدید فلسفہ کو ان فلسفہ زدگان نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور بہت سے آدمی اس کے پیرو بن گئے۔

شیخ احمد احسائی کے اس فلسفہ کے ذریعہ عقیدہ تفویض کو مستدل کرنے کی بناء پر اس

کے زمانہ کے تمام معروف شیعہ علما و مجتہدین و مراجع عظام نے اسے کافر قرار دیا اور اسکے فلسفہ کے مطابق عقیدہ تفویض کو اپنانے والوں کا نام انہوں نے مذہب شیخیہ رکھا۔

شیخ احمد احسائی کے بعد اس کے جانشین سید کاظم رشتی نے اس کے عقائد اور مذہب کو زندہ رکھا۔لیکن سید کاظم رشتی کے بعد مذہب شیخیہ کئی شاخوں میں تقسیم ہو گیا ان میں سے زیادہ معروف، بابی، بہائی، ازلی، رکنیہ اور گوہریہ ہیں سلسلہ گوہریہ کے رئیس مرزا موسیٰ الاسکوئی نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید میں ایک ضخیم کتاب ''احقاق الحق''، لکھی جس میں شیخ احمد احسائی کے عقائد باطلہ کی رد کرنے والوں کے جواب دیئے ہیں اور شیخ احمد احسائی کے عقیدہ تفویض کو حق قرار دے کر اس کا نام احقاق الحق رکھا، جو درحقیقت احقاق الباطل ہے۔احقاق الحق لکھنے کی وجہ سے ہی سربراہ ورئیس مذہب شیخیہ مرزا موسیٰ اسکوئی کی اولاد خود کو احقاقی لکھتی ہے اور ان کا مرکز اب کویت میں ہے اور پاکستان کے سارے مبلغین شیخیہ اسی مرکز کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جن دنوں انگریز جرمنی کے خلاف لڑ رہے تھے ان دنوں انگریز ہندوستان سے مولانا محمد بشیر انصاری کو جاسوسی کے لئے عراق لے گئے جہاں پر سربراہ ورئیس مذہب شیخیہ مرزا موسیٰ اسکوئی پہلے اس کام پر مامور تھے۔لہذا وہاں پر ان کی ملاقات مرزا موسیٰ اسکوئی سے ہوئی اور انہوں نے رئیس مذہب شیخیہ کی صحبت میں رہتے ہوئے مذہب شیخیہ اختیار کرلیا اور واپس آتے ہوئے مذہب شیخیہ کی تبلیغ کے لئے شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت اور مرزا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق ساتھ لے کر آئے اور یہاں پر پاکستان میں شیعہ علماء

کے لباس میں فضائل کے نام سے مذہب شیخیہ کے عقائد کی تبلیغ شروع کردی اور وہ بہت سے شیعہ واعظین وذاکرین کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

چنانچہ شیخی مبلغ ڈاکٹر کاظم علی رسا کے خلاف ہمارے مقدمہ کے سلسلہ میں، مولانا محمد بشیر انصاری نے کاظم علی رسا کے نام اپنے خطور میں بالفاظ واضح یہ اقبال کیا ہے کہ وہ مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور وہ آج تک پاکستان میں شیخ احمد احسائی کی کتاب شرح زیارت اور مرزا موسیٰ اسکوئی کی کتاب احقاق الحق سے مذہب شیخیہ کی تبلیغ کرتے رہے ہیں۔

ثبوت کے لئے ملاحظہ ہوں ان کے خطوط کے عکس 'گلدستہ مودت' میں اور "شیخیت کیا ہے اور شیخی کون' میں اور 'شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں' اور ہماری کتاب ''العقائد الحقیہ'' میں اور ''شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کون سے شیعہ'' میں۔

مذہب شیخیہ کی رد میں ایران وعراق اور لکھنؤ کے بزرگ شیعہ علماء نے جو کتابیں لکھی ہیں میں نے ان کی فہرست اپنی کتاب '' شیخیت کیا ہے اور شیخی کون'' میں ص175 سے ص185 تک پیش کردی ہے۔ عراق میں کربلا سے شائع ہونے والی کتابوں سے ایک کتاب حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام مرجع تقلید شیعیان جہاں آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی تنبیہ الانام بر مفاسد ارشاد العوام ہے جس کا اردو ترجمہ میں نے تقریباً 1972 میں شائع کیا تھا۔ آقائے شہرستانی ہی کی دوسری کتاب ''تریاق فاروق'' ہے جس میں شیخ احمد احسائی، کاظم رشتی اور کریم خان کرمانی کے عقائد فاسدہ کا ردو ابطال کیا ہے اور رئیس وسربراہ مذہب شیخیہ مرزا موسیٰ اسکوئی نے اپنے دعوے کے مطابق

آقائے شہرستانی کی اس کتاب یعنی ''تریاق فاروق'' کے جواب میں اور شیخ احمد احسائی اور کاظم رشتی کے عقائد کی تائید میں ہی احقاق الحق لکھی ہے جس کی وجہ سے آج ان کی اولا دخود کو احقاقی لکھتی ہے اور اس کتاب یعنی احقاق الحق میں تریاق فاروق کے ساتھ ساتھ حجتہ الاسلام آقائے ملا رضا ہمدانی کی کتاب ''ھدیۃ النملہ'' کے اعتراضات کے جواب دینے کی بھی ناکام کوشش کی ہے جس کا ابطال ہم نے اپنی کتاب ''نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی وامام'' میں کھول کر دیا ہے اور رؤسائے شیخیہ سمیت کوئی شیخی مبلغ اس کا جوب نہیں دے سکا اور نہ ہی اسے کوئی غلط قرار دے سکا اور یہ ایسا مسکت جواب ہے جس کا رد مبلغین شیخیہ اور رؤسائے شیخیہ قیامت تک نہ کرسکیں گے۔

ہم اپنی اس کتاب میں حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام مرجع تقلید شیعیان جہان آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہر ستانی کی کتاب سے ''علت فاعلیہ'' کی رد میں ان کا بیان نقل کرنے سے پہلے اپنے قارئین کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ھدیۃ النملہ کے مصنف حجتہ الاسلام آقائے ملا رضا ہمدانی اور حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام مرجع تقلید شیعیان جہان آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہر ستانی کی شیعہ علما کے نزدیک اور خود رئیس وسربراہ مذہب شیخیہ مرزا موسیٰ اسکوئی کے نزدیک عظمت شان کیا ہے۔

علمائے شیعہ کی نظر میں آیت اللہ آقائے شہرستانی کی عظمت شان

ھدیۃ النملہ اور تریاق الفاروق کے مصنفین کے بارے میں حجتہ الاسلام آیت اللہ

آقائے مہدی قزوینی کا بیان ہی کافی ہے وہ لکھتے ہیں" فان صاحبها قد صنفها بامر المرحوم سيد مشائخنا و حيد الدهر و رئيس الشيعه فى ذالک العصر قدس الله سره ونور ضريحه فوقعت منه فى محل القبول فامر بطبعها و نشرها و نسخة اصلها مثل نسخةالترياق الفاروق تصنيف فخر المحققين و عمدة المجتهدين مخزى المبدعين علم العلم النحرير السيد محمد حسين الشهرستانى طيب الله مرقده" الخ

كتاب ظهور الحقيه على فرقه الشيخيه ص26

یعنی اس کتاب (ہدیۃ النملہ) کے مصنف (آقائے ملا رضا ہمدانی) نے (ردشیخیت میں) اس کتاب کو ہمارے زمانے کے سید مشائخ وحید الدہر و رئیس الشیعہ (آقائے مرزا حسن شیرازی) مرحوم قدس اللہ سرہ ونور ضریحہ کے حکم سے تصنیف فرمایا تھا اوران کی اس کتاب کو رئیس ملت شیعہ (آقائے مرزا حسن شیرازی) نے بہت ہی پسند فرمایا تھا اورانہوں نے ہی اس کتاب کو طبع کرنے اور نشر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کتاب کا اصل نسخہ فخر المحققین وعمدۃ المجتہدین ومخزی المبدعین علم العلم النحریر السید محمد حسین الشہر ستانی طیب اللہ مرقدہ کی کتاب" تریاق الفاروق" کے اصل نسخہ کے مثل ہے۔

سربراہ مذہب شیخیہ موسیٰ اسکوئی کے نزدیک آیت اللہ آقائے شہرستانی کی عظمت شان

خودمرزا موسیٰ اسکوئی رئیس مذہب شیخیہ نے اپنی کتاب احقاق الحق میں جس کی

وجہ سے ان کی اولاد احقاقی کہلاتی ہے تریاق الفاروق کے مصنف آقائے شہرستانی کے بارے میں یوں لکھا ہے" فحیث انی ما رایت فیما وجدت مما کتبوا والفوا واثبتوا و صنفوا احسن وامتن ما الف بالفارسیة العالم العلام ، والفاضل القمقام ، جامع المعقول و والمنقول حاوی الفروع والاصول ، الفاضل التحریر المعاصر طیب الله مرقده الطاهر ولم اصرح باسمه الشریف احتراما و تعظیما لمقامه المنیف لانه . ره . فی رده لم یتجاوز الحدود و القواعد وراعی بنظرة جانب الحق و الانصاف فی الموارد و کفی فخراً له ان جده رفع الله شانه ممن اجاز الشیخ اوحد الاحسائی (ره) باجازه معتبره معفروفه

ء(کتب اینه فی الحاشیه) هوجناب المرزا محمد حسین الشهر ستانی فی رسالته تریاق الفاروق باللغة الفارسیه) احقاق الحق الموسیٰ اسکوئی ص 7

ترجمہ: جتنی کتابیں تالیف وتصنیف شدہ (مذہب شیخیہ کی رد میں) آج تک میری نظروں کے سامنے سے گزری ہیں ان میں سے کوئی بھی کتاب ایسی نہیں ہے جواز روئے خوبی اوراز روئے متن کے اس کتاب سے بہتر ہو، جو العالم العلام، الفاضل النحر یر المعاصر طیب اللہ مرقدہ الطاہر نے لغت فارسی میں تحریر فرمائی ہےاوران کی عظمت وشان اور مقام منیف کے احترام میں ان کی تعظیم کے پیش نظران کے اسم شریف کوصراحت کے ساتھ نہیں لکھا ہے۔ کیونکہ خداان پر رحمت کرے انہوں نے اپنی کتاب میں جوانہوں نے (مذہب شیخیہ کی رد

میں) لکھی ہے حدود وقواعد سے تجاوز نہیں کیا اور اپنے ایرادات میں حق وانصاف کی مراعات کو مدنظر رکھا ہے ان کے فخر کے لئے بس یہی کافی ہے کہ ان کے جد بزرگوار خدا ان کی شان کو بلند کرے ان بزرگ علمائے اعلام میں شامل ہیں جنہوں نے شیخ احمد احسائی کو اجازہ روایت دیا تھا اور ان کا دیا ہوا وہ اجازہ معتبر و معروف ہے۔

مرزا موسیٰ اسکوئی کے فرزند علی اسکوئی نے اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ وہ (جن کے نام کی صراحت نہیں کی ہے) جناب المرزا محمد حسین الشہر ستانی ہیں جنہوں نے اپنے رسالہ ''تریاق الفاروق'' میں عقائد مذہب شیخیہ کی رد فرمائی ہے جو زبان فارسی میں لکھی ہوئی ہے۔

آگے پڑھنے سے پہلے ہم قارئین کو یہ بتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جب شیخ احمد احسائی پر کفر کا فتویٰ لگا اور اس کے ماننے والوں کو شیخی کا لقب دے کر کافر قرار دیا گیا تو پہلے تو اس کے بیٹے شیخ عبداللہ نے ایک فرضی اجازہ 1186ھ میں آقائے مہدی بحر العلوم سے لینا ظاہر کر کے گھڑا جب کہ اجازہ کے جھوٹا ہونے کا ثبوت اسی اجازہ پر درج تاریخ ہے جو 1209ھ ہے اس کے بعد جب نجف و کربلا کے تمام مجتہدین کرام و مراجع عظام نے شیخ احمد احسائی کو کافر اور اس کے ماننے والوں کے شیخی اور کافر ہونے کی تصدیق کی تو شیخ احمد احسائی کے جانشین سید کاظم رشتی نے بعد میں پانچ اور اجازے گھڑ کر شائع کئے اور ان کا ذکر اپنی کتاب ''دلیل المتحیرین'' میں کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موجودہ دور کے مراجع عظام کے فتووں کی کیا حیثیت ہے جب کہ ان کے بزرگ اور آباؤ اجداد نے انہیں اجازہ دیا

۔ یہ گھڑے ہوئے اجازے شیخ احمد احسائی کا اعتماد جمانے کے لیئے اور شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے شیخیہ احقاقیہ کویت نے اجازات شیخ احمد احسائی کے نام سے شائع کئے ہیں۔

یہ کتاب اجازات شیخ ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اپنی کتاب ''شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں'' میں ان تمام اجازوں کا جھوٹا، جعلی اور من گھڑت ہونا بالفاظ واضح ثابت کیا ہے جس کے جھٹلانے اور غلط ہونے کی روسائے مذہب شیخیہ سمیت کسی شیخی مبلغ میں آج تک جرأت نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمارے ثبوت کے بعد کوئی شیخی ان اجازوں کو سچا ثابت کرسکتا ہے لہذا ضمنی طور پر موسیٰ اسکوئی کی اجازوں والی بات کی وضاحت کرنے کے بعد کہ مذکورہ اجازے سب کے سب جعلی اور من گھڑت ہیں اور صرف شیعوں کو دھوکہ دینے کے لئے گھڑے گئے تھے۔

اب ہم حجۃ الاسلام آیت اللہ فی الانام السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی کتاب سے شیخ احمد احسائی کے فلسفہ کے علل اربعہ کی صرف علت فاعلی کے ابطال کے بیان کا ترجمہ اپنے قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

آقائے شہرستانی کی طرف سے علت فاعلیہ کے ابطال کا ترجمہ

ترجمہ: اب رہا علت فاعلیہ یا آلیہ کا مسئلہ تو اس کے بارے میں تمہیں معلوم ہوگیا ہے کہ علامہ مجلسی نے یہ فرمایا ہے کہ صحیح احادیث میں اس کے اطلاق سے منع کیا گیا ہے اور خود شیخ احمد احسائی بھی فقرہ ''ذکرکم فی الذاکرین'' کی شرح میں یہ کہتا ہے کہ ہمارے مذہب سے جو

کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آئمہ علیہم السلام پر علت فاعلیہ کا اطلاق منع ہے اور اس کی نفی اور منع پر بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس نفی اور منع کے بارے میں وہ اس حدیث کو نقل کرتا ہے کہ:

کشی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن کثیر سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ خدا لعنت کرے مغیرہ بن سعید پر، اور خدا لعنت کرے اس زن یہودیہ پر جس کے پاس مغیرہ جاتا تھا اور اس سے جادو، شعبدہ اور بازی گری سیکھتا تھا، بیشک مغیرہ میرے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اوپر جھوٹ باندھا کرتا تھا پس اللہ نے اس کا ایمان سلب کرلیا اور بیشک بہت سے لوگوں نے خود میرے اوپر جھوٹ باندھا ہے انہیں کیا ہوگیا ہے خدا انہیں حرارت آہن کا مزہ چکھائے۔ خدا کی قسم ہم نہیں ہیں کچھ سوائے اس کے کہ ہم اس خدا کے بندے ہیں جس نے ہمیں خلق کیا ہے اور ہمیں مصطفیٰ بنایا ہے ہم کسی نفع اور نقصان پر کوئی قدرت اور اختیار نہیں رکھتے اگر وہ ہم پر رحم فرمائے تو یہ اس کی رحمت ہے اور اگر وہ ہمیں سزا دے تو وہ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے ہوگا۔ خدا کی قسم ہماری اللہ کے اوپر کوئی حجت نہیں ہے اور ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی برائت نہیں ہے بیشک ہم نے بھی مرنا ہے اور قبروں میں مدفون ہونا ہے ہمیں بھی دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا اور قبروں سے اٹھا کر کھڑا کیا جائیگا۔ ہمیں بھی بارگاہ الٰہی میں کھڑا ہونا ہے اور ہم سے بھی سوال کیا جائے گا اور جواب طلبی ہوگی۔ ان پر وائے ہو ان کو کیا ہوگیا ہے؟ خدا ان پر لعنت کرے انہوں نے رسول اللہ کو، امیر المومنین کو،

حضرت فاطمہ زہرا کو، حسن (ع) کو حسین (ع) کو، علی ابن الحسین (ع) کو اور محمد ابن علی (ع) کو ان کی قبروں میں اذیت پہنچائی ہے اور یہ میں ہوں جو تمہارے سامنے ہوں، رسول اللہ کا گوشت پوست ہوں میں اپنے بستر میں خوف وہراس کے عالم میں رات بسر کرتا ہوں وہ امن وامان میں ہیں اور میں خوف کے عالم میں، وہ اپنے بستر پر آرام سے سوتے ہیں اور میں خوفزدہ جاگتے ہوئے انتہائی اضطراب اور بے چینی کی حالت میں ہوں ۔ میں خدا کے حضور میں کن کٹے سوھان گر عبد بنی اسد ابوالخطاب سے خدا اس پر لعنت کرے اظہار برأت کرتا ہوں ۔ خدا کی قسم اگر لوگ ہمارے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال دیئے جاتے اور ہم انہیں یہ عقیدہ رکھنے کا حکم دیتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ ہماری اس بات کو قبول نہ کریں پس انہوں نے کیسے یہ عقیدہ اپنالیا ہے؟ حالانکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ میں خوفزدہ اور سہا ہوا ہوں میں اللہ کے حضور میں ان کے بارے میں شکایت کرتا ہوں اور ان سے خدا کی حضور میں برأت کرتا ہوں اے لوگو گواہ رہنا کہ میں ایک آدمی ہوں رسول اللہ کی اولاد سے اور اللہ کے حضور میں میرے واسطے کوئی برأت نہیں ہے اگر میں اس کی اطاعت نہ کرونگا تو وہ مجھے سزا دیگا سخت سزا بلکہ سخت ترین عذاب'' انتھی

اور شیخ احمد احسائی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے کہ اس قسم کی اخبار انکی احادیث میں بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں، لیکن اخبار کا باطن اس مطلب پر دلالت کرتا ہے ،یعنی علیة فاعلیہ پر تصریح کے ساتھ یا اشارہ سے اور تصریح ممنوع ہے'' انتھی

اور اس کی اس بات سے نتیجہ نکلا کہ احادیث کا باطن ان کے ظاہر کے خلاف ہے

حالانکہ خود شیخ احمد احسائی نے فقرہ "**فبحقهم الذی اوجتب لهم علیک**" کی شرح میں یہ کہا ہے "دلیل ذوقی کی صحت کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ معصوم کے کلام کے ظاہر کے مطابق ہو اور اس کا باطن وہ صحیح ہے جو ظاہر کے موافق ہو دوسرے یہ کہ وہ عامتہ المسلمین کے کلام کے مطابق ہو" انتھی

اور شیخ احمد احسائی پر تعجب ہے کہ اس اقرار کے باوجود کہ احادیث میں علت فاعلی کے اطلاق سے روکا گیا ہے اور منع کیا گیا ہے پھر اس نے امام کی مخالفت کی اور اپنی کتاب میں اس کو بار بار تکرار کے ساتھ اور صراحت سے لکھا ہے اور ان احادیث میں جو علت فاعلی کے اطلاق سے منع کرتی ہیں ایک وہ حدیث ہے جس کو شیخ صدوق ؒ نے اپنی کتاب اعتقادات میں نقل کیا ہے کہ:

"امام رضا علیہ السلام اپنی دعا میں عرض کیا کرتے تھے کہ بار الہا میں اپنی کسی حول وقوت سے اظہار برأت کرتا ہوں اور تیری حول وقوت کے سوا کچھ نہیں ہے، بار الہا میں تیری حضور میں پناہ مانگتا ہوں اور اظہار بیزاری کرتا ہوں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے، جو ہمارے حق میں ان باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں جو ہمارے لئے نہیں ہے۔ بار الہا میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے اظہار بیزاری کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے حق میں ایسی باتیں کہی ہیں جو ہم نے خود اپنے بارے میں ان سے نہیں کہیں ہیں۔ بار الہا خلق کرنا اور رزق دینا تیری ہی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اور میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں۔ بار الہا تو ہی ہمارا بھی خالق ہے اور تو ہی ہمارے آباؤ اجداد کا بھی خالق ہے اور

تو ہی ہماری اولاد کا بھی خالق ہے، بار الٰہا ربوبیت صرف تیری ہی ذات کے لائق ہے اور خدائی صرف تیری ہی ذات کے لئے زیبا ہے پس لعنت کر نصاریٰ پر جنہوں نے تیری عظمت کو گھٹایا اور تیری مخلوق میں سے جس نے بھی ان کی مثل کہا ان پر بھی لعنت کر، بار الٰہا ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کی اولاد ہیں ہم خود اپنے لئے نہ کسی نفع کے مالک ہیں نہ کسی نقصان کے مالک ہیں۔ نہ موت وحیات کا کوئی اختیار رکھتے ہیں، اور نہ ہی دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہونے کا اختیار رکھتے ہیں۔ بار الٰہا جو بھی یہ گمان کرتا ہے کہ ہم ہی رب ہیں پس ہم ان سب سے بری ہیں۔ اور جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خلق کرنا ہمارے اختیار میں ہے، اور مخلوق کو روزی دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پس ہم ان سے اسی طرح بری و بیزار ہیں جس طرح سے عیسیٰ علیہ السلام نے قوم نصاریٰ سے برأت و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ بار الٰہا ہم نے انہیں یہ عقیدہ اپنانے کی دعوت نہیں دی ہے پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اس کے لئے تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا بار الٰہا روئے زمین پر ان کافروں میں کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔

اور علت فاعلیہ سے منع کرنے والی احادیث میں سے ایک وہ حدیث ہے جو صدوق نے اپنی کتاب اعتقادت میں زرارہ سے نقل کی ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے امام صادق (ع) سے کہا کہ عبداللہ بن سبا کی اولاد میں سے ایک آدمی تفویض کا قائل ہے۔ امام نے فرمایا کہ تفویض سے اس کی کیا مراد ہے۔ میں نے کہا کہ وہ یہ کہتا ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے محمد (ص) اور علی (ع) کو خلق کیا اس کے بعد تمام کام ان کے سپرد کر دیئے۔ پس ان دونوں نے ہی سب کچھ خلق کیا ہے، وہی ساری مخلوق کو روزی دیتے ہیں وہی مارتے

ہیں اور وہی زندہ کرتے ہیں، امام نے فرمایا کہ اس دشمن خدا نے جھوٹ بولا ہے۔ جب تم اس کے پاس لوٹ کر جاؤ تو تم اس کے سامنے سورۂ رعد کی یہ آیت پڑھو" **قل اللہ خالق کل شئی وھو الواحدا لقھار** "جس کا حاصل معنی یہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی خالق نہیں ہے (زرارہ کہتے ہیں) پس میں اس شخص کے پاس لوٹ کر گیا اور میں نے اسے اس بات کی خبر دی پس وہ ایسا ہو گیا جیسا کہ میں نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیا ہو یا گویا وہ گونگا ہو گیا "انتھی۔

اور علت فاعلیہ کے اطلاق سے منع کرنے والی ایک وہ روایت ہے جو طبرسی نے احتجاج میں علی ابن احمد قمی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت میں اس بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ خدا نے آئمہ کو خلق ورزق کا کام تفویض (یعنی سپرد) کر دیا ہے، پس کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ محال ہے، کیونکہ خلق اجسام پر سوائے خدا کے اور کوئی قادر نہیں ہے، اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ خدا نے ان کاموں کے انجام دینے کی قدرت آئمہ کو عطا فرمائی ہے۔ پس انھوں نے خلق کیا، جسے بھی خلق کیا ہے اور انہوں نے ہی رزق دیا ہے جسے بھی دیا ہے، اور ان دونوں گروہوں کے درمیان نزع شدت اختیار کر گیا، پس ایکم آدمی نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس مسئلہ کے بارے میں ابی جعفر کی طرف۔ جو امام عصر کے نائب خاص تھے رجوع کیوں نہیں کرتے پس تم ان سے پوچھو تا کہ وہ تمہارے لئے اس مطلب کے حق ہونے کے بارے میں وضاحت کرے، کیونکہ وہی امام زمانہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے صحیح طریق ہے۔ پس ابی جعفر پر سب راضی ہو گئے اور اس کی بات کو

تسلیم کرلیا اور اسکی بات کو قبول کرلیا۔ پس انھوں نے یہ مسئلہ لکھ کران کے پاس بھیجا۔ پس ان کی طرف سے یہ توقیع مبارک صادر ہوئی جس کا مضمون یہ تھا کہ خدا ہی کی ذات وہ ہے جس نے اجسام کو خلق فرمایا اور روزی کو تقسیم کیا ہے۔ کیونکہ وہ جسم وجسمانی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی مثل کوئی چیز ہے اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے، جہاں تک آئمہ کا تعلق ہے تو وہ خدا کے حضور میں دعا کرتے ہیں پس خدا ان کی دعا پر خلق کر دیتا اور دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی دعا کو قبول کر کے روزی دے دیتا ہے'' انتھٰی

اور یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ اس حدیث میں علت فاعلیہ اور علت آلیہ یعنی واسطہ وآلہ ہونے کی دونوں باتوں کی نفی ہوگئی ہے۔

اور ان احادیث میں سے جو علت فاعلیہ کی نفی میں وارد ہوئی ہیں ایک وہ حدیث ہے جو عیون اخبار رضا میں نقل ہوئی ہے۔ حضرت امام رضا (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے تناسخ کا عقیدہ رکھا وہ کافر ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا، خدا لعنت کرے غالیوں پر وہ یہودی کیوں نہ ہوگئے، وہ مرجیہ کیوں نہ ہوگئے، وہ خوارج سے کیوں نہ ہوگئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ بیٹھا کرو، اور نہ ہی ان کو دوست بناؤ، خدا ان سے بری و بیزار ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ سے غالیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو اس پر امام نے فرمایا کہ غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں، جو ان کے پاس بیٹھے یا ان سے میل جول رکھے، یا ان کے ساتھ کھائے پیئے، یا ان کے ساتھ کوئی احسان کرے، یا ان سے سلسلہ ازدواج قائم کرے یا انہیں کسی امانت میں امین بنائے، اور ان کی کسی بات

میں تصدیق کرے، یا ان کی کسی ایک آدھ بات میں بھی اعانت کرے، وہ خدائے عزوجل کی ولایت سے نکل گیا اور رسول اللہ کی ولایت سے نکل گیا اور وہ ہم اہل بیت کی ولایت سے بھی نکل گیا۔ انتھیٰ

اور یہ بات پوشیدہ ومخفی نہ رہے کہ غالیوں اور مفوضہ کا فرق ظاہر ہے۔ جیسا کہ شیخ مفید (رح) نے شیخ صدوق (رح) کے اعتقادات کی شرح میں فرمایا ہے، صدوق کہتے ہیں کہ غالیوں اور مفوضہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے کافر ہیں اور وہ یہود ونصاریٰ ومجوس وقدریہ وحروریہ وحربیہ اور تمام اہل بدعت اور گمراہ کن آراء رکھنے والے گروہوں سے بھی بدتر ہیں۔ اور شیخ مفید نے اس کی شرح میں یہ فرمایا ہے کہ "غالی مسلمانوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے امیر المومنین اور آئمہ کی طرف ربوبیت اور نبوت کی نسبت دی ہے اور امیر المومنین کی دین ودنیا میں اس حد تک توصیف کی ہے کہ وہ حد سے بڑھ گئے ہیں اور راہ وسط سے خارج ہو گئے ہیں اور وہ گمراہ اور کافر ہیں اور امیر المومنین نے انہیں جلانے اور مارنے کا حکم دیا اور آئمہ نے انہیں کافر اور دین سے خارج قرار دیا ہے۔

اور مفوضہ غالیوں ہی کی ایک قسم ہے لیکن وہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ آئمہ مخلوق ہیں اور حادث ہیں اور وہ قدیم نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود وہ خلق ورزق کی نسبت انکی طرف دیتے ہیں اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آئمہ کو خلق کر کے تمام عالم کے خلق کا کام ان کے سپرد (تفویض) کر دیا ہے۔ انتھیٰ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ احمد احسائی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ بہت سی

احادیث میں آئمہ علیہم السلام کے ''علت فاعلیہ'' ہونے کا عقیدہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

یہ بات ظاہر ہے کہ اس کی مراد یہی احادیث ہیں جو مذکور ہوئی ہیں اور کسی صاحب بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس بات میں کتنا دھمکایا ہے اور کتنا ڈرایا ہے اور کتنا خوفزدہ کیا ہے اور ان سے کتنا اظہار برأت کیا ہے اور خدا سے پناہ مانگی ہے اگر غالیوں اور مفوضہ کا مقصود کسی اور قسم کی بات ہوتی تو ان احادیث کا علیة فاعلیه کے مسئلہ سے جو وہ کہتا ہے کوئی ربط نہ ہوتا۔ تو پھر وہ کس طرح کہتا ہے کہ اس بات کے منع کرنے والی بہت سی احادیث میں ممنوع ہے اس کا دعویٰ انہیں کے بارے میں ہے کہ ان سے علیة فاعلیه کی منع وارد ہوئی ہے اور بواطن اخبار سے استفادہ کرنا چاہتا ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ اس نے گرم اور سرخ شدہ لوہے اور شعلہ چراغ کے مسئلہ کو تفویض کی بات ہی جانا ہے یعنی اس نے یہ مان لیا ہے کہ مفوضہ نے اس سے بڑھ اور کسی بات کا دعویٰ نہیں کیا ہے، بلکہ احتجاج کی روایت کی عبارت اس بارے میں بالکل واضح تھی کہ مفوضہ یہ کہتے تھے کہ خدا نے آئمہ کو خلق کرنے اور رزق دینے کی قدرت عطا فرمائی ہے اور زرارہ کی روایت میں یہ کہا گیا ہے کہ خدا نے محمدؐ اور علیؑ کو امر کی تفویض فرمائی ہے پس انہوں نے خلق کیا اور روزی دی یعنی خدا کے حکم سے۔ اور حضرت امام رضاؑ کی دعا کی روایت اس بارے میں صریح تھی کہ جس نے یہ گمان کر لیا کہ خلق کرنے والے اور رزق دینے کا کام ہمارے ذمہ ہے تو ہم تیرے حضور میں ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مفوضہ یہ نہیں کہتے کہ آئمہ باوجود اس کے کہ وہ حادث اور مخلوق ہیں اور وہ اپنے افعال

میں مددخداوندی کے محتاج نہیں ہیں۔ پس یہ ساری لعن وطعن نہیں ہے مگر صرف اس لئے کہ انہوں نے ان کو افعال ربوبی اور صفات الٰہیہ کی طرف نسبت دی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ آدمی جو کسی مطلب کے بارے میں اس قدر انکار کرے ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس کے کلام کا باطن اس بات کے ظاہر کے خلاف ہو، اور اس قسم کی باتوں کی ان کی طرف نسبت دینا حقیقتاً ان کے استعاذہ اور بیزاری کے باوجود ان پر کھلا ظلم ہے

(ترجمہ تریاق فاروق)

شیخیہ احقاقیہ کویت ہی وہ مفوضہ ہیں جنہیں آئمہ اطہار اور تمام شیعہ علماء نے مشرک کہا ہے

اب تک کے بیان سے یہ ثابت ہوگیا کہ آئمہ طاہرین اور بزرگ شیعہ علماء و محدثین وفقہا و مجتہدین بہ الفاظ دیگر مذہب شیعہ کے نزدیک بالاتفاق عقیدہ تفویض شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ ان کو مشرک کہنا اس بناء پر نہیں تھا کہ واقعاً چہاردہ معصومین علیہم السلام خلق ورزق اور احیاء و اماتت اور سارے عالم کے امور کی تدبیر کرنے اور سارے جہان کا نظام چلانے کے لئے دوسرے علل واسباب کی طرح غیر مستقل سبب یا واسطہ یا علت تو تھے یا وہ فرشتوں کی طرح بطور وسائط وآلات کے یہ کام انجام دیتے تھے لیکن مفوضہ نے انھیں مستقل سمجھ لیا تھا، جیسا کہ معتزلہ نے انسان کو خود اپنے کاموں میں مستقل سمجھ لیا ہے، بلکہ آئمہ اطہار اور بزرگ شیعہ علماء محدثین وفقہا رو مجتہدین کا مفوضہ کو

مشرک سمجھنا اس بناء پر تھا کہ خدا نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کو ہدایت کے لئے تو سبب اور واسطہ اور وسیلہ بنایا ہے لیکن خدا نے خلق و رزق اور احیاء و اماتت اور سارے جہان کا نظام چلانے بالفاظ دیگر کار ربوبی انجام دینے کے لئے ، علت یا سبب یا واسطہ اور وسیلہ نہیں بنایا تھا۔ لیکن مفوضہ خود سے اسی طرح چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لئے بطور وسائط و آلات اور بطور علل و اسباب کے قائل ہو گئے تھے جس طرح بت پرست اپنے بتوں کے لئے یا ان مردان صالح کے لئے جن کی وہ بت نمائندگی کرتے تھے یا ستاروں ، چاند ، سورج ، جن یا دیگر ارواح مقدسہ وغیرہ کے لئے خود اپنی طرف سے ان امور کی تفویض کے قائل ہو گئے تھے درآنحالیکہ خدا نے انہیں یہ کام تفویض نہیں کئے تھے۔

شیخ احمد احسائی جو حتماً و یقیناً مفوضہ سے تھا ، اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ آئمہ اطہار اور تمام بزرگ شیعہ علماء و محدثین و فقہا و مجتہدین تفویض کو شرک اور مفوضہ کو مشرک کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ لہذا شیعوں میں عقیدہ تفویض کو رائج کرنے کے لئے ، اس نے نصاریٰ کی طرح فلسفہ یونان کا سہارا لیا اور اس نے ایک جدید فلسفہ ایجاد کیا جسے اس نے "علل اربعہ" اور "سلسلہ طولیہ" کا نام دیا۔ جس کا تفصیلی رد ہم نے اپنی کتابوں "نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی و امام" اور "العقائد الحقیہ" میں کیا ہے جس کا دل چاہے وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

شیخ احمد احسائی کی پیروی کے اس طرح سے عقیدہ تفویض کو درست کرنے کی بناء پر تمام شیعہ علماء و محدثین و فقہاء و مجتہدین و مراجع عظام نے اس کو ایک مجلس میں طلب کر کے

اور سن کر کافر قرار دیا اور ان عقائد میں شیخ احمد احسائیؒ کی پیروی کرنے والوں کو مذہب شیخیہ کا نام دیا۔

شیخ احمد احسائی نے علل اربعہ اور سلسلہ طولیہ کے بدید فلسفہ کے علاوہ صوفیوں کی اُن مثالوں سے بھی جو وہ خدا کے اپنے اندر حلول یا اتحا کے ثبوت میں دیتے تھے اپنے عقیدہ تفویض کو مستدل کرنے کی کوشش کی ہے، مثلاً آگ سے گرم اور سرخ شدہ لوہے کی مثال سے یا شعلہ و چراغ کی مثال دے کر چہاردہ معصومین علیہم السلام کا کار ربوبی انجام دینے کا اسی طرح سے کرنے والا قرار دیا جس طرح لوہا آگ سے متحد ہو کر گرم اور سرخ ہو جاتا ہے اور پھر وہ لوہا آگ کا کام کرنے لگ جاتا ہے یہ سب صوفیوں کی مثالیں ہیں جو وہ خدا کا قرب یا وصال حاصل کر کے خدا سے اتحاد کے دعویدار بننے کے لئے دیتے ہیں اور عقیدہ اتحاد صفات سلبیہ میں سے ہے اور یہ خود اپنے مقام پر کفر صریح ہے۔

شیخ احمد احسائی کے بعد اس مذہب کی تبلیغ کا کام اس کے جانشین کاظم رشتی نے انجام دیا، لیکن کاظم رشتی کے بعد ان عقائد کی پیروی کرنے والے، اور اس مذہب کے ماننے والے کئی فرقوں میں بٹ گئے جن سے سب صاحبان علم واقف ہیں اور اہل ایران کو ان سے واسطہ پڑتا رہا ہے اور ان کے درمیان بڑے بڑے معرکے ہوتے رہے ہیں، ان فرقوں میں بابی، بہائی، ازلی، شیخیہ رکنیہ اور شیخیہ کوہریہ خاص طور پر مشہور ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ علی محمد باب نے دعوائے مہدویت کر کے ایک علیحدہ بابی مذہب کی بنیاد ڈال دی علی محمد باب کے بعد حسین علی بہا نے دعوائے مہدویت کر دیا اور اس

نے بہائی مذہب کی داغ بیل ڈال دی صبح ازل کے ماننے والے ازلی کہلانے لگ گئے اور محمد شفیع کے ماننے والے شفیعہ کہلانے لگے اور محمد کریم خان کرمانی نے رکن رابع کا نظریہ پیش کیا اور شیخ احمد احسائی کو رکن رابع قرار دیا اور اسکے جانشین رکن رابع کی حیثیت سے اس مذہب کو چلاتے رہے اور اس مذہب کے ماننے والے شیخیہ رکنیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

اگر چہ شیخ احمد احسائی کا اصل مشن عقیدہ تفویض کا شیعوں میں رواج دینا تھا لیکن اس نے اپنے دلائل کے ثبوت میں وحی والہام کا سہارا بھی لیا تھا اور اپنے تمام علوم کا منبع وحی کو قرار دیا تھا۔ اس کے یہ دعوے اس کی خودنوشت سوانح حیات میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں جسے ہم نے سالم اپنی کتاب ''شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں'' میں نقل کردیا ہے شیخ احمد احسائی کے وحی والہام کے یہ سب دعوے سراسر جھوٹ تھے لیکن اس کے پیروکاروں نے اسی جھوٹ کا سہارا لیا اور خود اسی کی پیروی کرتے ہوئے وحی کے مدعی ہو گئے اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کردیا۔ اور شیخیہ رکنیہ بھی رکن رابع کے دعوے کی بناء پر کچھ علیحدہ تو ہوا مگر شیخ احمد احسائی کے عقیدہ تفویض سے بھی وابستہ رہا۔ اسی بناء پر شیخیہ رکنیہ اور شیخیہ گوہریہ دونوں خود کو شیخ احمد احسائی کا اصل پیرو کہتے ہیں ۔ اور دونوں ایک دوسرے کو رکن رابع کے نظریہ کی بناء پر گمراہ اور شیخ احمد احسائی کی تعلیمات سے منحرف قرار دیتے ہیں جبکہ عقیدہ تفویض اپنانے میں دونوں یکساں ہیں۔

آج ایران میں بابیوں ، بہائیوں ، ازلیوں اور شیخیہ رکنیہ کا تقریباً تقریباً خاتمہ ہو گیا ہے لیکن شیخیہ گوہریہ کے رئیس یعنی مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کے بعد اس فرقہ کی زمام

اقتدار ترکی کے ایک قصبہ ''اسکو'' کے رہنے والے مرزا محمد باقر اسکوئی کے پاس آ گئی جو اسکو سے کربلا آ کر کاظم رشتی اور مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کے حلقہ درس میں شریک ہو گیا اور یہ اور ان کی اولاد اپنے وطن معروف ''اسکو'' کی طرف منسوب ہونے کی بناء پر اسکوئی کہلاتے ہیں اور کربلا میں رہنے کی بنا پر جسے حائر بھی کہا جاتا ہے حائری کہلاتے ہیں۔

مرزا محمد باقر اسکوئی الحائری کے بعد مذہب شیخیہ کی زمام اقتدار مرزا موسیٰ اسکوئی کے ہاتھ میں آئی تو اس نے اس مذہب کو رواج دینے کے لئے بڑا کام کیا اور اس وقت تک شیعہ علمائے ابرار ومحدثین اخیار ومجتہدین عظام ومراجع عالیقدر شیعیان جہان نے مذہب شیخیہ کی رد میں جتنی کتابیں لکھی تھیں اور جو جو اعتراضات کئے تھے ان کے جوابات دیئے خاص طور پر حجتہ الاسلام ملا رضا ہمدانی کی کتاب ھدیۃ النملہ اور حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام آقائے السید محمد حسین المرعشی الشہرستانی کی کتاب تریاق الفاروق کے جواب میں ایک ضخیم کتاب ''احقاق الحق'' کے نام سے لکھی جو دراصل ''احقاق الباطل'' ہے اس وقت سے مرزا موسیٰ الاسکوئی الحائری کی اولاد احقاقی کہلاتی ہے۔

جس میں اس نے شیخ احمد احسائی کے فلسفہ علل اربعہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور آقائے مہدی قزوینی نے اپنی کتاب ظہور الحقیہ علی فرقۃ الشیخیہ میں اور دوسرے شیعہ علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اور ہم نے اپنی کتاب نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی وامام میں اور دوسری کتاب العقائد الحقیہ میں اس کا رد کیا ہے۔ بہر حال احقاق الحق میں موسیٰ اسکوئی نے شیخ احمد احسائی کے علل اربعہ کے ذریعہ عقیدہ تفویض کی تائید میں لکھنے کے علاوہ،

علل و اسباب اور وسائط و آلات اور شعلہ و چراغ اور حدیدۃ محماۃ یعنی آگ سے گرم شدہ لوہے کی مثالیں دے کر عقیدہ تفویض کو درست قرار دیا ہے۔

اور دراصل روئے زمین پر یہی ایک مذہب ہے جو تفویض کے عقیدہ پر بڑی شدت کے ساتھ قائم ہے اور بڑی سرگرمی کے ساتھ اس عقیدے کی تبلیغ میں مصروف ہے اور مرزا موسیٰ الاسکوئی الحائری نے اپنی اس کتاب احقاق الحق میں ایک مفصل مقالہ ''المقالۃ العاشرہ فی تفویض'' صرف اپنے عقیدہ تفویض کی تائید میں احقاق الحق میں سات فصلیں ص369 سے 420 تک تحریر کی ہیں۔

مرزا موسیٰ اسکوئی الحائری کے بعد شیخیہ احقاقیہ کی زمام اقتدار مرزا علی اسکوئی الحائری الاحقاقی ؒ کے ہاتھ میں آئی اور ان کے وقت سے اس فرقہ کا مرکز کویت میں ہے اور ایران کے صوبہ آذربائیجان میں بھی دو گاؤں اس فرقہ کے عقائد کی نشر و اشاعت کے لئے وقف ہیں۔

مرزا علی الاسکوئی الحائری الاحقاقی کے بعد اس فرقہ کی زمام اقتدار مرزا حسن الاسکوئی الحائری احقاقی کے پاس آئی جو اس وقت کویت سے اپنے مذہب کی تبلیغ میں پاکستان کے بعض شیعہ واعظین و ذاکرین کے ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں اور آج پاکستان کے تمام شیخی مبلغین انہی مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی کے ساتھ وابستہ ہیں۔

بہر حال شیخیہ احقاقیہ کویت حتماً و یقیناً تفویض کے قائل ہیں اور تمام خدائی امور کی تفویض کے قائل ہیں جن میں خدا کا کوئی کار ربوبی مستثنیٰ نہیں ہے اور انہیں ہرگز تفویض کا

انکار نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ تفویض کو علل اربعہ اور علت فاعلی اور علل واسباب اور وسائط وآلات اور شعلہ وچراغ وحدیدہ محماۃ کی مثالوں کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں جبکہ مذکورہ کاموں کی تفویض آئمہ معصومین کو نہ علل واسباب کے طور پر ہوئی نہ وسائط وآلات کے طور پر اور نہ ہی صوفیوں والی مثالوں کی مانند وہ کار ربوبی انجام دیتے ہیں اور یہی تفویض ہے وہ جسے تمام آئمہ علیہم السلام نے اور تمام شیعہ علماء محدثین وفقہا رومجتہدین ومراجع عظام نے شرک کہا ہے اور اس کے قائل کو مشرک گردانا ہے۔ جبکہ صحیح شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے آئمہ علیہم السلام کو غیر مستقل طور پھی کائنات کی علت فاعلی یا علت مادی نہیں بنایا اور نہ ہی آئمہ علیہم السلام کو خدائے اسباب وعلل اور وسائط وآلات کے طور پر بھی خلق ورزق، احیاء و اماتت اور کائنات کا نظام چلانے اور عالم کے امور کی تدبیر کرنے اور اپنے سارے کارہائے ربوبی انجام دینے کا کام تفویض یعنی سپرد نہیں کیا ہے اور نہ ہی خدا نے اپنے سارے افعال ربوبی شعلہ وچراغ۔ حدیدۃ محماۃ یا بلور وآفتاب اور کوئلہ وآگ کی طرح کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں اور چونکہ سارے مشرکین اسی وجہ سے مشرک گردانے گئے ہیں کہ انہوں نے ان کاموں کے لئے اپنے بزرگوں اور مردان صالح کو علل واسباب اور وسائط وآلات مان یا تھا جن کو خدا نے علل واسباب اور وسائط آلات بنا کر غیر مستقل طور پر بھی ان کاموں کی علت وسبب اور واسطہ یا وسیلہ یا آلہ نہیں بنایا تھا پس جدید فلسفہ کے ذریعہ یا صوفیوں کی گھسی پٹی مثالوں کے ذریعہ پرانے اور اصلی شرک کو توحید کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ لہذا شیخیہ احقاقیہ کویت کو یہ تسلیم کرلینا چاہیئے کہ ان کی یہ کوشش صحیح نہیں ہے اور ان کی یہ تفویض یقینی طور پر شرک ہے اور وہ

برملا طور پر شرک کے مرتکب ہورہے ہیں اوران کی ساری کوشش شرک جلی کو توحید کا نقلی جامہ پہنانے کے سوااور کچھ نہیں ہے بلکہ مفوضہ اور شیخیہ کا شرک کفار و مشرکین عرب کے بت پرستوں سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ آسمانوں اور زمین، سورج اور چاند، ستاروں کا خالق تو خدا ہی ہے جیسا کہ خود خدا نے فرمایا، اے رسول آسمانوں اور زمین کو کس نے خلق کیا ہے تو وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ انھیں تو اللہ نے ہی خلق کیا ہے۔ لیکن مفوضہ اور شیخیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خالق بھی محمد و آل محمدؐ ہی ہیں۔

چونکہ شرک کو خدا نے ظلم عظیم کہا ہے اور اسے ایسا گناہ قرار دیا ہے جسے وہ ہرگز نہیں بخشے گا لہذا شیخیہ احقاقیہ کویت کو چاہیے کہ وہ اپنے اس شرک سے توبہ کریں اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کو ہادی خلق مان کران کی ہدایت کی پیروی کریں اور مذہب شیعیہ حقہ جعفریہ اثناء عشریہ کے صحیح معنوں میں پیرو بن جائیں۔

شیعیان پاکستان کو توصیہ بالحق

اے شیعیان پاکستان ہمارے اب تک کے بیان سے آپ پر ثابت ہو گیا کہ تفویض شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں اور شرک ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے واضح طور پر اپنی کتاب مقدس میں اعلان کر دیا ہے کہ وہ شرک کرنے والے کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اور آپ اب تک کے بیان سے یہ جان چکے ہیں کہ شیخیہ احقاقیہ کویت برملا طور پر آئمہ اطہار کے لئے خلق و رزق اور حیاء و امانت اور خدا کے سارے کارہائے ربوبی کی تفویض کے قائل ہیں اور انہیں اس سے انکار نہیں ہے لیکن وہ اپنے عقیدہ تفویض کو، ایک جدید فلسفہ کے ذریعہ

جو علل اربعہ اور سلسلہ طولیہ کہلاتا ہے، نصاریٰ کی طرح نئے سانچے میں ڈھال کر، صحیح ثابت کرتے ہیں۔

اے شیعیان پاکستان خدا نے آدم کو اس بات سے منع کیا تھا کہ وہ اس مخصوص درخت کے پاس نہ جائے اور اس کے پاس جانے کا نتیجہ یہ بتلایا تھا کہ اس کے کھانے سے تم نقصان اٹھاؤ گے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ نقصان جنت سے نکالا جانا تھا۔ لیکن ابلیس نے آدم سے یہ کہا کہ خدا نے تمہیں اس درخت کے پاس جانے سے اس لئے منع کیا کہ تم اس کے کھانے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہنے لگو گے اور اس کو کھا کر تم فرشتے بن جاؤ گے۔

اے شیعیان پاکستان آپ اب تک کے بیان سے معلوم کر چکے ہو کہ آئمہ اطہار نے اپنے شیعوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ انہیں خالق و رازق اور محی و ممیت کہا جائے۔ انہوں نے ایسا کہنے والے پر لعنت بھیجی ہے اور ان سے اسی طرح برأت و بیزاری کا اظہار کیا ہے جیسا کہ عیسیٰ نے نصاریٰ سے اپنی برأت و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔

اے شیعیان پاکستان آئمہ اطہار کو خالق و رازق اور محی و ممیت اور سارے کارہائے ربوبی کا انجام دینے والا ماننا ان کی فضیلت نہیں ہے بلکہ یہ شرک ہے لہذا اس شرک سے بچیئے۔ اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے فریب میں نہ آئیں کیونکہ وہ اپنے عقیدہ تفویض کو جسے آئمہ اطہار علیہم السلام نے واضح الفاظ میں شرک کہا ہے فضائل کہہ کر اسی طرح دھوکہ دے رہے ہیں جس طرح ابلیس نے آدم علیہ السلام کو دھوکہ دیا تھا۔ کیونکہ خدا نے اس لئے

آدم کو اس درخت کے پاس جانے سے اس لیے منع نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے کھانے سے فرشتے بن جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے لگیں گے۔ بلکہ اس لئے منع کیا تھا کہ اس کے کھانے سے آدم کو نقصان پہنچے گا اور وہ جنت سے باہر نکال دیئے جائینگے۔ شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت اسی تفویض کو جسے آئمہ اطہار نے شرک کہا ہے ابلیس کی طرح آپ کو فریب میں مبتلا کر کے اور اس واضح شرک کو آپ کے سامنے ان کی فضیلت قرار دے کر آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ آپ ان کے فریب میں نہ آئیں۔ یہ بالکل آدم کے فرشتے بننے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کا فریب دینے والی بات ہے۔

اے شیعیان پاکستان شیخیہ کے خلاف ہمارے جہاد سے پہلے یہ حضرات شیعہ مجلس خوان واعظین کے لباس میں اپنے شیخی عقائد کا مجالس میں فضائل کے نام سے پرچار کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہمارے جہاد نے انہیں بالکل ننگا کر دیا ہے۔ لہذا اب ان کے بعد والے کھل کر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کی سرپرستی کے اقبال کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں اور رسالے نکال رہے ہیں اور اپنے رسالوں کی پیشانی پر برملا زیر سرپرستی مرزا حسن الحائری الاحقاقی لکھ رہے ہیں۔

اے شیعیان پاکستان ذرا غور کرو جو شخص اپنے رسالوں اپنی کتابوں اور اپنی تبلیغ میں مرزا طاہر احمد خلیفہ قادیان کی سرپرستی کا اعلان کرے آپ اسے قادیانی مرزائی کہو گے یا سنی مسلمان؟ اس طرح جو شخص کھلم کھلا طور پر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کی سرپرستی کا اقبال کرے آپ اسے شیخی کہیں گے جو قائل تفویض ہیں اور

مشرک ہیں یا اسے شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ سمجھیں گے کیونکہ کوئی بھی سچا شیعہ اس قسم کی تفویض کا قائل نہیں ہے۔

اے شیعیان پاکستان اب ہمارے جہاد کے بعد شیخی مبلغین اوران کی پیروی کرنے والے ننگے ہوگئے ہیں۔ اب وہ اچھی طرح پہچانے جاتے ہیں۔ لہذا آپ ان شیاطین شخیہ احقاقیہ کویت اوران کے مبلغین کے فریب سے بچیں، آئمہ اطہار علیہم السلام کو اپنا ھادی سمجھیں اوران کی ہدایت پر عمل کریں اسی میں آپ کی نجات ہے اور یہ عقیدہ رکھیں کہ ہمارا، آپ کا اور سارے انبیاء ورسل اور محمد وآل محمد علیہم السلام کا خالق ورازق اور محی وممیت خدا ہی ہے۔ خدا کے ان کارہائے ربوبی کی آئمہ اطہار علیہم السلام کی طرف نسبت دے کر انہیں ان کے مزارات میں آزار نہ پہنچائیں، اور صریحاً شرک کے مرتکب ہوکر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

اے شیعیان پاکستان آپ اب یہ عہد کرلیں کہ اگر اب کوئی ذاکر مجلس خوان مقرر وواعظ اس قسم کی کوئی مشرکانہ بات کرے گا تو آپ اسے سختی کے ساتھ روک دیں گے۔

اے شیعیان پاکستان ہم نے اب تک آپ کو توصیہ بالحق کا جو حق تھا وہ ادا کردیا ہے خداوند تعالی ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے اور آپ کو نیک ہدایت دے۔

بحق محمد و آله الطاهرين آمين يا رب العالمين .

ذاکرین عظام اور واعظین کرام سے ایک گزارش

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام فضائل ومصائب آل محمد (ص) کا

بیان کرنا یقیناً باعث ثواب ہے لیکن فضائل کا بیان باعث ثواب ہے، مشرکانہ عقائد کا بیان کرنا باعث ثواب نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک ایسا گناہ ہے جو بخشا نہ جائیگا اور آپ کے اوپر خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ، جتنے سننے والے گمراہ ہوں گے ان کا گناہ بھی آپ کے ہی سر پر ہوگا اور آپ اپنے بوجھ کے ساتھ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھانے والے بنیں گے

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام اب مذہب شیخیہ ہمارے جہاد کے ذریعہ ننگا ہو چکا ہے یہ قائل تفویض ہیں اور تفویض شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں۔ انہیں ہر گز تفویض سے انکار نہیں لیکن وہ اسے علت فاعلی، علل و اسباب، وسائط و آلات، لوہا اور آگ، لکڑی اور آگ، شعلہ اور چراغ وغیرہ مثالوں کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں۔ آپ کو اب تک شیخی مبلغین خود کو ظاہر کئے بغیر شیعہ علماء کے لباس میں فریب دیتے رہے ہیں اور آپ کے سامنے عقیدہ تفویض کو فضائل کے نام سے بیان کرتے رہے ہیں ان کا ائمہ اطہار کے بارے میں یہ کہنا کہ ہم انہیں خدا تو نہیں کہتے یا ہم انہیں رب تو نہیں مانتے جھوٹ اور فریب ہے۔ کیونکہ ان کا آئمہ اطہار علیہم السلام کو خالق و رازق اور محی و ممیت کہنا امور جہان کی تدبیر کرنے اور کارہائے ربوبی انجام دینے کا عقیدہ رکھنا تفویض کا قائل ہونا ہے اور تفویض شرک ہے اور مفوضہ یقینی طور پر مشرک ہیں۔ خدا نے سارے انبیاء و رسل کو اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کو مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام تفویض یعنی سپرد نہیں کیا بلکہ خدا نے ان سب کو ہدایت کا کام سپرد فرمایا ہے جیسا کہ امام عالیمقام کا ارشاد سابقہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں لہذا آپ ان سے ہدایت حاصل کریں ان کی ہدایت پر چلیں تا کہ بارگاہ

خداوندی میں رستگار ہوں اور عقیدہ تفویض سے توبہ کریں۔

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام خدا نے محمد وآل محمد علیہم السلام کو خلق و رزق اور موت وحیات کا کام نہ غیر مستقل طور پر سپرد کیا ہے اور نہ ہی مستقل طور پر۔ غیر مستقل طور پر بھی جو کام خدا نے محمد وآل محمد علیہم السلام کو سپرد فرمایا ہے وہ صرف ہدایت دینا ہے لہذا وہ ہادی خلق ہیں اور ان کا اور ہمارا بھی اور سب بنی نوع انسان کا بھی خالق ورازق اورمحی وممیت اور ہمارے امور کی تدبیر کرنیوالا صرف اور صرف وہی خدائے واحد ویکتا ویگانہ ہے۔

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام ان کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور محمد وآل محمد نہ تو بطور علل واسباب کے خالق ورازق ہیں اور نہ ہی بطور وسائط وآلات کے خالق ورازق ہیں۔ یہ شیخیہ احقاقیہ کویت کا ابلیسانہ فریب اور صریح مکر اور دھوکہ ہے۔

اے ذاکرین عظام آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ سارے علل واسباب اور سارے وسائط وآلات انسانوں کے تابع اور ان کے مطیع ہیں اور ان سب علل واسباب کا مسبب خدا ہے، جس نے ان تمام علل واسباب کو جبر طبیعی کے ماتحت انسانوں کی خدمت میں لگا دیا ہے لیکن خدا نے انسانوں کو محمد وآل محمد علیہم السلام کی اطاعت وپیروی کا حکم دیا ہے یہ صرف ان کے ہادی ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ ہادی خلق نہ ہوتے تو ان کی اطاعت و پیروی بھی خداوند تعالیٰ فرض نہ کرتا۔ پس ان کا ہادی ہونا وہ عظیم منصب ہے جس نے محمد وآل محمد کو واجب الاطاعت اور مطاع اور واجب الاتباع اور متبوع بنا دیا ہے۔ لیکن جن اسباب و

علل اور وسائط و آلات کو خدا نے خلق و رزق اور احیاء و اماتت اور انسانوں کی حفاظت پر مامور کیا ہے وہ تو سب کے سب انسانوں کے مطیع، انسانوں کے تابع اور جبر طبیعی کے ماتحت انسانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ تم محمد و آل محمد کو شیخیہ احقاقیہ کویت کے دھوکہ میں آکر خلق و رزق اور احیاء و اماتت کے لئے علل و اسباب اور وسائط و آلات کہہ کر ان کی توہین نہ کرو، کیونکہ محمد و آل محمد علیہم السلام اپنے عظیم منصب ہدایت کی وجہ سے سارے انسانوں کے لئے واجب الاطاعت اور مطاع ہیں، مطیع نہیں ہیں اور وہ واجب الاتباع اور متبوع ہیں تابع نہیں ہیں۔

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام آپ کو معلوم ہے کہ آلات جمع ہے آلہ کی جیسا کہ بسولہ، آری اور رندہ ہے یہ صرف ترکھان کے ہاتھ میں کام کرتے ہیں انہیں خود کوئی اختیار نہیں ہے نہ رندہ پھر سکتا ہے نہ آری اور بسولہ چل سکتے ہیں پس یہ اصطلاح صرف فرشتوں کے لئے مخصوص ہے جو خدا کے حکم سے جو کام ان کے ذمہ ہے بجالاتے ہیں۔ تمہیں محمد و آل محمد علیہم السلام کو آلات کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا یہ فضیلت کا بیان ہے۔

اے ذاکرین عظام اور اے واعظین کرام یہ فضائل نہیں ہیں، بلکہ اس بناء پر کہ یہ کام خدا نے انھیں سپرد نہیں کئے ہیں اور مفوضہ نے خود اپنی طرف سے ان کو تفویض ہونا مانا ہے اور جب انہیں یہ کام سپرد نہیں کئے تو خدا کا ان کے لئے کوئی ارادہ بھی نہ ہوگا، اور جب خدا کا ارادہ منقطع ہے تو یہ ہی تو حقیقت میں استقلال بنتا ہے بس اسے دھوکہ سے غیر مستقل کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل تفویض یہی ہے اور یہ ہر صورت میں شرک ہے لہذا

میری آپ سے گزارش ہے کہ نہ تو خود مشرک بنیں، نہ اپنے سامعین کو مشرک بنائیں اور اب تک جو کچھ بیان کرتے رہے ہو اس سے توبہ کریں کہ خدا توبہ کو قبول کرنے والا اور بڑا ہی غفور الرحیم ہے اور آئندہ کے لئے یہ عہد کرلیں کہ وہ اب ان عقائد کو بیان کر کے شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ پاکستان کو گمراہ نہیں کریں گے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کو مذہب حقہ جعفریہ اثنا عشریہ کی صحیح صحیح خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

عزادارانِ حسینی کو نصیحت

اے عزادارانِ حسینی آپ نے عزائے امام مظلوم میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ قابل تحسین وآفرین ہیں اور اس کا اجر وثواب آپ کو یقیناً خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے ملے گا۔

لیکن اے عزادارانِ حسینی زمانہ سابق میں شیخی مبلغین شیعہ علماء کے لباس میں خود کو ظاہر کئے بغیر پاکستان میں حسینی سٹیج پر چھائے رہے ہیں اور شیعیان حقہ جعفریہ اثناء عشریہ کو، مذہب شیخیہ کے عقیدہ کو، جو اصلاً عقیدہ تفویض ہے آپ کی مجالس میں فضائل محمد وآل محمد کے نام سے سناتے اور بیان کرتے رہے ہیں اس طرح آپ ان مشرکانہ عقائد کے پھیلانے میں ان مبلغین شیخیہ کے مدد ومعاون بنے اور اس گناہ عظیم میں آپ بھی شریک رہے۔ بلکہ ان کے لئے سٹیج مہیا کرنے والے اور سامعین کو دعوت دے کر سنوانے والے آپ ہی تھے۔ لیکن یہ سب کچھ آپ کی لاعلمی اور بے خبری میں ہوا ہے۔

اے عزادارانِ حسینی اب یہ بات پوشیدہ نہیں رہی کہ مذہب شیخیہ ہی اصل میں مفوضہ ہیں جن کو آئمہ اطہار علیہم السلام نے مشرک کہا ہے اور ان سے برأت وبیزاری کا

اظہار کیا ہے اور ان پر لعنت کی ہے۔ لہذا اب آپ ثواب کی بجائے الٹا گناہ کمانے سے بچیں اور آئندہ ایسے ذاکریں و واعظین کو دعوت دے کر سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کرنے میں ان کے ممد و معاون نہ بنیں اور چونکہ آپ کسی کے بارے میں خاص طور پر یہ نہیں جانتے کہ یہ ذاکر یا واعظ مبلغین شیخیہ میں سے ہے۔ اور کسی کے ماتھے پر لکھا ہوا نہیں ہے کہ یہ شیخی مبلغ ہے کیونکہ وہ خود کو شیعہ ہی ظاہر کرتے ہیں اور شیخی مبلغ نہیں کہتے لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ہر ذاکر اور واعظ سے اس کے پڑھنے سے پہلے یہ کہہ دیں کہ وہ کوئی ایسی بات بیان نہ کریں جس میں غلو و تفویض کا ذرا سا بھی شائبہ ہو۔ خداوند تعالیٰ آپ کی مساعی کا بیش از بیش اجر دے (آمین یارب العالمین)

شیعیان حقہ جعفریہ اثناء عشریہ کے علماء کی خدمت میں التماس

اے قابل صد احترام علمائے کرام آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا جبکہ پاکستان میں شیعہ علمائے حق کا قحط الرجال تھا اور خال خال کہیں دور دور کوئی ایک آدھ عالم حالت مغلوبیت میں حق کی شمع روشن کیے ہوئے تھا اور مبلغین شیخیہ ہی ہر مجلس میں اور ہر ممبر پر پیغمبر اکرم کے اس خواب کی تعبیر بنے ہوئے تھے کہ "میرے بعد میرے منبر پر بندر کودیں گے" اور جو بھی منبر رسول پر حق کے خلاف بات کرے وہ بھی اس ذمرے میں آئیگا۔ پس زمانہ گزشتہ میں کافی عرصہ تک مبلغین شیخیہ پاکستان میں مجالس عزا کا استحصال کر کے منبروں پر کودتے رہے ہیں اور پاکستان کے سادہ لوح، بے خبر اور کم علم شیعہ عوام کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام اس بات کا تصور ہی نہیں ہوسکتا کہ آپ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ آئمہ اطہار علیہم السلام نے تفویض کو شرک اور مفوضہ کو مشرک کہا ہے اور یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو بخشا نہیں جائے گا اور آئمہ اطہار کے زمانہ سے لے کر آج تک یہ بات متفق علیہ رہی ہے کہ تفویض شرک ہے اور مفوضہ مشرک ہیں۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام شیخ احمد احسائی سے لے کر رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی تک اور ان کے فرزند عبدالرسول احقاقی تک کسی کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہے کہ وہ آئمہ اطہار کے بارے میں خلق ورزق احیاء واماتت اور سارے کارہائے ربوبی انجام دینے کے لئے تفویض کے قائل ہیں اور وہ اپنی تفویض کو ثابت کرنے کے لئے بنیادی طور پر تو نصاریٰ کی طرح فلسفہ یونان کا سہارا لیتے ہیں اور علل اربعہ اور سلسلہ طولیہ کے ذریعہ اپنی تفویض کو ثابت کرتے ہیں، چنانچہ رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے والد بزرگوار مرزا موسیٰ الاسکوئی الحائری نے اپنی کتاب ''احقاق الحق'' میں جس سے مبلغین شیخیہ نے پاکستان میں عقائد شیخیہ کی تبلیغ کا بالفاظ واضح اقبال کیا ہے۔ پانچواں مقالہ ''المقالة الخامسة فی العلل الاربعه للخلق ''تحریر کر کے ص 223 سے 386 تک اس علل اربعہ کے ذریعہ ہی عقیدہ تفویض کے دلائل دیئے ہیں جسے حجتہ الاسلام آیت اللہ فی الانام المرجع دین شیعیان جہان آقائے السید محمد حسین الشہر ستانی نے اپنی کتاب ''تریاق فاروق'' میں رد فرمایا ہے جس میں سے

علت فاعلیہ کے رد کے بیان کا ترجمہ اس کتاب میں موجود ہے اور ہم نے بھی اپنی کتاب " نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اور نوع نبی و امام " میں اور دوسری کتاب " العقائد الحقیہ " میں علل اربعہ کا کما حقہ رد و ابطال کیا ہے جس کا دل چاہے وہ ہماری ان دونوں کتابوں سے استفادہ کرسکتا ہے۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام جب تمام شیعہ علمائے حقہ نے علل اربعہ کے نظریہ کو کفر قرار دے دیا تو شیخیہ احقاقیہ نے علل واسباب اور وسائط و آلات کی مثال دے کر اپنی تفویض کو مدلل کیا۔ اور جب علمائے حق نے آئمہ اطہار کو ان امور کی تفویض علل و اسباب اور وسائط آلات کے طور پر بھی ہونا غلط قرار دیا تو پھر وہ صوفیہ کی مثالیں سامنے لائے کہ وہ یہ سب کام اس طرح کرتے ہیں جس طرح سورج بلور یعنی آتش گیر شیشے کے ذریعہ جلاتا ہے، یا جس طرح آئینہ میں صورت ہوتی ہے یا جس طرح شعلہ چراغ میں آگ اپنا اثر دکھاتی ہے یا جس طرح لوہا آگ میں گرم ہو کر آگ کا کام کرتا ہے۔ یا جس طرح کوئلہ اور لکڑی آگ کے قرب سے آگ بن جاتی ہے یہ آگ کی ذات نہیں ہوتی بلکہ آگ کا فعل ان سے ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ سب صوفیہ کے دلائل ہیں جو وہ وصال اور اتحاد کے نام سے دے کر خود کو خدائی صفات کا حامل قرار دینے کے لئے دیتے ہیں اور آپ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ حلول و اتحاد صفات سلبیہ باری تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اتحاد کا نظریہ بذات خود کفر و شرک ہے بہر حال خدا اپنے کارہائے ربوبی محمد و آل محمد سے اس طرح متحد ہو کر نہیں کرتا جس طرح آگ لوہے سے متحد ہو کر لوہے کے ذریعے کرتی ہے۔

شیخیہ احقاقیہ کویت اپنی تفویض کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات کی تفسیر میں بھی تحریف کرتے ہیں چنانچہ وہ آیہ **انما ولیکم** کے ذریعہ اور بعض دوسری آیات کے ذریعہ یہ کہتے ہیں کہ ان آیات کی رو سے محمد وآل محمد ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ رکھتے ہیں یعنی خدا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو وہ نہ کرتے ہوں لہذا ولایت تکوینی یا ولایت کلیہ مطلقہ الیہ کی اصطلاح بھی وہ تفویض کے عقیدہ کے اثبات میں پیش کرتے ہیں۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام اگر کوئی شخص کسی کو یہ کہہ کر زہر کھلانا چاہے کہ یہ یہ شہد ہے تو وہ زہر کو شہد نہیں بنا سکتا۔ زہر زہر ہی رہیگا اور شہد شہد ہی رہے گا اسی طرح شیخیہ احقاقیہ کویت کی مذکورہ ساری دلائل سے ان کا عقیدہ تفویض توحید نہیں کہلا سکتا۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام اب پاکستان میں علمائے حق کا قحط الرجال نہیں ہے۔ اور آپ شیخیہ احقاقیہ کویت کی پاکستان میں سرگرمیوں سے بھی بے خبر نہیں ہیں۔ آخر آپ پاکستان کے بے خبر، کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کی دستگیری کے لئے کھڑے کیوں نہیں ہوتے۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے اب تک جتنا کام کیا ہے وہ راہ حق میں جہاد سمجھ کر کیا ہے لہذا اٹھیے اور آپ بھی اس جہاد میں شریک ہو جایئے ورنہ روز قیامت آپ کا گریبان ہوگا اور مولا علیؑ کا ہاتھ ہوگا وہ آپ کا گریبان پکڑ کر آپ سے پوچھیں گے کہ آپ کے ہوتے ہوئے بے خبر، کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کیا جاتا رہا اور آپ خاموش بیٹھے رہے۔ آپ اپنی خاموشی پر اچھی طرح سوچ لیں کہ آپ مولا علی کو کیا جواب دیں گے۔ اور امید ہے کہ آپ کو وہ حدیث بھی ضرور یاد ہوگی کہ جب بدعت پھیلے تو عالم کا فرض ہے کہ اپنے علم کا

اظہار کرے، اور ایسی صورت میں اپنے علم کا اظہار نہ کرنے پر امام نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے بھی آپ بے خبر نہیں ہوں گے۔

امید ہے کہ آپ یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے اور آپ ضرور سابق کی خاموشی کا تدارک کردینگے اور کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور قریہ قریہ گاؤں گاؤں، شہر بہ شہر بے خبر، کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام کو اس گمراہی سے بچانے میں اپنا کردار ادا کریں گے اور شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے فریب میں آکر تفویض کے نظریہ اور عقائد شیخیہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کو ڈھکو صاحب کی تائید تصور نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ اس طرح حق کی تائید کریں گے اور باطل کے خلاف جہاد میں شامل ہوں گے اور اس بات کا خوف نہیں کھائین گے کہ اگر آپ نے عقائد شیخیہ کے خلاف حق کی تائید کی تو شیخیہ احقاقیہ کویت کے ایجنٹ آپ کو خالصی یا ڈھکو کہنے لگ جائیں گے۔ لہذا اٹھیے اور شیعہ عوام کو بتلا دیں کہ تفویض کو شرک سمجھنا مذہب شیعہ حقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے اسے خالصی یا ڈھکو مذہب نہیں کہتے۔ یہ شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے ایجنٹوں اور مبلغین شیخیہ کی مکاری وعیاری وفریب کاری ہے تا کہ بے خبر، کم علم اور سادہ لوح شیعہ عوام، انہیں تو اصلی شیعہ سمجھتے رہیں۔ اور شیخیت کو پردہ چاک کرنے والوں کو خالصی یا ڈھکو مذہب کہہ کر انھیں صحیح شیعہ عقائد سے اندھیرے میں رکھتے رہیں۔

اے قابل صد احترام علمائے کرام آپ مجلس خوان ذاکرین اور روضہ خوان واعظین کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں کیونکہ ان میں سے بہت سے بے خبری میں پرانے

گھاگ قسم کے مبلغین شیخیہ کے فریب میں آکر شیخی عقائد و نظریات کو فضائل سمجھ کر بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں جو فی الحقیقت نہ تو فضائل ہیں اور نہ ہی وہ شیعہ عقائد و نظریات ہیں امید ہے کہ آپ میری اس بات کا برا نہیں منائیں گے اور اللہ کا نام لے کر حق کی آواز پر لبیک کہنے سے گریز نہیں کریں گے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو اس جہاد میں شریک ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے (آمین یارب العالمین)

پاکستان کے مبلغین شیخیہ کے لئے لمحہ فکریہ

گذشتہ زمانہ میں مبلغین شیخیہ جو خود کو ظاہر کئے بغیر شیعہ علماء کے لباس میں مذہب شیخیہ کی تبلغی کر رہے تھے انہیں ہم نے اس جہاں سے رخصت ہونے سے پہلے ننگا کر دیا تھا اور ان کے چہرے سے نقاب الٹ کر اہل پاکستان کو دکھایا تھا کہ یہ شیعہ علماء نہیں ہیں بلکہ یہ شیعہ علماء کے لباس میں شیخی مبلغین ہیں اور مذہب شیخیہ رکھتے ہیں۔

اب وہ پوشیدہ طور پر شیعہ علماء کے لباس میں مذہب شیخیہ کی تبلیغ کرنے والے تو اس جہان سے رخصت ہو گئے لیکن بعد والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہی کہ پوشیدہ طور پر خود کو شیعہ علماء کے لباس میں ظاہر کر کے سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کر سکیں، البتہ کچھ فریب خوردگان مذہب شیخیہ مجلس خوان ذاکرین اور روضہ خوان واعظین جو پرانے خرانٹ اور پوشیدہ طور پر شیعہ علماء کے لباس میں مبلغین شیخیہ کی صحبت میں رہتے ہوئے ان عقائد شیخیہ کو فضائل آل محمد سمجھ بیٹھے ہیں وہ بے خبری اور لاعلمی میں انہیں عقائد شیخیہ کو فضائل آل محمد سمجھ کر

بیان کرر ہے ہیں اور سادہ لوح شیعہ عوام کی گمراہی کا سبب بن رہے ہیں۔

لیکن اصل مبلغین شیخیہ اب کھل کر سامنے آگئے ہیں اور رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ کویت مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی نے بھی کھل کر کام شروع کر دیا ہے اور ان کی سر پرستی میں فیصل آباد، چکول اور ملتان وغیرہ شہروں میں مدارس چل رہے ہیں اور کئی رسالے، ہفت روزے اور ماہنامے واضح الفاظ میں ان کی پیشانی پر زیر سر پرستی مرزا حسن الاسکوئی الحائری الاحقاقی کی تحریر کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی اس بات کا انکار نہیں ہوسکتا کہ دنیا کی طمع نے انہیں کویت کی طرف رخ کرنے پر آمادہ کیا ہے اور ہمارے پاس اس بات کے سارے ثبوت موجود ہیں اور ہم اپنی اس تحریر کے ذریعہ وہ ثبوت پیش کر سکتے ہیں لیکن ہمارا مقصد ان کی فضیحت نہیں بلکہ ہمارا مقصود ان کو راہ راست پر لانا ہے، لہذا ہم انہیں یہ دعوت دیتے ہیں کہ یہ دنیا آنی جانی ہے اور ایک دن اسی خالق حقیقی کے دربار میں ضرور جانا ہے، اور تفویض کے شرک کا عقیدہ اپنا کر شیخیت کے دامن میں پناہ لینے سے پہلے انہوں نے جو اعمال کئے تھے وہ بھی سب اکارت ہو گئے لہذا بہتر یہی ہے کہ اب تک جو مال انہوں نے کویت سے حاصل کیا ہے اسی پر اکتفا کریں اور بارگاہ خالق میں حاضر ہونے سے پہلے مذہب شیخیہ کے مشرکانہ عقائد سے توبہ کر کے مذہب شیعہ حقہ جعفریہ اثناء عشریہ کے ساتھ صحیح معنوں میں وابستگی اختیار کرلیں اس سے جہاں ان کی عاقبت بخیر ہوگی وہاں وحدت کلمہ سے قوم کو بھی کافی قوت حاصل ہوگی، کیونکہ ملت شیعہ کو کمزور کرنے کے لئے ہی استعمار نے اس مذہب کو رواج دیا تھا۔ جس طرح سنی مسلمانوں کی

ہندوستان میں قوت کو کمزور کرنے کے لئے غلام احمد قادیانی سے قادیانی مذہب کو رواج دلایا

ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں۔

وما علینا الا البلاغ

مولف کی تالیفات ایک نظر میں

نمبر	نام کتاب	طبع		
1	شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
2	شیعہ جنت میں جائیں گے مگر کونسے شیعہ	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
3	تبصرہ المھوم علی اصلاح الرسوم والیضاح الموھوم	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
4	شیعہ علماء سے چند سوال	طبع دوم	مطبوعہ	موجود ہے
5	نور محمد ﷺ اور نوع نبی وامام	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
6	شیخیت کیا ہے اور شیخی کون	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
7	العقائد الحقیہ والفرق بین الشیعہ والشیخیہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
8	خلافت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
9	امامت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
10	ولایت قرآن کی نظر میں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
11	حکومت الہیہ اور دنیاوی حکومتیں	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
12	فلسفہ تخلیق کائنات در نظر قرآن	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
13	شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
14	شعار شیعہ اور رمز تشیع کیا ہے اور کیا نہیں ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
15	بشریت انبیاء ورسل کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
16	تحفہ اشرفیہ بجواب تحفہ حسینہ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
17	آیت سخرہ اور قرآن کا درس توحید	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
18	معجزہ اور ولایت تکوینی کی بحث	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
19	شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
20	سوچیے کل کے لیے کیا بھیجا ہے	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
21	تعیین افراد مباہلہ یا تعارف اہل بیت پیغمبرؐ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
22	حیثیت ومقام انسانی اور خلافت کی کہانی	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
23	شیخیت کیا ہے اور شیخیت کا شیعہ علماء سے ٹکراؤ	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
24	اصل حقیقت کیا ہے؟ بجواب شہادت ولایت علی ناقابل تردید حقیقت	//	مطبوعہ	موجود ہے
25	تطہیر وتقدیس منبر ومحراب	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے
26	کشف الحقائق وشرح دقائق	طبع اول	مطبوعہ	موجود ہے